تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

ترتیب

﴿درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

﴿درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

﴿درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2016ء﴾

﴿درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017ء﴾

﴿درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2018ء﴾

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتب فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم و شروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پہلا پرچہ: عقائد وکلام

قسم اوّل: عقائد النسفیہ

سوال نمبر 1: (i)- کیا عالم اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ حادث ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ عقائد نسفیہ کی روشنی میں وجہ قلم بند کریں؟

(ii)- عالم کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور اس کی کیا کیا صفات ہیں، تحریر کریں؟

جواب: (i)- عالم اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ حادث ہونے کی وجہ: کائنات کے جمیع اجزاء حادث ہیں۔ اس لیے کہ کائنات اعیان اور اعراض کے مجموعہ کا نام ہے، اعیان ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جو از خود قائم ہوں۔ پھر یہ دو حالتوں سے خالی نہیں: مرکب ہوں گے مثلاً حیوان، دیوار اور حجر وغیرہ یا غیر مرکب ہوں گے مثلاً جوہر، یہ جز تقسیم نہیں ہوتی جبکہ عرض از خود قائم نہیں ہو سکتا بلکہ اپنے وجود کے لیے غیر کا محتاج ہوتا ہے مثلاً ذائقہ، رنگ، کون، بدبو اور خوشبو وغیرہ۔

(ii)- عالم کو پیدا کرنے والا اور اس کی صفات: کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جس کی اہم صفات درج ذیل ہیں:

(۱) ایک ہے، (۲) ازلی ہے، (۳) ابدی ہے، (۴) زندہ ہے، (۵) طاقت وقدرت والا ہے، (۶) سننے والا ہے، (۷) جاننے والا ہے، (۸) دیکھنے والا ہے، (۹) عرض وجسم سے پاک ہے، (۱۰) صاحب مشیت ہے، (۱۱) جوہر وصوت سے پاک ہے، (۱۲) اس کی ابتداء نہیں ہے، (۱۳) اسکی انتہاء نہیں ہے، (۱۴) وہ اجزاء سے پاک ہے (۱۵) وہ کسی ماہیت کا فرد نہیں ہے اور نہ کسی وصف سے موصوف ہے۔ (۱۶) زمان ومکان سے پاک ہے، (۱۷) کوئی چیز اس کی قد . ت ۔ . نہیں ہے، (۱۸) وہ بے مثل وبے مثال ہے۔

سوال نمبر 2: (ا) رؤیت باری تعالیٰ کس طرح ممکن ہے؟ نیز رؤیت باری تعالیٰ کی کیفیت تحریر کریں؟

(۲) عذاب قبر، سوال نکیرین، بعث، میزان، کتاب، سوال، حوض کوثر، پل صراط، جنت اور دوزخ کے بارے میں اصل عقیدہ کیا ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: (ا)- رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہونا اور اس کی کیفیت: رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے جس کے بارے میں عقلی ونقلی دلائل موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آخرت میں دیدار الٰہی کی نعمت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی۔ جہاں تک رؤیت باری تعالیٰ کی کیفیت کا تعلق ہے تو یہ بیان نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان، جہت، دیکھنے اور دکھانے کی کیفیت سے پاک ہے۔

(۲)- بعض اسلامی عقائد کی تفصیل:

بعض اسلامی عقائد وافکار کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا- عذاب قبر: قبر کے زمانہ کو برزخ کا زمانہ کہا جاتا ہے، یہ برحق ہے، اہل ایمان کو قبر نہایت عقیدت اور محبت سے دباتی ہے جس سے تکلیف ہرگز نہیں ہوتی جبکہ کفار ومنافقین کو خوب دباتی ہے جس کے نتیجے میں دائیں جانب کی پسلیاں بائیں جانب اور بائیں جانب کی پسلیاں دائیں جانب آ جاتی ہیں۔

۲- سوال نکیرین: جب میت کو قبر میں دفن کر کے لوگ واپس آ جاتے ہیں تو قبر میں دو فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں نکیرین کہا جاتا ہے۔ وہ میت سے یہ تین سوال کرتے ہیں:

ا- مَنْ رَّبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

۲- مَا دِيْنُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

۳- مَا تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ؟ (اس ذات کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟)

۳- بعث: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانا حق ہے۔ دنیوی زندگی کے بعد موت ہے مگر اخروی زندگی کے بعد موت نہیں ہے۔

۴- میزان: یہ ایک ترازو ہے جو برحق ہے، اس پر قیامت کے دن اعمال تولے

جائیں گے۔ جس پلڑے میں اعمال نیک یا بد کا وزن زیادہ ہوگا وہ دنیا کے برعکس اوپر کو ہوگا جبکہ کم اعمال والا جھکا ہوا ہوگا۔

۵- کتاب: آخرت میں ہر انسان کے اعمال کا حساب و کتاب حق ہے، کراماً کاتبین اعمال کا رجسٹر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیں گے۔

۶- سوال و جواب: قیامت کے دن ہر انسان سے سوال و جواب حق ہے۔ یہ سوالات نیک اعمال کی جزاء اور اعمال بد کی سزا کے لیے ہوں گے۔

۷- حوض کوثر: یہ ایک اعزازی مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متعین کیا گیا ہے، جس پر آپ فائز ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو پانی پلائیں گے جس سے وہ پیاسے نہیں ہوں گے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

۸- پل صراط: یہ پل برحق ہے جو دوزخ پر بچھایا جائے گا۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اہل ایمان بڑی سرعت کے ساتھ اسے عبور کر لیں گے جبکہ کفار اور منافقین اس میں گر جائیں گے اور اس کا ایندھن بن جائیں گے۔

۹- جنت: یہ مسلمانوں کی آرامگاہ ہے جو تمام آسمانوں کے اوپر ہے۔ اس میں صرف مسلمان داخل ہوگا اور جو ایک مرتبہ داخل ہوگا اسے نکالا نہیں جائے گا۔ یہ وجود میں آ چکی ہے۔

۱۰- دوزخ: یہ کفار اور منافقین کی عتاب گاہ ہے جو سات زمینوں کے نیچے ہے۔ کفار ومنافقین اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ برحق ہے۔

سوال نمبر 3: (ا)- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کس حال میں اور کہاں سے کہاں تک کروائی گئی؟ عقائد نسفیہ کی روشنی میں جواب دیں؟

(۲)- کرامت اور معجزہ میں کیا فرق ہے؟ نیز عقائد نسفیہ میں مذکور چند کرامات تحریر کریں؟

جواب: (ا)- معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اور انتہاء: اللہ تعالیٰ کی طرف

سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں اور روح وجسم کے ساتھ معراج کروائی گئی۔ یہی کیفیت معراج آپ کی شایان شان ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی طور پر یا خواب میں معراج کروائی جاتی تو کفار اور منافقین شور وغل ہرگز نہ کرتے بلکہ تسلیم کر لیتے حالانکہ انہوں نے انکار بھی کیا اور مخالفت بھی کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کہاں تک کروائی گئی؟ اس بارے میں مشہور تین اقوال ہیں: (۱) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک' (۲) مسجد حرام سے سدرۃ المنتہیٰ تک' (۳) مسجد حرام سے لامکاں تک۔

ایک سوال اور اس کا جواب: واقعہ معراج پر سوال یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو غائب نہیں پایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روحانی کروائی گئی تھی نہ کہ جسمانی؟ اس سوال کے کئی متعدد جوابات ہیں:

۱-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ معراج کے زمانہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔

۲-زمانۂ معراج میں آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل نہیں تھیں۔

۳-آپ روحانی معراج کا انکار کر رہی ہیں نہ کہ جسمانی معراج کا۔

(۲)-کرامات اور معجزہ میں فرق: وہ خلاف عادت امر جو عقل کے بھی خلاف ہو، کسی غیر نبی سے ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اگر ایسا امر کسی نبی سے ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ کرامت ولی کی ولایت کی دلیل اور معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔

عقائد نسفیہ کی روشنی میں چند کرامات: کتاب عقائد نسفیہ کی روشنی میں چند ایک کرامات درج ذیل ہیں:

۱-حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش پر آپ کی خدمت میں بے موسے مگر تروتازہ پھل پیش ہوئے۔

۲-آصف بن برخیا کا ملکہ بلقیس کا تخت مجلس برخواست ہونے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا۔

۳-حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نہاوند کے مقام پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی راہنمائی کرنا جس کے نتیجے میں دشمن پر کامیابی وفتح حاصل ہوئی۔

۴-حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھوڑے پر سوار ہونے سے قبل قرآن ختم کرنا۔

☆☆☆☆☆

مسئلہ تکفیر میں اہل سنت و جماعت کا مسلک کیا ہے؟

سوال نمبر 4: (الف) مسئلہ تکفیر کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا مسلک کیا ہے؟ واضح کریں۔

جواب: (الف) مسئلہ تکفیر مین اہل سنت و جماعت کا مسلک:

عقیدہ توحید اسلامی عقائد مین کلیدی حیثیت رکھتا ہے اس لیے توحید باری تعالیٰ اور دیگر اسلامی عقائد وافکار کا مختصر مگر جامع خاکہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ اللہ تعالیٰ ایک ہے ذات، صفات، افعال، احکام اور اسماء میں اُس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں۔

☆ وہ واجب الوجود ہے یعنی ازل سے ہے ابد تک رہے گا اور حادث ہونے سے پاک ہے۔

☆ وہی معبودِ حقیقی ہے۔ اُس کے غیر کی عبادت و پرستش حرام ہے بلکہ سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔

☆ وہ کسی کا محتاج نہیں البتہ کائنات کی ہر چیز اُس کی محتاج ہے۔

☆ اُس کی ذات عقل کے پیمانے میں نہیں آسکتی کیونکہ جو چیز عقل میں آئے وہ محیط ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات احاطہ وحصر سے پاک ہے البتہ اس کے افعال اس کی صفات کے مظہر اور اس کی صفات اس کی ذات کی مظہر ہیں۔

☆ اس کی صفات ذات کا نہ عین ہیں اور نہ غیر، یعنی عین ذات کو لازم اور اس کی مقتضیٰ ہیں۔

☆ ذات کی طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔

☆ ذات کی طرح صفات بھی غیر مخلوق اور غیر حادث ہیں۔ اس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز مخلوق اور حادث ہے۔

☆ وہ باپ، بیٹے اور بیوی سے پاک ہے۔

☆ وہ خود زندہ ہے، جسے چاہتا ہے زندگی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے۔

☆ وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے لیکن غیر ممکن اور محال چیز اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ (جیسے دوسرا خدا پیدا کرنا اور کذب بیانی وغیرہ)

☆ اللہ تعالیٰ تمام کمالات اور خوبیوں کا جامع ہے لیکن نقص وعیب سے پاک ہے۔

☆ اس کی صفات کی طرح اس کا کلام (کلام نفسی) بھی قدیم، غیر مخلوق اور غیر حادث ہے۔

☆ اس کا علم موجودات، معدومات، جزئیات، کلیات، ممکنات اور محالات وغیرہ سب کو ازل سے لے کر ابد تک محیط رہا ہے اور رہے گا۔

☆ وہ ظاہر وباطن کی ہر چیز کو جانتا ہے۔

☆ وہ ہر چیز کا خالق ومالک حقیقی ہے۔

☆ روزی رساں صرف اسی کی ذات ہے البتہ فرشتے وغیرہ وسائل وذرائع ہیں۔

☆ ہر نیک کام کرنے کے بعد اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے اور برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے۔

☆ رؤیت باری تعالیٰ حق ہے لیکن کیف وتمثیل سے پاک۔

☆ دنیاوی زندگی میں دیدار الٰہی حضور انور ﷺ کے ساتھ خاص ہے، لیکن آخرت میں ہر صاحب ایمان کو یہ دولت میسر آئے گی۔ خواب میں یا قلبی دیدار الٰہی انبیاء اور اولیاء کے لیے ثابت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ زمان، مکان، جہت، ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور جسم سے پاک ہے۔

☆ اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں مسبّبات کو اسباب سے ربط فرما

دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے۔ نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑوں آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے (جمع کی بجائے) واحد کا صیغہ استعمال کرنا اس کی شان کے زیادہ لائق ومستحسن ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسل عظام علیہم السلام کی رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ نبوت ورسالت کے حوالے سے اسلامی عقائد وافکار کا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ نبی اس بشر کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہو اور رسول بشر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام سب بشر تھے لیکن بے مثل، ان میں نہ کوئی جن تھا اور نہ عورت۔

☆ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو انسانوں کی راہنمائی کے لیے بھیجا۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے، البتہ رُسل عظام علیہم السلام کی تعداد تین سوتیرہ (۳۱۳) ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے کثیر پیغمبروں پر صحائف اور آسمانی کتب اتاریں۔ ان میں سے چار مشہور کتابیں ہیں جو چار مشہور رسولوں پر اتاری گئیں وہ یہ ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن حضور پُرنور حضرت محمد ﷺ پر اتارا گیا۔

☆ سب آسمانی کتب پر ایمان وایقان ضروری ہے۔ سب کتابیں تحریف کا شکار ہوگئیں البتہ قرآن پاک من وعن موجود ہے۔

☆ نزول وحی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، غیر نبی پر وحی نازل نہیں ہوسکتی اور انبیاء کرام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔

☆ عطاء نبوت کسی عمل صالح یا عبادت وریاضت کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس کو چاہتا ہے اس کے لیے منتخب فرمالیتا ہے۔

☆ نبی سے نبوت اور رسول سے رسالت کا زوال (قبل از وصال اور بعد از وصال) محال وناممکن ہے۔

☆ انبیاء کرام اور رُسُل عظام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں یعنی ان سے کسی قسم کے گناہ کا صدور ہرگز نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کفر، شرک، کذب، خیانت، دھوکا بازی اور دیگر عیوب ونقائص سے پاک ہوتے ہیں۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام نے کمال طریقے سے احکام الٰہی اس کے بندوں تک پہنچ دیے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے دنیا کی ہر چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے پیش نظر ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق سے حتیٰ کہ رُسُل ملائکہ سے بھی افضل واعلیٰ ہیں۔ کوئی غوث، قطب، ابدال اور ولی نبی کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

☆ ہر نبی کی تعظیم وتکریم فرض عین بلکہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ یا اشارۃ توہین وتنقیص یا تکذیب کفر ہے۔

☆ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام، سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت وعظمت عطاء فرمائی۔ سب سے افضل حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں، پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام، بعد ازاں دیگر انبیاء ومرسلین کے مدارج ومقامات ہیں۔

☆ حضور انور ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

☆ قیامت کے دن حضور انور ﷺ کی شفاعت حق ہے۔

☆ حضور انور ﷺ کی تعظیم وتکریم جزو ایمان بلکہ روحِ ایمان ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتکریم جزو ایمان بلکہ روحِ ایمان ہے۔

☆ نبی کے قول، فعل اور عمل کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن اور روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو اس سرکاروں کے بارے میں لب کشائی کی کیا مجال؟ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے بندے ہیں۔ اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔ دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا۔ پھر ان کے یہ افعال جن کو زلت ولغزش سے تعبیر کیا جائے ہزارہا حِکَم ومصالح پر مبنی، ہزارہا فوائد وبرکات کے مثمر ہوتے ہیں۔ حضرت آ علیہ السلام کی ایک لغزش کو ہی لے لیجیے، اگر وہ نہ ہوتی تو وہ جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، کتابیں نہ اترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں صدورِ امور کے دروازے بند رہتے۔ ان سب کا فتح باب ایک لغزش حضرت آدم علیہ السلام کا نتیجہ مبارکہ وثمرہ طیبہ ہے۔ بالجملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی لغزشیں صدیقین کی حسنات سے افضل واعلیٰ ہیں۔ (حسنات الابرار سیئات المقربین)۔

☆ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہے جو نور سے پیدا کی گئی ہے۔ فرشتے کھانے پینے اور سونے سے پاک ہیں ان کی خوراک رسولِ اعظم ﷺ کی خدمت میں درودِ پاک پیش کرنا ہے۔ یہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے پاک ہے اور مختلف ذمہ داریاں ان کے سپرد کی گئی ہیں۔ کوئی بارش برسانے پر مقرر ہے اور کوئی ہوا چلانے پر۔ سب سے افضل فرشتہ حضرت امین علیہ السلام ہیں جو انبیاء ورسل عظام علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا پیغام آسمانی کتب اور صحائف کی شکل میں لے کر حاضر ہوتے رہتے۔ چار مشہور ملائکہ ہیں جو سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت جبریل علیہ السلام ☆ حضرت عزرائیل علیہ السلام

☆ حضرت اسرافیل علیہ السلام ☆ حضرت مکائیل علیہ السلام

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ ایک دائیں

کدھے پر مقرر ہے۔ جو نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر تعینات ہے جو برائیاں لکھتا ہے۔ کچھ فرشتے قبر میں سوال کرتے ہیں اور کچھ جنت و دوزخ کے دروازوں پر تعینات ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔

دوزخ تمام زمینوں کے نیچے ہے۔ جنت نیک لوگوں اور مسلمانوں کی قیام گاہ ہے جبکہ دوزخ بُرے اور کافر لوگوں کی عقوبت گاہ ہے جنت کے کئی درجات ہیں اور ہر درجہ میں شایانِ شان لوگ موجود ہوں گے۔ سب سے بلند درجہ انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کا ہوگا۔ پھر صحابہ کرام کا، پھر تابعین، اولیاء کرام اور نیک لوگوں کا ہوگا۔ مسلمان آخر کار ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ دوزخ کے بھی کئی طبقے ہیں جن میں منافق، مشرکین اور کفار رہائش پزیر ہوں گے۔ دوزخ کی آگ دنیاوی آتش سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک اور سخت ہوگی۔

☆ اسلامی عقائد میں سے ایک عذاب قبر ہے جو حق ہے۔ فوت ہونے کے بعد کفن اور نماز جنازہ کے بعد انسان کی میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس منکر و نکیر فرشتے آتے ہیں جو اس سے تین سوالات کرتے ہیں۔ پہلا سوال اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں، دوسرا دین کے بارے میں اور تیسرا سوال رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں کرتے ہیں۔ اگر میت نیک اور مسلمان ہو تو تسلی بخش جواب دے دیتی ہے جس کے نتیجے میں جنت کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اگر میت نافرمان یا کافر ہو تو وہ جواب دینے سے عاجز آجاتی ہے جس کے نتیجے میں جنت کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اگر میت نافرمان یا کافر ہو تو وہ جواب دینے سے عاجز آجاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کے لیے دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور عذاب قبر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نیک آدمی کو قبر اس طرح دباتی ہے جس طرح والدہ شفقت و محبت سے اپنے بچے کو دباتی ہے لیکن کافر کو اس سختی سے دباتی ہے کہ اس کی ہڈیاں اور پسلیاں چور چور ہو جاتی ہیں۔ مومن تا قیامت راحت و آرام میں رہے گا جبکہ کافر شدید تکلیف و پریشانی میں رہے گا۔

☆ ایک زمانہ آئے گا کہ ہر جاندار فوت ہو جائے گا حتی کہ عزرائیل علیہ السلام کا بھی وصال ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام لوگ اپنی اپنی قبور سے اٹھیں گے۔ اس دن کو یوم آخرت یا یوم قیامت کہا جاتا ہے۔ قیامت کا دن برحق ہے۔ اس میں نیک اعمال کا اجر اور اعمالِ بد کی سزا دی جائے گی۔ مسلمانوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں اور کفار کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

☆ نیک لوگوں کو ان کے اعمالِ خیر کی جزا اور برے لوگوں کو ان کے اعمالِ بد کی سزا دینے کے لیے ”میزان عدل“ قائم کیا جائے گا۔ جس پر اعمال نیک اور اعمالِ بد تولے جائیں گے۔ کسی پر ظلم و زیادتی ہرگز نہیں ہوگی۔ ہر انسان کو جزا یا سزا کا پروانہ دیا جائے گا۔ ”میزانِ عدل“ پر وزن کرتے وقت دُنیاوی معیار کے برعکس پلڑے کا جھکاؤ یا بلند ہونا ہوگا یعنی زیادہ اعمال کا پلڑا بلند اور کم اعمال والا پلڑا جھکا ہوا ہوگا۔ حساب کتاب کے بعد نیک مسلمان جنت میں داخل کر دیے جائیں گے جبکہ بُرے مسلمان نافرمانی کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کیے جائیں گے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کفار کو دوزخ میں پھینکا جائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

☆ نماز جنت کے دروازے کی چابی ہے۔

☆ نماز دین کا ستون ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہوتی ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال و دولت محفوظ ہو جاتی ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ اور بندے کا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے انسان کو بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے تزکیہ نفس اور تقویٰ وطہارت کی دولت میسر آتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کا حقدار بن جاتا ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے انسان میں غریبوں کی ہمدردی اور معاونت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ حج بیت اللہ کرنے سے بیک وقت عبادت مالی وبدنی دونوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ حج بیت اللہ سے گناہ ختم ہوجاتے ہیں۔

☆ حج بیت اللہ کرنے سے دنیا کی محبت ختم ہوجاتی ہے۔

☆ زیارت حرمین سے انسان کو قربِ خداوندی اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت میسر آتی ہے۔

مندرجہ بالا عقائد وافکار اور اعمال کا تعلق ضروریات دین سے ہے۔ان میں سے کسی ایک کا انکار بلا امتیاز کفر ہے اور ایسے منکر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔کیونکہ کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان سمجھنا بھی ضروری ہے۔

(ب) تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر کم از کم تین آیاتِ قرآنیہ لکھیں؟

جواب: تعظیم رسول ﷺ پر تین آیاتِ قرآنی:

تعظیم رسول اللہ ﷺ جان ایمان ہے اور امت پر فرض ہے، اس بارے میں تین ارشادات خداوندی درج ذیل ہیں:

1- لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ○ (الفتح:9)

اور تم رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔

2- لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور:63)

تم رسول کو ایسے نہ بلاؤ جس طرح تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

3- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط (احزاب:36)

جب اللہ اور رسول کچھ فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

(ج) گستاخانِ رسول سے رشتہ داری کے متعلق قرآن کیا فرماتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: گستاخان رسول سے رشتہ کے متعلق قرآن کا فیصلہ:

تعظیم رسول ﷺ کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، سارے دین کی بنیاد اور اصل الاصول نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑے اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ کے آداب کی تعلیم فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (التوبہ:65)

اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو وہ کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی مذاق کر رہے تھے۔تم فرماؤ: کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو؟

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے یہ بالکل غلط ہے، تیسرا خاموش تھا مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا۔حضور اقدس ﷺ نے ان تینوں کو بلا کر دریافت کیا، وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لیے دل لگی کرتے جارہے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔اس سے تین مسائل معلوم ہوئے: (۱) اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو غیب کا علم دیا جو تنہائی میں باتیں کی جائیں آپ کو ان کی خبر ہے۔(۲) کفر کی باتیں سن کر بطور رضا خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔(۳) حضور ﷺ کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے، کیونکہ ان منافقوں نے حضور ﷺ کی توہین کی تھی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (احزاب:۵۷) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس کام سے حضور اقدس ﷺ کو ایذا پہنچے وہ حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہو۔لہٰذا اگر آپ ﷺ کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز

حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیبر میں نماز عصر حضور ﷺ کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار پائی۔

سوال 5: اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کے منکر کا حکم مع الدلیل بیان کریں؟

جواب: اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کے منکر کا حکم:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک علم الٰہی کا انکار کفر ہے، اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ عَلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔ اللہ تعالیٰ ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا ہے۔ یعنی جو اشیاء بندے کے لیے غیب و شہادت ہیں، اب ان سب کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز غیب نہیں ہے، ہر معدوم و موجود اس پر ظاہر ہے۔ ان چیزوں کا غیب ہونا ہمارے لحاظ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شی کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات، سب کو اوّل سے جانتا ہے اور ابد تک جانے کا۔ اشیاء بدلتی ہیں اور ان کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کی خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ چیز کے وقوع سے قبل نہیں جانتا، اہل سنت کے نزدیک وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

سوال 6: کیا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے؟ حکم بھی بیان کریں؟

جواب: کذب تحت قدرت باری تعالیٰ نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ عیوب و نقائص سے پاک ہے، کذب عیب ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور یہ تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچ کس کی بات ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے لیے کذب ممتنع بالذات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبیوں کا مالک ہے اور عیوب و نقائص سے پاک ہے، اسے کذب سے متصف کرنا عیب ہے جبکہ عیب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا کاذب ہونا (معاذ اللہ) قطعاً محال ہے اور محال چیز اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ اسے عیبی ظاہر کرنا، اللہ

تعالیٰ کا انکار ہے، یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہوگی، باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان ہے؟ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔

کذب تحت قدرت باری تعالیٰ سے مراد اگر بندوں کے جھوٹ کی تخلیق ہو تو یہ باطل محض جہالت و گمراہی ہے۔ اگر یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات صفت کذب سے متصف ہو ناممکن تو ایسا عقیدہ کفر خالص ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

دوسرا پرچہ: علم الفرائض (سراجی)

سوال 1: (الف)۔کسی شخص کے ترکہ سے وراثت حاصل کرنے کے اسباب اور اس کی شرائط لکھیں؟

(ب) ترکہ' وارث اور مورث میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف)۔کسی کے ترکہ سے وراثت حاصل کرنے کے اسباب وشرائط: کسی میت کے ترکہ سے وراثت حاصل کرنے کے اسباب دو ہیں:

(۱)۔نکاح۔

(۲)۔خونی رشتہ۔

حصول وراثت کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱)۔وراثت سے محروم کرنے والے اسباب سے کسی سبب کا معدوم ہونا۔

(۲)۔مورث کا فوت ہو جانا۔

(۳)۔وارث کا زندہ ہونا۔

(ب)(۱)۔ترکہ' وارث اور مورث کی تعریفات:

(۱)۔ترکہ: وہ دولت ہے جو میت چھوڑ کر جائے۔

(۲)۔ وارث: میت کے وہ اقرباء جو ترکہ کے وارث بنتے ہیں' اس کی جمع ورثاء ہے۔

(۳)۔مورث: میت یعنی فوت شدہ۔

(۲)۔میت کے مال سے متعلق امور بیان کریں؟

جواب: میت سے متعلق اہم امور درج ذیل ہیں:

(۱)۔ترکہ سے سب سے پہلے میت کی تجہیز وتکفین اور تدفین کا اہتمام کیا جائے گا۔

(۲)۔باقی ماندہ مال وراثت سے میت کا قرضہ ادا کیا جائے گا (بشرطیکہ ہو)۔

(۳)۔قرضہ ادا کرنے کے بعد جو مال وراثت بچے اس کے تہائی مال سے وصیت پوری کی جائے گی بشرطیکہ میت نے وصیت کی ہو۔

وصیت کے تین ارکان ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)۔موصی' (۲) موصی لہٗ' (۳) موصی بہ۔

(۳)۔میراث سے محروم کرنے والے اسباب کی وضاحت کریں؟

جواب: وراثت سے محروم کرنے والے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔قتل: کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کرے تو وہ حصہ وراثت حاصل کرنے سے محروم رہے گا۔

۲۔اختلاف دارین: وارث ایک ملک میں رہائش پذیر ہو جبکہ مورث دوسرے ملک کا باشندہ ہو۔ (یہ سبب غیر مسلم لوگوں سے متعلق ہے۔)

۳۔اختلاف دین: وارث اور مورث دونوں کا دین مختلف ہو یعنی ایک مسلم اور دوسرا کافر ہو تو باہم وارث نہیں ہوں گے۔

۴۔اندھی موت: متعدد افراد اجتماعی طور پر موت کا شکار ہو جائیں۔ مثلاً دیوار کے نیچے آ کر مر جائیں یا پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو جائیں بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ کون پہلے فوت ہوا ہے اور کون بعد میں۔

۵۔مرتد ہو جانا: کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے (معاذ اللہ) تو وہ وراثت سے محروم رہے گا۔

سوال نمبر2: (الف)(۱)۔ذوی الفروض اور عصبات میں سے ہر ایک کی تعریف قلم بند کریں؟

۲۔بیٹی کی تینوں حالتیں مع امثلہ نقل کریں؟

(ب)(۱)۔ماں کی سب حالتیں مثالوں سمیت بیان کریں؟

(۲)۔ حجب کی تعریف تحریر کر کے اس کی دونوں اقسام مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف)(۱)۔ ذوی الفروض اور عصبات کی تعریفات:

۱۔ ذوی الفروض: وہ ورثاء مراد ہیں جن کا حصہ قرآن کریم' حدیث رسول اور اجماع امت میں مقرر کیا گیا ہو۔ وہ کل بارہ افراد ہیں جن میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔ وہ بارہ درج ذیل ہیں:

(۱) باپ' (۲) دادا'۔ (۳) ماں شریک بھائی' (۴) خاوند' (۵) دادی' (۶) ماں' (۷) بیوی' (۸) بیٹی' (۹) پوتی' (۱۰) حقیقی بہن' (۱۱) باپ شریک بہن' (۱۲) ماں شریک بہن۔

۲۔ عصبات: عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ شریعت میں متعین نہ ہو مگر ذوی الفروض کو ان کا متعین حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ سے انہیں ملتا ہے۔ اگر میت کے ذوی الفروض نہ ہوں تو تمام ورثا ان میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲)۔ بیٹی کی تینوں حالتیں مع امثلہ:

بیٹی کی تینوں حالتیں مع امثلہ درج ذیل ہیں:

1۔ نصف حصہ ملتا ہے بشرطیکہ بیٹی اکیلی ہو۔ مثال:

میت

بیٹی	باپ
نصف حصہ (½)	چھٹا حصہ + بقیہ
3	2+1=3

2۔ دو تہائی حصہ ملتا ہے جبکہ بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ مثال:

میت

بیٹی+بیٹی	بھائی
دو تہائی (2/3)	بقیہ
1+2+1	1

3۔ ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب ملتا ہے جبکہ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو۔ مثال:

میت

شوہر	بیٹی+بیٹا
چوتھا حصہ (1/4)	بقیہ (لڑکے کو لڑکی سے دوگنا)
3	3 6

(ب) ماں کی سب حالتیں:

ماں کی کل تین حالتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

1۔ چھٹا حصہ ملتا ہے جبکہ

(i) میت کی ماں کے ساتھ میت کا بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' پڑپوتا اور پڑپوتی موجود ہو۔ مثال:

میت

ماں	بیٹا
چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
1	5

(ii)۔ میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بہن بھائی ہوں...... خواہ وہ حقیقی باپ شریک یا ماں شریک ہوں۔ مثال:

میت

ماں	بھائی+بہن
1	5
3	5-15-10

2۔ شوہر یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد جو مال باقی بچے اس میں سے ایک تہائی حصہ ملتا ہے جبکہ

(i)-شوہر فوت ہو جائے اور اس کے دیگر ورثاء کے علاوہ اس کی بیوی، باپ، چچا اور ماں موجود ہوں۔ مثال:

میت

بیوی	ماں	باپ	چچا
چوتھا حصہ (1/4)	ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ	محروم
3	3	6	-

(ii)-بیوی فوت ہو جائے اور اس کے دیگر ورثاء کے علاوہ اس کا شوہر، باپ، چچا اور ماں موجود ہوں۔ مثال:

میت

شوہر	ماں	باپ	چچا
آدھا حصہ (1/2)	ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ	محروم
3	1	1	-

3-کل مال کا ایک تہائی حصہ ملتا ہے جبکہ

(i)-میت کا بیٹا، بیٹی، پڑپوتا، پڑپوتی، پوتا اور پوتی موجود نہ ہوں۔ مثال:

میت

ماں	باپ
ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ
1	2

(ii)-میت کے دو یا دو سے زیادہ کسی بھی قسم کے بہن بھائی موجود نہ ہوں۔ مثال:

میت

ماں	بہن	چچا
ایک تہائی حصہ (1/3)	آدھا حصہ (½)	بقیہ
2	3	1

(iii)-اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کے دیگر ورثاء کے ساتھ اس کی بیوی اور باپ / چچا دونوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثال:

میت

ماں	بیوی	بھائی
ایک تہائی حصہ (1/3)	چوتھائی حصہ (1/4)	بقیہ
4	3	5

(iv)-اگر بیوی فوت ہو جائے تو اس کے دیگر ورثاء کے ساتھ اس کا شوہر اور باپ / چچا میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو۔ مثال:

میت

ماں	شوہر	بھائی
ایک تہائی حصہ (1/3)	آدھا حصہ (1/2)	بقیہ
2	3	1

(ii)-حجب کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ:

حجب: لغوی معنی رکاوٹ یا پردہ کے ہیں۔ علم الفرائض کی اصطلاح میں ایک وارث کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جانا یا بالکل ختم ہو جانا، حجب کہلاتا ہے۔

حجب کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

1-حجب نقصان: ایک وارث کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جانا۔ اس کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1-والدہ کا حصہ: اولاد یا بھائیوں کی موجودگی میں کم ہو کر چھٹا حصہ (1/6) باقی رہ جاتا ہے۔

(2)-شوہر کا حصہ: اولاد موجود ہونے کی صورت میں نصف سے کم ہو کر چوتھائی (1/4) باقی رہ جاتا ہے۔

3- باپ شریک بہن کا حصہ ایک حقیقی بہن موجود ہونے کی صورت میں نصف حصہ سے کم ہو کر چھٹا (1/6) حصہ باقی رہ جاتا ہے۔

4- بیوی کا حصہ: اولاد موجود ہو تو چوتھائی حصہ سے کم ہو کر آٹھواں حصہ (1/8) رہ جاتا ہے۔

5- پوتی کا حصہ: ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف حصہ سے کم ہو کر چھٹا (1/6) حصہ رہ جاتا ہے۔

2- حجب حرمان: ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے مکمل طور پر وراثت سے محروم ہو جانا اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1- بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم ہو جاتا ہے۔

2- باپ کے موجود ہونے کی صورت میں دادا محروم رہے گا۔

سوال نمبر 3: (الف)- درج ذیل مسائل حل کریں؟

(i)- میت

شوہر پوتی بیٹا

(ii)- میت

بیوی باپ دادا

(iii)- میت

بیوی بیٹی حقیقی بہن

(iv)- میت

بیوی 4 دادیاں 6 ماں شریک بہنیں

(ب)(i)- میت

دادا بیٹا بیٹی

(ii)- میت

حقیقی بہن باپ شریک بہن چچا

(iii)- میت

شوہر ماں باپ

(iv)- میت

4 بیویاں بیٹیاں جدات

جواب: (الف): (i)- میت

شوہر پوتی بیٹا

باقی ماندہ جائیداد (1/4) X باقی ماندہ جائیداد

(ii)- میت

بیوی باپ داد

1/4 باقی ماندہ تمام جائداد x

(iii)- میت

بیوی بیٹی حقیقی بہن

1/6 1/2 باقی ماندہ تمام جائیداد

(iv)- میت

بیوی 4 دادیاں 6 ماں شریک بہنیں

1/4 باقی ماندہ تمام جائیداد X

(ب)(i)- میت

دادا بیٹا بیٹی

x 2/3 1/3

(ii)- میت

حقیقی بہن باپ شریک بہن چچا

1/2 1/2 باقی ماندہ تمام جائیداد

(iii)- میت

شوہر	ماں	باپ
کل جائیداد ملے گی	x	x

(vi)- میت

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات
1/6	1/3	1/6

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1- وینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت اوثیبا ۔

(i)- عبارت مذکورہ بالا کا اردو ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ الفاظ کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(ii)- مسئلہ مذکورہ بالا میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی علیہما الرحمہ کا موقف مع دلائل لکھیں؟

(iii)- نکاح کے لیے گواہ کم از کم کتنے ہوں اور ان کے اوصاف کیا ہونے چاہئیں؟

ترجمہ: آزاد عاقلہ بالغہ خاتون کا نکاح اس کی مرضی سے منعقد ہو جاتا ہے، خواہ اس کے ولی نے نکاح منعقد نہ کیا ہو، وہ عورت خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

1- بکرا: وہ عورت جس کا پردہ بکارت نہ پھٹا ہو۔

2- ثیبا: وہ عورت جس کا پردہ بکارت پھٹ گیا ہو خواہ شوہر کی وطی یا عمر رسیدہ ہونے یا زنا کاری کے سبب۔

(ii)- مسئلہ مذکورہ میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف مع الدلائل:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ آزاد عاقلہ بالغہ عورت محض اپنی مرضی سے نکاح کرے گی تو منعقد ہو جائے گا لیکن ولی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ آپ نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبی الخ اور مومنہ خاتون اپنا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرے۔ (تو یہ

درست ہوگا۔)

2-حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزاد عاقلہ بالغہ عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔انہوں نے اس مشہور روایت سے استدلال کیا ہے: لا نکاح الا بولی (یعنی ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوگا۔)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت نابالغہ لڑکی یا کنیز کے نکاح پر محمول ہوگی۔

(iii)-نکاح کے گواہوں کی تعداد اور ان کے اوصاف:

فقہ حنفی کے اعتبار سے کم از کم نکاح کے گواہ دو ہونے چاہئیں۔وہ گواہ صداقت وامانت، شرافت ودیانت، تقویٰ وطہارت اور مکارم اخلاق جیسے اوصاف کے جامع ہوں۔ان میں سے کوئی فاسق معلن نہیں ہونا چاہیے۔اگر کوئی گواہ فاسق معلن ہو تو کراہت کے ساتھ نکاح انعقاد پذیر ہوجائے گا۔

سوال نمبر 2:

النفقة واجبة على زوجها مسلمة كانت او كافرة اذا سلمت نفسها الى منزله فعليه نفقتها وكسوتها و سكناها . والاصل فى ذلك قوله تعالىٰ: لينفق ذوسعة من سعته' وقوله تعالىٰ: وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف . وقوله عليه السلام فى حديث حجة الوداع: ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف .

(الف): عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب): خاوند پر عورت کا نفقہ (خرچ) کن کن صورتوں میں ہے؟

(ج): آدمی پر اپنے اباء واجداد کا نفقہ کب لازم ہے؟ اگر ان کا دین مختلف ہو تو ان کے نفقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) ترجمہ عبارت: بیوی کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافر بشرطیکہ وہ اپنے شوہر کے گھر اپنا آپ اس کے حوالے کر دے۔تو ایسی صورت میں بیوی کا خرچہ، اس کا لباس اور اس کی رہائش شوہر کے ذمہ ہوگی۔اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: صاحب وسعت شخص اپنے عام معمول کے مطابق خرچہ فراہم کرے گا۔" مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: بچے کا باپ، اس کی والدہ کو کھانا اور لباس مناسب طریقہ سے فراہم کرے گا۔اس سلسلے میں حدیث خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: عورتوں کا کھانا اور لباس مناسب طریقہ سے فراہم کرنا تم پر لازم ہے۔"

(ب) شوہر پر نفقہ واجب ہونے کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں شوہر پر واجب ہے کہ وہ عورت کو نان ونفقہ فراہم کرے:

1- جب بیوی اپنے والدین کے گھر چلی جائے خواہ ناراض ہوکر یا رضامندی سے تو جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہیں آجاتی تو شوہر کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں ہے۔

2- زوجہ اپنے شوہر کے گھر میں موجود ہے مگر حق مہر ادا نہ کرنے کی وجہ سے شوہر کو جماع کرنے سے منع کرتی ہو تو بیوی کا خرچ شوہر کے ذمہ واجب ہے کیونکہ رکاوٹ کا سبب شوہر ہے۔

3- بیوی اپنے شوہر کے گھر موجود ہے اور وہ شوہر کو جماع کی اجازت نہ دیتی ہو تو شوہر کے ذمہ خرچ واجب ہے اور وہ زور کی بنیاد پر جماع کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

(ج)-اباء واجداد اور والدین کا خرچ واجب ہونے کی صورت: کسی شخص کے اباء واجداد اور والدین غریب ہوں تو ان کا خرچ اس کے ذمہ واجب ہوگا۔اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: وصاحبهما فى الدنيا معروفا 'تم دنیا میں عام طریقہ کے مطابق نیکی کرو۔" یہ آیت غیر مسلم والدین کے حق میں نازل ہوئی تھی۔یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے کہ ایک شخص خود تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو مگر اس کے والدین اس سے محروم

رہیں۔

سوال نمبر 3: (الف) محرمات کی تفصیل بیان کریں، نیز حرمت مصاہرت سے کیا مراد ہے؟

(ب) الطلاق علی ثلثة اوجه حسن واحسن وبذعی۔ طلاق کی مذکورہ تینوں قسموں کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) محرمات کی تفصیل:

محرمات یعنی وہ خواتین جن سے نکاح حرام ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، دادی، نانی، پردادی، پرنانی، پوتی، پڑپوتی، نواسی، بیوی کی لڑکیاں، بیوی کی ماں (ساس)، دادیاں، بیوی کی نانیاں۔

حرمت مصاہرت کا مفہوم ومطلب:

جس طرح نسب کے سبب حرمت ثابت ہوتی ہے اسی طرح زنا ورضاعت سے بھی حرمت ثابت ہوجاتی ہے، اس حرمت کو حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے۔ جس عورت کا دودھ نوش کیا تو اس کی اولاد سے نکاح حرام ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جس عورت سے زنا کا ارتکاب کیا تو اس کی ماں اور اس کی بیٹیوں سے نکاح بھی حرام قرار پاتا ہے۔ ہاں اس حرمت کو ''حرمت مصاہرہ'' کہا جاتا ہے۔

(ب) طلاق ثلاثہ کی وضاحت:

طلاق ثلاثہ کی توضیح درج ذیل ہے:

1- طلاق احسن: شوہر اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو، پھر عدت پوری ہونے تک اس سے الگ رہے۔ اس طلاق کی عدت مکمل ہونے پر شوہر حلالہ کے بغیر مطلقہ سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ صحابہ اس طلاق کو افضل قرار دیتے تھے۔

2- طلاق حسن: خاوند اپنی مدخولہ بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے گویا ہر طہر میں

ایک طلاق دے۔ یہ طلاق ''طلاق سنت'' کہلاتی ہے۔ گویا یوں طلاق دینا سنت سے ثابت ہے۔ طہر کے آخری ایام میں طلاق دینا زیادہ بہتر ہے۔

3- طلاق بدعت:

شوہر اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے، تو یہ طلاق بدعت ہوگی۔ اس طلاق کی صورت میں رجوع نہیں کیا جاسکتا بلکہ زوجین کے مابین مکمل علیحدگی ہوجاتی ہے۔

سوال نمبر 4: (الف): درج ذیل کی وضاحت کریں؟

(1)- عدت، (2) طلاق رجعی، (3) طلاق بائن، (4) ایلاء، (5) خلع، (6) ظھار۔

(ب): درجہ ذیل کے جوابات سپرد قلم کریں؟

(1)- اگر نکاح میں مرد یہ شرط لگائے کہ عورت کے لیے مہر نہیں ہوگا تو کیا نکاح ہو جائے گا یا نہیں اور کیوں؟

(2)- اگر دس درہم سے کم مہر مقرر کیا جائے تو کیا مقرر کردہ مہر دینا لازم ہوگا یا اس سے زیادہ؟ نیز زیادہ کی مقدار کتنی ہوگی؟

(3)- اگر شوہر قبل الدخول عورت کو طلاق دے تو شوہر پر کیا لازم آئے گا؟ مقرر کردہ مہر کی رقم یا کم وبیش اور کیوں؟

(4)- درج ذیل صورتوں میں اجازت نکاح کے وقت عورت کی خاموشی اجازت کی دلیل ہوگی یا نہیں اور کیوں؟

اجازت لینے والا ولی ہو یا غیر ولی ہو۔ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ۔

(5)- نکاح متعہ اور نکاح مؤقت کا حکم کیا ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: (الف): اصطلاحات کی تعریفات:

(1)- عدت: نکاح ختم ہونے کے بعد عورت شوہر کے مکان میں مقررہ مدت تک یعنی تین حیض (چار مہینے دس دن) تک ٹھہرنے کو کہا جاتا ہے۔

(2)- طلاق رجعی: لفظ صریح کے ساتھ شوہر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے، تو

دوران عدت شوہر بیوی سے رجوع کر سکتا ہے۔

(3)- طلاق بائن: شوہر اپنی بیوی کو لفظ کنایہ کے ساتھ طلاق دے۔ (مثلاً تو مجھ سے فارغ ہے۔) تو اسے طلاق بائن کہا جاتا ہے۔ نیت کی بنیاد پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

(4)- ایلاء: شوہر کا اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زائد مدت تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

(5)- خلع: بیوی کا اپنے شوہر کو رقم وغیرہ دے کر طلاق لینے کو خلع کہا جاتا ہے۔

(6)- ظہار: کوئی شخص اپنی بیوی یا اس کے ایسے جز کو جسے بول کر عورت کا کل مراد لیا جا سکتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس مرد پر حرام ہو یا اس عورت کو ایسے عضو سے تشبیہ دینا جسے دیکھنا اس مرد پر حرام ہو، ظہار کہلاتا ہے۔

(ب) جوابات:

(1)- اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا مگر مہر شوہر کے ذمہ قرض ہوگا، کیوں کہ مہر کا ذکر یا تعین کرنا شرائط نکاح میں سے نہیں ہے۔

(2)- اس صورت میں دس درہم مہر لازم ہوگا، کیونکہ یہ کم از کم مہر کی مقدار ہے۔

(3)- اس صورت میں شوہر نصف مہر اور کپڑوں کا تحفہ دے کر بیوی کو فارغ کر دے گا۔

(4)- غیر ولی کا اجازت لینا فضول ولایعنی ہے۔ ولی اجازت لے گا تو اگر لڑکی باکرہ ہوگی تو اس کی خاموشی بھی اجازت متصور ہوگی۔ اگر عورت ثیبہ ہوگی تو اس کی خاموشی اجازت نہیں ہوگی بلکہ با آواز اجازت دینا ضروری ہے۔

(5)- نکاح متعہ میں وقت کا ذکر نہیں ہوتا، جبکہ نکاح مؤقت میں وقت کا ذکر و تعین ہوتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے دونوں حرام اور خلاف شرع ہیں۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چوتھا پرچہ: مسند امام اعظم و آثار السنن

قسم اول: مسند امام اعظم

سوال نمبر1: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لعن الله القدرية وقال مامن نبی بعثه الله تعالیٰ الاحذر امته منهم ولعنهم۔

(الف): حدیث کا ترجمہ کریں؟

(ب): فرقہ قدریہ کا عقیدہ لکھیں اور واضح کریں کہ کس بناء پر ایک روایت میں ان کو اس امت کا مجوسی قرار دیا گیا ہے؟

(ج) اس فرقہ پر لعنت کرنے والے انبیاء کرام کی تعداد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اس کو ضبط تحریر میں لائیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قدریہ پر لعنت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے جتنے بھی نبی گزرے ہیں، انہوں نے اپنی امت کو قدریوں سے ڈرایا اور ان پر لعنت فرمائی۔

(ب): قدریہ کے عقائد اور انہیں اس امت کے مجوسی قرار دینے کی وجہ: قدریہ لوگ متعدد خداؤں کے قائل ہیں، ان کے نزدیک خیر کے خالق کو ''یزدان'' جبکہ شر کے خالق ''اہرن'' کہا جاتا ہے۔ وہ انسان کو اپنے اعمال وافعال کا خالق تصور کرتے ہیں۔ اس طرح قدری لوگ مجوسیوں سے بھی چند قدم آگے ہیں۔ ان کے شرکیہ عقائد وافکار کے سبب انہیں اس امت کا مجوسی قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ان سے قطع تعلق اور بائیکاٹ کا حکم دیا

گیا ہے۔ یہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں جس وجہ سے انہیں "قدری" کہا جاتا ہے۔

(ج): ان پر لعنت کرنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق قدری فرقہ پر لعنت کرنے والے انبیاء کرام کی تعداد ستر (70) ہے جبکہ کل انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر2: عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔

(الف): ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مسلمہ پر طلب علم فرض ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

(ب): فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ "علم فقہ" کا سیکھنا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

(ج): قرآن مجید کی کتنی مقدار سیکھنا فرض عین ہے اور کس پر؟

جواب: (الف): ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حصول علم کی فرضیت میں تذکیر وتانیث کا اعتبار:

علم روشنی اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جس کا حصول فرض ہے۔ اس کے حصول کی فرضیت مرد وعورت دونوں پر فرض ہے۔ اس حدیث میں تذکیر کا استعمال کیا گیا جبکہ ایک دوسری روایت میں تذکیر وتانیث دونوں کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں جب مرد پر اس کا حصول فرض ہے تو عورت کے حق میں اس کی فرضیت بطریق اولیٰ ثابت ہوجاتی ہے۔

(ب) فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریفات:

۱- فرض عین: وہ فرض ہے جس کا بجالانا مرد وزن دونوں پر ضروری ہے، بشرطیکہ وہ

عاقل وبالغ ہوں جیسے نماز کے لیے قرأت کی مقدار قرآن سیکھنا وغیرہ۔

۲- فرض کفایہ: ایسا فرض ہے جس کا بجالانا ہر مسلمان مرد وزن پر ضروری نہ ہو ایک دو فرد اسے بجالائیں تو سب کے سب بری الذمہ ہوجاتے ہیں جیسے نماز جنازہ۔ اگر ایک دو آدمی بھی پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہوجاتے ہیں ورنہ سب گناہ گار ہوں گے۔

علم فقہ حاصل کرنے کا شرعی حکم: علم فقہ کا مکمل طور پر حاصل کرنا فرض کفایہ ہے یعنی محلّہ یا علاقہ یا گاؤں میں سے ایک آدمی بھی پڑھ لے تو سب بری الذمہ ہوجائیں گے ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ تاہم زندگی کے جس شعبہ میں کوئی شخص کام کرتا ہو تو متعلقہ شعبہ کے حوالہ سے فقہی مسائل سیکھنا فرض عین ہے۔

(ج): قرآن مجید کچھ مقدار میں سیکھنا فرض عین ہے: قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کرنا اور تجوید وقرأت سیکھنا تو فرض کفایہ ہے، تاہم ہر مسلمان مرد وزن عاقل وبالغ پر اتنا قرآن سیکھنا فرض عین ہے جس سے نماز درست ہوجاتی ہے۔

سوال نمبر3: بلوغت سے قبل مرجانے والے کفار کے بچے کافر ہیں یا مؤمن؟ اس مسئلہ میں اختلاف آئمہ بمع دلائل سپرد قلم کریں اور امام اعظم کا مؤقف بمع دلیل تحریر کریں؟

جواب: کفار کے بچوں کے حوالہ سے مذاہب آئمہ:

کفار ومشرکین کے وہ بچے جو عالم شیر خوارگی میں فوت ہوجائیں ان کے بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف افکار ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضا پر موقوف ہے۔ کیونکہ ہم انہیں نہ جنتی قرار دے سکتے ہیں اور نہ ہی جہنمی، فقہائے مالکیہ کا نظریہ ہے کہ کفار ومشرکین کے بچے والدین کے تابع ہوکر جہنم میں جائیں گے اور مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے تابع ہوکر جنت میں جائیں گے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان بچوں کے معاملہ میں توقف و سکوت بہتر ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو جواب دیا اس میں دونوں پہلو یکساں ہیں یعنی نہ کسی پہلو کی تصریح ہے اور نہ ہی ترجیح۔ لہٰذا توقف اختیار کرنا بہتر ہوگا۔

کفار کے بچوں کے بارے میں اقوال:

کفار و مشرکین کے وہ بچے جو حالت شیر خوارگی میں دنیا سے رخت ہو جاتے ہیں کیا والدین کے تابع کرتے ہوئے انہیں کافر قرار دیا جائے گا یا اس کے برعکس حکم لگایا جائے گا؟ بر صورت اوّل فطرت سلیمہ پر ان کی پیدائش کا مطلب کیا ہوگا؟ بر تقدیر ثانی مشہور مقولہ "الولد تبع لا بویه" سے کیا مراد ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں مفکرین، محدثین اور محققین کے مختلف اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1)- کفار و مشرکین کے وہ بچے جو شیر خوارگی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جائیں وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، وہ نہ مشرک ہوتا ہے اور نہ کافر۔

(۲)- کفار و مشرکین کے نوزائیدہ بچے اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے اور جنت میں ان کی خدمات سرانجام دیں گے۔

(3)- اللہ تعالیٰ عزوجل کے علم کے مطابق جو بچے بڑے ہو کر اہل جنت کے اعمال کرنے والے تھے، وہ جنت میں جائیں گے۔ ان بچوں میں سے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے علم میں اہل جہنم کے اعمال کرنے والے تھے وہ دوزخ میں جائیں گے۔

(4)- وہ بچے جنت میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ انہوں نے اہل جنت کے اعمال نہیں کیے اور وہ دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے کیونکہ انہوں نے اہل جہنم کے اعمال بھی نہیں کیے بلکہ وہ جنت و دوزخ کے درمیان "مقام اعراف" میں رہیں گے۔

(5)- آخرت میں انہیں نے بطور آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا جو بچے دوزخ میں داخل ہوں گے آتش جہنم ان کے لیے اسی طرح باغ بہار اور امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی جس طرح آتش نمرودی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے امن و سلامتی والی بن گئی تھی۔ جو بچے آتش دوزخ میں کودنے سے انکار کر دیں گے انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

قسم ثانی: آثار السنن

سوال نمبر 4: عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال مابين المشرق والمغرب قبلة ۔

(الف): مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ کن لوگوں کے لیے ہے؟ مدینہ طیبہ سے کس جانب قبلہ ہے؟ یہ ارشاد مکہ میں فرمایا یا مدینہ میں؟

(ب): مکہ میں فتح مکہ سے قبل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کس جانب منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کیفیت کیا تھی؟

(ج): تبدیلی قبلہ کا سن، مقام اور وقت تحریر کریں، نیز کیفیت بیان کریں؟

جواب: (الف): ترجمہ حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق و مغرب کے درمیان میں قبلہ ہے۔

یہ روایت کن لوگوں کے لیے وارد ہوئی ہے؟: مندرجہ بالا روایت میں مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ قرار دیا گیا ہے، یہ ارشاد اہل مکہ کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ گویا اہل مکہ کے لیے قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان میں واقع ہے۔

مدینہ منورہ سے قبلہ کی سمت:

مدینہ منورہ سے قبلہ جانب "جنوب" واقع ہے۔

کس شہر میں یہ ارشاد بیان ہوا؟:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد مدینہ منورہ میں بیان کیا تھا، کیونکہ مکی زندگی میں "بیت اللہ" قبلہ قرار نہیں پایا تھا۔

(ب): فتح مکہ سے قبل نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی کیفیت:

فتح مکہ سے قبل دوران نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ انور بیت المقدس کی طرف کرتے تھے، کیونکہ اس وقت تحویل قبلہ نہیں ہوا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر بیت المقدس کا رخ فرماتے تھے، اس طرح کعبہ بھی سامنے ہوتا اور چہرانور بھی بیت المقدس کی طرف ہوتا تھا۔

(ج): تبدیلی قبلہ کا سال، مقام، وقت اور کیفیت:

ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ یہودیوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں تو آپ کا قبلہ "بیت اللہ" ہونا چاہیے۔ آپ 2ھ میں مسجد قبلتین میں بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کر رہے تھے اور دل میں تبدیلی قبلہ کی خواہش بھی تھی، دوران نماز اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل کر دیا: **فول وجهك شطر المسجد الحرام** ۔ پس (اے محبوب!) آپ اپنا چہرہ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لیں"۔ یہ واقعہ نماز عصر کے دوران پیش آیا تھا۔ اس نماز کی کیفیت یہ تھی کہ دو رکعت بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے ادا کیں اور دو رکعت بیت اللہ کی طرف چہرہ انور کر کے پڑھیں۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا اس کا نام "مسجد قبلتین" ہے۔

سوال نمبر 5: **عن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قیل لابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ان عبداللہ بن عیاش یقول یقطع الصلوٰة الکلب والحمار فقال: لایقطع صلوٰة المسلم شیٔ وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال یقطع الصلوٰة الکلب والحمار ۔**

(الف): دونوں حدیثوں کا ترجمہ کریں اور ان کے مابین واقع تعارض اٹھائیں؟

(ب): اس مسئلہ میں مذہب احناف لکھیں اور حدیث کا جواب دیں؟

جواب: (الف): ترجمہ احادیث:

(1)۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ حضرت عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کتا اور گدھا

دونوں نماز فاسد کر دیتے ہیں، انہوں نے کہا: کوئی چیز بھی نماز فاسد نہیں کرتی۔ (2) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔

روایات میں تعارض کا ارتفاع:

دونوں روایت میں تعارض یوں ہے کہ پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کتا اور گدھا وغیرہ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جانور نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس تعارض کا ارتفاع یوں کیا جا سکتا ہے کہ پہلی روایت زمانہ کے اعتبار سے پہلے کی ہے جو منسوخ ہے اور دوسری روایت زمانہ کے لحاظ سے بعد کی ہے جو ناسخ ہے۔ لہٰذا دونوں روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔

(ب): مذہب احناف اور حدیث کا جواب:

مسئلہ مذکور کے حوالے سے احناف کا مؤقف یہ ہے کہ کتا اور گدھا وغیرہ جانور نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مذکورہ حدیث کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ روایت منسوخ ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: زیارت قبور النساء کے مسئلہ میں مجوزین و مانعین کے دلائل لکھیں؟ نیز واضح کریں کہ مانعین کے نزدیک عورت کا زیارت قبول کے لیے جانا حرام ہے یا مکروہ اور مجوزین کے نزدیک عورت کے لیے کوئی شرط ہے یا بلا شرط جا سکتی ہے؟

جواب: مجوزین و مانعین کا مؤقف واضح کرنے سے قبل ایک روایت کو بیان کرنا از بس ضروری ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء زیارت قبور سے مرد و زن کو منع کیا تھا پھر اس کی جازت دیتے ہوئے فرمایا: **فزوروها** یعنی اب تم زیارت قبور کر سکتے ہو۔

مجوزین کا مؤقف ہے کہ جس طرح ابتداء خواتین و حضرات سب کو زیارت قبور سے منع کیا گیا تھا تو اجازت ملنے پر اجازت بھی سب کے لیے ہے۔ باقی رہا "فزوروها" مذکر

کا صیغہ استعمال ہوا یہ محض مردوں کی فضیلت کے لیے ہے ورنہ اس میں خواتین بھی شامل ہیں۔ مانعین کا موقف ہے کہ خواتین کے لیے زیارت قبور حرام ہے' کیونکہ ممانعت پر مبنی چیز کو جائز کہنا حرام ہے۔ انہوں نے بھی اپنے موقف پر اسی روایت سے استدلال کیا ہے کہ یہ مذکر کا صیغہ ہے جس میں مؤنث شامل نہیں ہے۔ مجوزین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اکیلی عورت زیارت قبول کے لیے نہیں جا سکتی بلکہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پانچواں پرچہ: مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمد

قسم اول: مؤطا امام مالک

سوال نمبر 1: مالك عن عبدالرحمن ان القاسم عن ابيه انه اخبره ان عائشة زوجة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يدخل عليها من ارضعته اخواتها و بنات اخيها ولا يدخل عليها من ارضعته نساء اخواتها۔

(الف): حدیث کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب): جن لوگوں کو آپ کی بھابیاں دودھ پلاتیں انہیں آپ کے ہاں آنے کی اجازت نہ تھی جبکہ بہن اور بھتیجی کے پلائے ہوئے کو اجازت تھی' ایسا کیوں؟ تفصیلاً تحریر کریں۔

(ج): اثبات رضاعت کے لیے دودھ کی مقدار کتنی ہے؟ آئمہ اربعہ کا اختلاف مع دلائل بیان کریں؟

(د)۔ مدت رضاعت میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہنیں اور بھتیجیاں جن بچوں کو دودھ پلاتیں ان کی عموماً آپ کے ہاں آمد و رفت رہتی تھی مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھابیاں جن بچوں کو دودھ پلانے کی خدمات انجام دیتیں' ان کی آپ کے ہاں آمد و رفت نہیں ہوتی تھی۔

(ب): کچھ بچوں کو آنے کی اجازت اور کچھ کو ممانعت کی وجہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مؤقف تھا کہ "لبن الفحل" سبب حرمت نہیں ہے۔ اس لیے آپ نے ان بچوں کو اپنے ہاں آنے سے منع کیا ہوا تھا جنہیں آپ کی بھابیوں نے بچپن کے زمانہ میں دودھ پلایا ہوتا تھا لیکن جن بچوں کو آپ کی بھتیجیوں اور بہنوں نے دودھ پلایا ہوتا تو انہیں آپ کے حضور آمدورفت کی اجازت تھی۔ حضرت ابوالقعیس کے برادر افلح اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رضاعی چچا کی روایت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ آپ کی ذاتی رائے اور فتویٰ پر یقیناً حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت حاصل ہے۔

(ج): مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

کتنی مقدار میں دودھ پینے میں بچہ کا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے: (1)- حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم از کم پانچ بار دودھ پینے سے بچے کا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے جبکہ پانچ بار سے کم بار دودھ پینے سے رشتہ رضاعت ثابت نہیں ہوتا۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تحرم المصة او المصتان (او کما قال علیه السلام)" "ایک یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے، جس میں ہے کہ قرآن پاک میں رشتہ رضاعت کے حوالے سے دس بار کا ذکر تھا، پانچ بار کو ختم کر دیا گیا جبکہ پانچ بار کو باقی رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت پانچ بار باقی تھا اور یہ حکم آج بھی نافذ العمل ہے۔ (2)- حضرت علی، حضرت علی بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت امام حسن بصری، حضرت سعید بن میتب، حضرت طاؤس، حضرت عطاء، حضرت مکحول، حضرت امام زہری اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کے علاوہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ بچہ ایک دو بار بھی دودھ پی لے تو رشتہ رضاعت ثابت ہو جاتا ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (1) ارشاد ربانی ہے: "وامهاتكم اللاتي ارضعنكم" (النساء:23) اور تمام مائیں وہ ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا"۔ یہ نص قطعی ہے جس سے ایک یا دو بار دودھ پینے کی صورتیں شامل ہیں، اس پر خبر واحد یا کسی قول سے زیادتی و تخصیص درست نہیں ہے۔ (2)- حضرت سعید بن میتب، حضرت عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ ایک بار دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ (الموطا امام محمد) (3)- عقل کا بھی تقاضا ہے کہ ایک بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے جس طرح افطاری کے وقت ایک گھونٹ پانی پینے سے روزہ افطار ہو جاتا ہے۔ (4)- زیر مطالعہ حدیث میں "قلیلہ و کثیرہ" کے الفاظ بھی ہیں۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں اضطراب ہے جس وجہ سے قابل حجت نہیں ہے۔

(د)- مدت رضاعت میں مذاہب آئمہ:

مقدار رضاعت کی طرح مدت رضاعت میں بھی اختلاف آئمہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)- جمہور اور صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: (والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین) (البقرہ:233) مائیں اپنی اولاد کو مکمل دو سال دودھ پلائیں"۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے: وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا۔ (الاحقاف:15) "اور بچے کا حمل اور اس کا دودھ چھڑانا تیس ماہ ہیں"۔ چونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے: فیبقی للفصال حولان یعنی دودھ پلانے کی مدت دو سال باقی رہ گئی۔ (2)- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت دو سال دو ماہ ہے۔ (3)- حضرت امام زفر

رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے۔(4) علامہ ابن حزم کے نزدیک مدت رضاعت کا تعین نہیں ہے بچپن یا جوانی میں جب بھی کوئی دودھ پیے گا رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ البتہ وہ منہ سے چوس کر دودھ پینا شرط قرار دیتے ہیں اگر کوئی شخص برتن میں ڈال کر عورت کا دودھ پیے گا تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

(5)- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر ہے کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔ اس سے زیادہ مدت میں رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا۔ (الاحقاف:15) بچے کے حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

بظاہر جمہور کے دلائل وزنی اور مضبوط معلوم ہوتے ہیں مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ان کے دلائل کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں:

(1)- پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حولین کے بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ حولین کے بعد دودھ پلانا جائز نہ ہو کیونکہ فا تعقیب کے لیے جس کا مطلب ہوگا "فصال" حولین کی تکمیل کے بعد ہوگا' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حولین کے بعد بھی رضاعت کا جواز موجود ہے۔ اس آیت سے مدت رضاعت کی حد بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مولود یعنی باپ کے ذمہ مرضعہ کے نان ونفقہ کی مدت دو سال ہونے کی وضاحت مطلوب ہے۔(2) دوسری دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس آیت سے مقصود مدت رضاعت بیان کرنا ہے' وہ اڑھائی سال ہے جو بچے کو ہاتھوں میں اٹھانے کا زمانہ بھی ہوتا ہے جبکہ حملہ سے مراد حمل الایدی یعنی بچوں کو ہاتھوں میں اٹھانا ہے نہ کہ ماں کے بطن میں رہنے کی مدت مراد ہے۔

سوال 2: (جزء اول) مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتَ لَوْ اَنِّیْ وَجَدْتُّ رَجُلًا وَاَمْهِلُهٗ حَتّٰی اٰتِیْ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(2)- حدیث مذکورہ میں بیان کردہ سبب لعان کو واضح انداز میں تحریر کریں اور لعان کا طریقہ اور حکم بیان کریں؟

(جزء ثانی) مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدًا كَانَ یَقُوْلُ عَلٰی رَقِیْقِ الْخُمُسِ وَاَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِیَةً مِنْ ذٰلِكَ الرَّقِیْقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ یُجْلِدَا الْوَلِیْدَةَ لِاَنَّه اسْتَكْرَهَهَا۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(2)- کوڑے لگانا حد اور جلاوطن کرنا تعزیر ہے۔ کیا دونوں کا بیک وقت اجراء درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو حدیث کا جواب کیا ہوگا؟

(۳)- زانی کے مستکرہ ہونے کی صورت میں حد لگائے جانے کے بارے میں اختلاف آئمہ بیان کریں؟

جواب: (جزء اول) (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یوں عرض کیا: اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر شخص کو پاؤں تو کیا اسے مہلت دوں یہاں تک اپنی طرف سے میں چار گواہ پیش کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرمایا: ہاں۔

نوٹ: سوالیہ عبارت میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

۲- سبب لعان:

اس حدیث میں سبب لعان حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ کے پاس اجنبی شخص کو پانا ہے' جس وجہ سے بیوی پر الزام زنا عائد کرنے کا ارشارہ بھی ہے۔

لعان کا طریقہ اور اس کا حکم:

فقہاء کرام نے لعان کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ جب عورت پر زنا کا الزام عائد کیا

جائے تو عورت کے مطالبہ پر قاضی خاوند سے لعان کی ابتداء کرائے گا۔ خاوند چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے گا اور ہر بار قسم کے بعد یوں کہے گا: میں اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے اس عورت پر جو الزام زنا عائد کیا ہے' میں اس بارے میں سچا ہوں۔'' پانچویں بار قسم کھا کر یوں کہے گا: اگر یہ الزام عائد کرنے میں' میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔''

اسی طرح عورت بھی چار بار قسم کھائے گی اور ہر بار یوں اعلان کرے گی:
میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس شخص نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے' اس لیے یہ جھوٹا ہے۔ پانچویں بار وہ یوں اعلان کرے گی: اگر اس نے مجھ پر سچا الزام عائد کیا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔

بیوی اور شوہر کے حق میں ''لعان'' زنا کی حد کے قائمقام ہوتا ہے۔

(جزء ثانی) (1) ترجمہ حدیث:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام جو خمس کی لونڈیوں اور غلاموں پر تعینات تھا' اس نے ایک کنیز سے زنا کا ارتکاب کرلیا' اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑوں کی سزا دلوائی اور اسے جلاوطن بھی کر دیا۔ لونڈی کو کوڑوں کی سزا نہ دی' کیونکہ غلام نے اس سے زبردستی زنا کیا تھا۔

نوٹ: اعراب اوپر سوالہ عبارت میں لگا دیے گئے ہیں۔

(2)- بیک وقت کوڑے لگانے اور جلاوطنی کی سزا کی وجہ:

جب کسی شخص پر زنا کاری ثابت ہو جائے تو اسے شرعی سزا صرف کوڑوں کی دی جا سکتی ہے اور اس پر تعزیر نافذ نہیں ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مذکورہ غلام کو بیک وقت کوڑوں اور جلاء وطنی کی سزا دی تھی' اس کی وجہ یہ ہے کہ شرعی سزا تو صرف کوڑوں کی تھی لیکن جلاء وطنی سیاست و ریاست اور حالات کے تقاضا کے باعث دی تھی۔

(3)- زانی کے مستکرہ اور مکرہ کی صورت میں سزا کے بارے میں مذاہب آئمہ:

زانی کی شرعی سزا تو عیاں اور واضح ہے۔ البتہ زانی مستکرہ و مکرہ کی صورت میں سزا کے حوالے سے آئمہ فقہ کا ہے۔ اس بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ زانی پر حد جاری ہوگی اس لیے کہ مستکرہ و مکرہ طلاق کی طرح اس میں بھی نیت شرط نہیں ہے۔ جمہور وآئمہ کے نزدیک ایسے زانی پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ اس کا قصد زنا کا نہیں تھا مگر اسے مجبور کیا گیا ہے۔ انہوں نے مشہور روایت ''انما الاعمال بالنیات'' سے استدلال فرمایا ہے۔

القسم الثانی: موطا امام محمد

سوال نمبر3: عن عبداللہ بن رافع مولٰی اُمّ سلمۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئلہ عن وقت الصلوٰۃ فقال ابوہریرۃ: انا اخبرک صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک مثلیک والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء مابینک و بین ثلث اللیل فان تمت الی نصف اللیل فلانامت علینک وصل الصبح بغلس۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(2)- خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب نحوی کریں؟

(3)- عندالاحناف نماز کے اوقات خمسہ کی ابتداء اور انتہاء تحریر کریں اور اوقات مستحبہ کا تعین کریں۔ نیز وہ کون سا وقت ہے جس میں امام صاحب اور صاحبین کے مابین اختلاف موجود ہے؟

جواب: (1)- ترجمہ حدیث:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے

اوقات کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: تم نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو جائے، نماز عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ دوگنا ہو جائے، نماز مغرب اس وقت پڑھو جب آفتاب غروب ہو جائے اور نماز عشاء تہائی رات تک ادا کر سکتے ہو جبکہ تم نصف رات تک سوئے رہو اور تمہیں نیند نہ آئے اور تم صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرو۔

(2)- خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب نحوی:

عن حرف جار اور عبداللہ بن رافع الخ مضاف با مضاف الیہ مجرور ہوا، جار اور مجرور مل کر روی مقدر کے متعلق ہوا۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، جار با مجرور مل کر متعلق ثانی ہوا۔ روی فعل ماضی مجہول لفیف مقرون صیغہ واحد مذکر غائب، رُوِی فعل اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(3)- احناف کے نزدیک اوقات خمسہ کی ابتداء اور انتہاء:

احناف کے نزدیک اوقات خمسہ کی ابتداء اور انتہاء درج ذیل ہے:

1- نماز فجر: صبح صادق کے وقت شروع ہوتا اور طلوع آفتاب پر ختم پذیر ہو جاتا ہے۔

2- نماز ظہر: زوال کا وقت ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر وقت عصر شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔

4- نماز مغرب: غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ختم شفق پر ختم ہو جاتا ہے۔

5- نماز عشاء: غروب شفق سے نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا اور صبح صادق ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

نماز پنجگانہ کے اوقات مستحبہ:

نماز پنجگانہ کے اوقات مستحبہ درج ذیل ہیں:

1- نماز فجر: ہر موسم میں خوب اجالے میں ادا کرنا اور نماز کے بعد اتنا وقت باقی رہ جائے کہ اس میں ایک بار دوبارہ نماز پڑھی جا سکے۔

2- نماز ظہر: موسم گرما میں تاخیر سے ادا کرنا اور موسم سرما میں اول وقت میں ادا کرنا۔

3- نماز عصر: ہر موسم میں تاخیر سے ادا کرنا بشرطیکہ آفتاب سرخ نہ ہو جائے۔

4- نماز مغرب: ہر موسم میں اول وقت میں ادا کرنا۔

5- نماز عشاء: ہر موسم میں تاخیر سے ادا کرنا۔

وہ نماز جس کے وقت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے:

پنجگانہ نمازوں میں صرف نماز ظہر کے وقت کی ابتداء اور انتہاء میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوال کا وقت ختم ہونے پر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ صاحبین کا مؤقف ہے کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر اختتام پزیر ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 4: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلیغسل یدہ قبل ان یدخلها فی وضوئہ فان احدکم لایدری این باتت یدہ ۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(2)- خط کشیدہ لفظ کے مختلف قرأت کے اعتبار سے مختلف معانی بیان کریں اور حدیث شریف میں معنیٰ کا تعین کریں؟

(3)- فلیغسل یہ امر وجوبی ہے یا استحبابی؟ امام اعظم اور امام محمد کا مسلک واضح

کریں؟

(4)- کیا ہاتھ پر ظاہری نجاست ہونے کی صورت میں یہی حکم ہوگا؟

جواب:(1)- ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ و نے فرمایا: تم میں سے جو شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ پانی میں ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو اس لیے کہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔

(2)- خط کشیدہ لفظ کی قرأت اور معانی:

حدیث میں مذکور لفظ "وضوء" کو تین طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے اور ہر صورت کا مع بھی الگ ہے۔

1- وضوء: واؤ کی پیش کے ساتھ' اس کا معنی ہے حصول طہارت۔

2- وضوء: واؤ کی زبر کے ساتھ' اس کا معنی ہے "پانی" یہاں حدیث میں یہی معنی مرا ہے۔

3- وضوء: واؤ کی زیر کے ساتھ' اس کا معنی ہے پانی کا برتن' لوٹا۔

3- فلیغسل کے امر کی کیفیت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ سویا ہوا شخص جب بیدار ہو او وضو کرنے کے لیے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ دھونا واجب ہے۔ آپ نے زیر مطالع حدیث سے استدلال کیا ہے اور آپ کے نزدیک یہاں امر وجوب کے لیے ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ کا دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ انہوں نے بھی اسی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہاں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے۔

4- ہاتھ پر ظاہری نجاست کا حکم:

اگر نیند سے بیدار ہونے والے شخص کے ہاتھ پر ظاہری طور پر نجاست لگی ہو تو پانی میں

ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ کا دھونا متفقہ طور پر واجب ہے۔

سوال5: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من کان لہ مال ولم یؤدز کوتہ مثل لہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطلبہ حتی یمکنہ فیقول انا کنزک۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(2)- کنز اور رکاز کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ رکاز پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

(3)- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کنز کی جو تعریف کی ہے تحریر کریں؟

(4)- سونے اور چاندی کا نصاب تحریر کریں۔ نیز بتائیں کہ عورت کے زیورات پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

(5)- خط کشیدہ الفاظ کے معانی زیب قرطاس کریں؟

جواب:(1)- ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس کے پاس مال ہو اور اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا جس کی دونوں آنکھوں میں سیاہ دھبے ہوں گے' سانپ اسے تلاش کر کے اس پر مسلط ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔

(2)- کنز اور رکاز میں فرق:

کنز اور رکاز میں نمایاں فرق ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)- کنز: وہ دولت ہے جو انسان حلال طریقہ سے کماتا ہے جیسے مزدوری' محنت اور وراثت وغیرہ۔ یہ دولت نصاب کے مطابق ہو تو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔

(2)- رکاز' وہ دفینہ ہے جو نقدی یا دھات کی صورت میں کسی کو دستیاب ہو۔ اس پر

خمس واجب ہوتا ہے مگر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

(3)-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کنز کی تعریف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کنز کی تعریف یوں ہے: وہ مال و دولت جس کی زکوٰۃ نہ نکالی گئی ہو۔

(4)-سونا اور چاندی کا نصاب زکوٰۃ:

شرعی نقطہ نظر سے فرضیت زکوٰۃ کے لیے سونا کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے۔اس سے کم مقدار سونا یا چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

عورتوں کے زیورات پر زکوٰۃ کا حکم:

خواتین وحضرات کے پاس سونا یا چاندی نصاب کی مقدار ہو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔وہ سونا یا چاندی زیورات کی شکل میں ہو یا برتن کی صورت میں یا ڈلی کی حالت میں ہو۔

(5)-خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

خط کشیدہ الفاظ کے معانی درج ذیل ہیں:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شجاعا	سانپ	اقرع	گنجا سانپ
زبیتان	دوسیاہ نقطے		

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چھٹا پرچہ: اصول الحدیث

سوال نمبر 1: (الف)-درج ذیل اقسام کتب حدیث کی تعریف اور امثلہ تحریر کریں؟

(1) جامع' (2) معجم' (3) اطراف' (4) مسند' (5) سنن' (6) صحیح۔

(ب): احادیث سے ثابت ہونے والے امور کتنے ہیں؟ مفصلاً تحریر کریں۔

جواب: (الف) اقسام کتب حدیث کی تعریفات مع امثلہ:

1-جامع: وہ کتاب حدیث ہے جس میں آٹھ عنوانات کے تحت احادیث جمع کی جائیں' وہ عنوانات یہ ہیں:

(1) آداب' (2) تفسیر' (3) عقائد' (4) فتن' (5) احکام' (6) اشراط' (7) مناقب' (8) سیر' مثلاً جامع ترمذی اور صحیح بخاری وغیرہ۔

2-معجم: وہ کتاب حدیث ہے جس میں ترتیب شیوخ سے احادیث مبارکہ جمع کی جائیں۔مثلاً معجم طبرانی وغیرہ۔

3-اطراف: جس کتاب حدیث میں حدیث کا وہ حصہ نقل کیا جائے جو بقیہ کو واضح کرے پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کردیے جائیں یا بعض مخصوص کتب کی اسانید بیان کردی جائیں مثلاً اطراف الکتب الخمسة لابی العباس وغیرہ۔

4-مسند: وہ کتاب حدیث ہے جس میں ترتیب صحابہ سے احادیث جمع کی جائیں مثلاً مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

5-سنن: وہ کتاب حدیث ہے جس میں فقط احکام سے متعلق احادیث جمع کی جائیں مثلاً سنن نسائی اور سنن ابی داؤد۔

6- صحیح: وہ کتاب حدیث ہے جس کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا ہو مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ۔

(ب)- احادیث سے ثابت ہونے والے امور:

احادیث مبارکہ سے ثابت ہونے والے امور جو حلت وحرمت سے متعلق ہیں، وہ چار ہیں:

1- عقائد قطعیہ: مثلاً توحید ورسالت اور انبیاء وکتب سماویہ وغیرہ۔

2- عقائد ظنیہ: مثلاً انبیاء کرام کی ملائکہ پر فضیلت وفوقیت اور احوال قبر وغیرہ۔

3- احکام: یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتے ہیں یا کم از کم حدیث حسن بغیرہ سے کم درجہ کی نہ ہو۔

4- فضائل ومناقب: یہ احادیث ضعیفہ سے بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر2: (الف)- حجیت حدیث پر جامع نوٹ قلم بند کریں؟

(ب)- امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ونسب، تاریخ ولادت ووصال اور مہارت حدیث بیان کریں؟

جواب: (الف)- حجیت حدیث پر جامع نوٹ:

اسلامی احکام کا دوسرا ماخذ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی حجیت پر کثیر آیات اور احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

1- ارشاد ربانی ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ۔ اے محبوب! آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی اختیار کرو۔

2- اطیعو االلہ واطیعوا الرسول ۔ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

3- ماآتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتھوا ۔ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم جو چیز تمہیں عنایت کریں وہ تم حاصل کرلو اور جس چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو منع کریں اس سے تم رک جاؤ۔

4- وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

5- يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور بری چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

ان تمام آیات مبارکہ میں احکام الٰہی اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان پر تھوڑا سا غور کرنے سے حجیت حدیث پر روشنی پڑتی ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے۔ ایک مشہور روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے: ایک کتاب اللہ (قرآن کریم) اور دوسری میری سنت (حدیث) ہے۔

(ب) حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات:

ولادت اور نام ونسب: امام المحدثین والفقہاء حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 237ھ یا 239ھ میں ہوئی۔ آپ کا پورا نام مع کنیت والقاب یوں ہے: امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الحنفی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

وصال: آپ تاحیات علوم اسلامیہ بالخصوص قرآن وحدیث اور فقہ کی تدریس میں مشغول رہے۔ علاوہ ازیں تصنیف وتالیف کو بھی اپنا مشغلہ بنائے رکھا۔ آخر کار یہ آفتاب علوم ومعارف 321ھ میں غروب ہوگیا۔

مہارت فی الحدیث: حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر فن میں مہارت تامہ حاصل تھی بالخصوص علم حدیث میں تو آپ کو درجہ امامت حاصل تھا۔ علم حدیث میں مہارت تامہ اور درجہ امامت حاصل ہونے کے ثبوت میں حوالہ سے آپ کی تصانیف مبارکہ موجود ہیں۔

جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

(1) کتاب المدلسین' (2) اختلاف الروایات' (3) شرح جامع الصغیر' (4) اخبار ابی حنیفہ' (5) تسویہ بین اخبرنا وحدثنا' (6) سنن الشافعی' (7) صحیح الآثار' (8) شرح معانی الآثار وغیرہ۔

سوال نمبر 3: درج ذیل اصطلاحات حدیث کی تشریح کریں؟

(1) المرسل' (2) مرفوع' (3) ضعیف' (4) شاذ' (5) مضطرب' (6) متواتر۔

جواب: اصطلاحات حدیث کی تعریفات وتوضیحات:

1- مرسل: جس حدیث کے آخر سے راوی کو حذف کیا گیا ہو جیسے تابعی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کرے۔

2- مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال' افعال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

3- ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زائد صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے یہ کمی پوری نہ ہو سکتی ہو۔

4- شاذ: وہ حدیث ہے جس کی سند میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے' اس کا مقابل محفوظ ہے۔

5- مضطرب: ایسی حدیث ہے جس کی سند یا متن حدیث میں زیادتی وکمی یا تقدیم و تاخیر کردی جائے۔

6- متواتر: وہ حدیث ہے جس کے رواۃ ہر دور میں اتنے کثیر ہوں جن کا جھوٹ پر اجتماع عادۃً محال ہو۔

سوال نمبر 4: (الف)- حدیث ضعیف کو کب تقویت حاصل ہوتی ہے؟ تحریر کریں۔

(ب): خبر واحد کی تعریف اور حکم بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ نسبت سند کے اعتبار سے خبر واحد کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

جواب: (الف)- حدیث ضعیف کو تقویت:

حدیث ضعیف سے فضائل اعمال اور مناقب ثابت ہو جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے جس کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

1- جب حدیث ضعیف متعدد اسناد سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ میں آ جاتی ہے۔

2- جب حدیث ضعیف کی مطابقت و تائید میں کسی امام مجتہد کا قول مل جائے تو حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

3- حدیث ضعیف کی تائید میں کسی اہل علم کا قول دستیاب ہو جائے تو حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

4- صالحین کے عمل سے بھی حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے جیسے صلوٰۃ التسبیح کا جواز حدیث ضعیف سے ثابت ہے مگر صالحین و اتقیاء کے عمل سے اسے تقویت حاصل ہوگی۔

(ب): خبر واحد کی تعریف و اقسام:

خبر واحد: وہ حدیث ہے جس کی سند میں کسی زمانہ میں ایک راوی بھی موجود ہو۔ اس کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- صحیح لذاتہ: ایسی حدیث ہے جس کی سند میں تمام راوی متصل' تام الضبط اور عادل ہوں جبکہ وہ غیر شاذ اور غیر معلل بھی ہو۔

2- صحیح لغیرہ: وہ حدیث ہے جس میں کمال ضبط کے علاوہ صحیح لغیرہ کی تمام شرائط موجود ہوں۔

3- حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات پائی جائیں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو سکتی ہو۔

4-حسن لغیرہ: وہ حدیث ہے جس میں صحیح لذاتہ کی صفات ایک سے زائد کم ہوں اور یہ کمی تعددطرق سے پوری ہوسکتی ہو۔

سوال 5: (الف) اصطلاحات علم حدیث میں طالب، شیخ اور حاکم کسے کہتے ہیں؟

(ب) سند اور متن کے درمیان مثال سے فرق واضح کریں؟

(ج): روایات مختلفہ میں آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذوق کیا تھا؟

جواب: (الف) اصطلاحات علم حدیث کی تعریفات:

1-طالب: حدیث کا علم حاصل کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

2-شیخ: علم حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ الحدیث کہا جاتا ہے۔

3-حاکم: اس ماہر و تبحر فی الحدیث کو کہا جاتا ہے جسے تمام احادیث متناً، سنداً، تعدیلاً اور جرحاً یاد ہوں۔

(ب)-مثال کے ذریعے سند اور متن میں فرق:

علم حدیث کی اصطلاح میں سلسلہ رواۃ کو سند اور اصل عبارت حدیث کو متن سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے:

ابوحنیفة: عن عطیة عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ان ارفع الناس یوم القیامة، امام عادل ۔ (مسند امام اعظم، رقم الحدیث 488)

اس روایت میں سند کے الفاظ یہ ہیں: **ابو حنیفة: عن عطیة عن ابی سعید۔**

اس حدیث میں متن کے الفاظ یہ ہیں: **ان ارفع الناس یوم القیامة، امام عادل۔**

(ج)-مختلف روایتا میں آئمہ فقہ کا ذوق:

مختلف روایات و احادیث کے بارے میں آئمہ فقہ کا ذوق یہ رہا ہے کہ دونوں روایات کا الگ الگ مقام و درجہ مقرر کر کے ان میں پایا جانے والا تعارض دور کیا جائے۔

اس اختلاف وتعارض کو دور کرنے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

1-ایک روایت کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ قرار دیا جائے۔

2-ایک حدیث کو قوی اور دوسری کو ضعیف تسلیم کیا جائے۔

3-ایک روایت کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے۔

4-ایک روایت کو فعلی اور دوسری کو قولی قرار دے کر قولی کو قابل عمل قرار دیتے ہوئے فوقیت دی جائے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پہلا پرچہ: عقائد و کلام

سوال نمبر 1: درج ذیل خالی جگہیں پر کریں؟

(1) حرام بھی ...... ہے۔ (2) ہدایت و گمراہی کا...... ہے۔ (3) قبر سے ...... ہے۔ (4) گناہ کبیرہ بندہ کو ...... سے نہیں نکالتا اور ...... میں نہیں داخل کرتا۔ (5) شفاعت...... ثابت ہے۔ (6) گناہ کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ ...... نہیں رہے گا۔ (7) ایمان......نہیں ہوتا۔ (8) ایمان......ایک ہے۔

جوابات:

(1) رزق' (2)- خالق اللہ تعالیٰ' (3)- اٹھنا' (4) ایمان سے کفر' (5) قرآن و سنت سے' (6) جہنم میں' (7) کم اور زیادہ' (8) اور اسلام۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اجزاء حل کریں؟

(الف): مسئلہ تکفیر میں ہم اہلسنّت و جماعت کا مسلک بیان کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ب): تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کم از کم تین آیات مبارکہ لکھیں؟

جواب: آیت نمبر 1: یاایھاالذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم ۔

آیت نمبر 2: ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ واجر عظیم ۔

آیت نمبر 3: یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط

اعما لکم وانتم لا تشعرون ۔

(ج)- گستاخان رسول سے رشتہ داری کے متعلق قرآن کیا فرماتا ہے؟ وضاحت کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(د)- اہلسنّت کے نزدیک علم الٰہی کے منکر کا حکم مع الدلیل بیان کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ھ)- کیا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے؟ حکم بھی بیان کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(و)- کیا انبیاء علیہم السلام اپنی امت سے صرف علم میں ہی ممتاز ہیں؟

جواب: الحمدللہ! ہم اہلسنّت و جماعت سنی حنفی بریلوی کا مسلک ومذہب یہ ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کے نفوس مبارکہ علم میں ممتاز حیثیت وممتاز شان رکھتے ہیں اسی طرح عمل میں بھی ممتاز حیثیت وممتاز شان کے مالک ہیں' جو کوئی اس امتیاز کا انکار کرے اس نے شان نبوت میں تخفیف کا ارتکاب کیا۔ (یعنی اس نے شان نبوت کو ہلکا جانا اور جو شان نبوت کو ہلکا جانے وہ بدعقیدہ وبے دین وگمراہ ہے۔)

سوال نمبر 3: (الف)- محدث عالم کا معنی بیان کر کے بتائیں کہ محدث عالم کون ہے؟

(ب)- صفات ازلیہ سے کیا مراد ہے؟ وہ کتنی اور کونسی ہیں؟ وضاحت کریں۔

(ج)- رؤیت باری تعالیٰ کس طور پر ممکن ہے؟ نیز اس کی کیفیت بیان کریں؟

جوابات: (الف)- محدث عالم کا مفہوم: محدث اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ احداث سے بنا ہے جس کا معنی ہے کسی شی کو نئے سرے سے پیدا کرنا' عدم سے وجود کی طرف لانا۔ عالم اسم آلہ کا صیغہ ہے یعنی جاننے کا ذریعہ اُس کا معنی ہے کہ جمیع ماسوای اللہ جو بھی موجود ہو وہ عالم ہے۔ تو مطلب ہوا کہ تمام کائنات کو اور تمام عالم کو پیدا کرنے والا عدم سے وجود کی طرف لانے والا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے تمام عالم کو پیدا فرمایا اور وجود

بخشا۔

(ب)-صفات ازلیہ کا مفہوم وتعداد:

صفات ازلیہ سے ایسی صفات مراد ہیں جن کی کوئی ابتداء نہیں جس طرح کہ باری تعالیٰ کی کوئی ابتداء نہیں' اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ذات کی طرح ازلی ہیں۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پہلے ہے اور اس کا سمیع وبصیر ہونا بعد میں ہوا تھا۔ جب سے وہ ہے تب سے اس کی صفات۔ وہ کب سے ہے؟ اس کی ابتداء نہیں وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اسی کے محتاج ہیں' وہی معبود برحق ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کا نہ عین ہیں اور نہ غیر بلکہ ان کا مفہوم ذات کے مفہوم پر زائد ہے' اور وہ ساری مخلوق کا پالنے والا ہے۔

تعداد: اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں ہی اہلسنّت وجماعت کے فرقے ہیں اور دونوں ہی حق پر ہیں۔ ان کے درمیان صرف فروع میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اصول میں دونوں متفق ہیں۔

عندالاشاعرہ صفات ازلیہ سات ہیں۔ وہ یہ ہیں:

علیم' قدیر' سمیع' بصیر' کلام' حی' ارادۃ

اور ماترید کے نزدیک صفات ازلیہ کی تعداد آٹھ ہے وہ یہ ہیں: علیم' قدیر' سمیع' بصیر' کلام' حی' ارادہ اور تکوین۔

(ج)-روایت باری تعالیٰ پر نوٹ:

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: (الف)-امام کون ہوسکتا ہے اور امامت کی شرائط لکھیں؟

(ب)-معراج کا مطلب کیا ہے؟ تفصیلاً بیان کریں؟

(ج)-کرامات اولیاء حق ہیں۔ اس کا مطلب مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (الف) امام وشرائط امامت:

امت مسلمہ کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے۔ مسلمانوں کے امام کے لیے درج ذیل چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

☆......امام کا ظاہر ہونا ضروری ہے تاکہ جو منصب امامت کی غرض وغایت ہے وہ تمام ہوسکے۔

☆......دشمن کا مقابلہ کرسکے کہ اس سے ڈر کر چھپے نہ۔

☆......شرعی احکام نافذ کرسکتا ہو۔

☆......حدود اللہ قائم کرنے والا ہو۔

☆......فیصلوں کو نپٹانے والا ہو۔

☆......ایسا ہو کہ لوگ اس کے پاس اپنے مسائل پیش کرنے کے لیے آسکیں اور وہ ان کے مسائل حل کرسکے۔

امامت کی شرائط:

امامت کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆......قریش سے ہونا۔ (نضر بن کنانہ کی اولاد قریش کہلاتی ہے)

☆......مسلمان ہو' کافر مسلمانوں کا امام نہیں بن سکتا۔

☆......آزاد ہو۔

☆......عاقل ہو۔

☆......بالغ ہو۔

☆......مرد ہو

امام کے لیے بنوہاشم یا اولاد علی سے ہونا ضروری نہیں ہے یہ شرطیں شیعہ حضرات نے لگائی ہیں۔

☆......صاحب رائے ہو۔

☆......صاحب بصیرت ہو۔

☆......مسلمانوں کے امور میں تصرف کا مالک ہو۔

☆......علم والا، عادل اور شجاع ہو۔

(ب)۔معراج کا بیان:

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ج)۔اولیاء کی کرامات کی حقانیت پر نوٹ:

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆

﴾درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات سال 2015ء﴿

دوسرا پرچہ: سراجی

سوال نمبر 1: (الف) عول کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ کن مخارج کا عول کتنے تک آتا ہے؟

(ب): 24 کے عول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے مابین اختلاف لکھیں اور مثال دیں؟

(ج): تماثل، مداخل، توافق اور تباین بین العددین کی وضاحت کریں؟

جواب:

(الف) عول کی تعریف: جب فرضی حصہ تنگ ہو جائے تو مخرج پر اس کی مثل زیادتی کرنا عول کہلاتا ہے؟

مخارج سات ہیں جن میں سے صرف تین میں عول ہوتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

6 کا عول 10 تک ہوتا جفت اور طاق دونوں اعتبار سے۔

12 کا عول 17 تک ہوتا ہے صرف طاق کے اعتبار سے۔

24 کا عول 27 تک ہوتا ہے صرف ایک ہی عول۔

(ب): عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے مابین اختلاف:

24 کے عول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ احناف کا مؤقف یہ ہے کہ چوبیس کا عول 27 تک ہوتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک 31 تک ہوتا ہے۔

مثالیں: احناف کے نزدیک 24 کا عول 27 تک ہوتا ہے اس کی مثال جیسے

اصل مسئلہ: 24 وبالعول 27

بیوی	دو بیٹیاں	ماں	باپ
1/8	2/3	1/6	1/6 سامعہ العصبہ
(3)	(15)	(4)	(4)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک 24 کا عول 31 تک ہوتا ہے اس کی مثال جیسے

اصل مسئلہ: 24 وبالعول 31

ماں	بیوی	2 علاتی بہنیں	2 اخیافی بہنیں	کافر بیٹا
1/6	1/8	2/3	1/3	محروم
4=31	4	16	8	x

(ب): نسبتوں کی توضیح:

نسبت تداخل:

یہ ہے کہ دو مختلف اعداد میں سے اقل (چھوٹا) بڑے کو فنا کر دے جیسے 3 اور 9 میں تداخل کی نسبت ہے۔

نسبت تماثل:

یہ ہے کہ دو اعداد ایک دوسرے کے مساوی ہوں جیسے 3 اور 3 میں تماثل ہے۔

نسبت توافق:

یہ ہے کہ دو اعداد میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو فنا نہ کرے لیکن تیسرا عدد ان دونوں کو فنا کر دے جیسے 8 اور 20 کے درمیان توافق ہے کہ تیسرا عدد یعنی 4 ان دونوں کو اڑا دیتا ہے۔

نسبت تباین:

یہ ہے کہ دو عددوں کو کوئی تیسرا عدد بھی فنا نہ کر سکے جیسے 9 اور 10 کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔

سوال نمبر 2:

(الف): کل حصے اور اصحاب فروض لکھیں؟

(ب): ماں، علاتی بہن، زوجہ اور دادی کے حالات لکھیں؟

جواب: (الف): حصوں کی تعداد:

کل حصے چھ ہیں اور وہ یہ ہیں:

نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس

ان میں سے ہر ایک دوسرے کا آدھا بھی ہے اور دوگنا بھی۔

اصحاب فرائض کی تعداد:

اصحاب فرائض کی کل تعداد بارہ ہے جن میں 4 مرد اور 8 عورتیں ہیں۔

مرد یہ ہیں: باپ، جدِ صحیح، زوج، اخیافی بھائی۔

عورتیں یہ ہیں:

زوجہ، بیٹی، پوتی، حقیقی بہن

علاتی بہن، اخیافی بہن، ماں، دادی

(ب): احوال کا بیان:

ماں کے احوال:

تین ہیں:

1- سدس: جب میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اگرچہ نیچے تک یا دو یا دو سے زائدہ بہن بھائی ہوں۔

2- کل مال کا ثلث: جب مذکورہ لوگ نہ ہوں۔

3- باقی کا ثلث: جب زوجین میں سے کوئی ایک ہو۔

علاتی بہن کے احوال:

سات ہیں:

1- نصف: جب ایک ہو۔

2- دوثلث: جب دو یا دو سے زائد ہوں۔ یہ اس وقت ہوگا جب حقیقی بہنیں نہ ہوں۔

3- سدس: اگر حقیقی بہن ایک ہو تا کہ دوثلث پورے ہو جائیں۔

4- سقوط: جب حقیقی بہن دو یا زیادہ ہوں۔

5- عصبہ: جب ان کے ساتھ کوئی علاتی بھائی ہو تو وہ سب کو عصبہ بنا دے گا۔

6- عصبہ: جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں ہوں تو ان کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔

7- سقوط: جب میت کا بیٹا یا بیٹے کا بیٹا اگرچہ نیچے تک ہو۔

بیوی کے احوال دو ہیں:

1- ربع (1/4) جب میت کی اولاد نہ ہو۔

2- ثمن (1/8) جب میت کی اولاد ہو۔

دادی کے احوال دو ہیں:

1- سدس: جب میت کی ماں اور اگر ابویات ہیں تو باپ نہ ہو تو۔

2- سقوط: جب میت کی ماں ہو۔ اگر ابویات ہیں تو باپ ہونے کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

یاد رہے کہ سدس تمام قسم کی دادیاں خواہ باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے، کو شامل ہے۔ ان کو ایک ہی سدس ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ۔

سوال نمبر 3:

اذا كان بين التصحيح والتركة مباينة فاضرب سهام كل وارث

من التصحيح فى جميع التركة ثم اقسم المبلغ على التصحيح

مثاله بنتان وابوان والتركة سبعة دينار ۔

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) مثالوں کو قاعدے پر منطبق کر کے وضاحت کریں ؟

جواب: (الف)۔ ترجمہ:

اور جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو ضرب دیں تو تصحیح سے ملے ہوئے ہر وارث کے حصہ کو جمیع ترکہ میں پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر اس کی مثال 2 بیٹیاں، والدین اور ترکہ سات دینار ہیں۔

توضیح العبارۃ:

اس عبارت میں ورثاء کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا قاعدہ بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ قاعدہ یہ کہ اگر ترکہ اور تصحیح مسئلہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پھر ہر وارث کا ترکہ سے حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وارث کا حصہ معلوم کرنا ہے اس کے حصہ کو ترکہ میں ضرب دو۔ پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کرو تو حاصل تقسیم اس وارث کا حصہ ہوگا۔ (یہ قاعدہ فریق کا حصہ معلوم کرنے کا ہے۔)

(ب)۔ مثالوں کا قاعدہ پر انطباق:

مذکورہ قاعدہ کی ماتن نے مثال دی کہ جیسے میت نے اپنے ورثاء میں ماں، باپ اور 2 حقیقی بہنیں چھوڑیں اور ترکہ سات دینار چھوڑا۔ اب سات دینار میں ہر ایک کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ طریقہ معلوم کرنے سے پہلے ان ورثاء کے حصے معلوم کر لینا ضروری ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

اصل مسئلہ 6

کل ترکہ 7 دینار

باپ	ماں	2 حقیقی بہنیں
1/6 حصہ	1/6	2/3
1	1	4
		(2x2)

ترکہ 7 دینار ہے۔اب 7 دینار سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہے مثلاً باپ کا حصہ معلوم کرنا ہے تو طریقہ یوں ہوگا کہ باپ اس حصے کو جو اس کو اصل مسئلہ یعنی 6 سے ملا ہے ترکہ میں ضرب دیں گے تو 1 کو 7 میں ضرب دی۔تو حاصل ضرب سات ہوا۔اب حاصل ضرب کو تصحیح یعنی 6 پر تقسیم کریں تو باپ کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔یعنی ایک دینار اور دینار کا چھٹا حصہ۔اتنا ہی ماں کا حصہ بنے گا۔اس طرح بیٹوں کے حصہ یعنی 4 کو ترکہ یعنی 7 میں ضرب دی تو حاصل ضرب 28 ہوا۔اب 28 کو اصل مسئلہ 6 پر تقسیم کریں تو حاصل تقسیم (4.6666) بیٹیوں کا حصہ ہوگا ہر ایک بیٹی کو دو دو دینار اور دینار کا تیسرا حصہ ملے گا۔

سوال نمبر 4: درجہ ذیل صورتیں حل کریں۔اگر تصحیح کی ضرورت ہو تو تصحیح یا رَدّ بھی ضرور کریں؟

(الف): زوج باپ ماں 6 بیٹیاں

(ب): باپ ماں 5 بیٹیاں۔

(ج): شوہر 6 بیٹیاں۔

جواب: (الف):

پہلی صورت میں میت نے اپنے ورثاء میں سے شوہر، والدین اور 6 بیٹیاں چھوڑیں۔
اس صورت کا حل اس طرح ہوگا:

اصل مسئلہ 12 وبالعول: 45=3x15

شوہر	باپ	ماں	6 بیٹیاں
1/4	1/6	1/6	2/3
3x3	2x3	2x3	8x3
9	6	6	24

مسئلہ کی وضاحت اس طرح ہے کہ اصل مسئلہ 12 تھا۔اس میں ہر وارث کو جب حصہ ملا تو مخرج یعنی اصل مسئلہ میں عول ہوا اور 12 سے 15 ہو گیا۔اب گویا 15 اس مسئلہ کا مخرج ہے۔اب 6 بیٹیوں کو 15 میں سے 8 ملا تھا۔تو وہ ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتا ہے۔لہٰذا ہم بیٹیوں کے رؤس (6) اور ان کے حصہ (8) کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ توافق کی ہے۔لہٰذا تصحیح کے اصول نمبر 2 کے تحت عدد رؤس کے وفق یعنی 3 کو اصل مسئلہ یعنی 15 میں ضرب دی تو حاصل ضرب یعنی 45 اس مسئلہ کی تصحیح ہو۔اس طرح ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

(ب): دوسری صورت یہ ہے کہ میت نے اپنے ورثاء میں سے والدین اور 5 بیٹیاں چھوڑیں ہیں۔اس صورت کا حل اس طرح ہوگا:

اصل مسئلہ=5x6 = 30

ماں	باپ	5 بیٹیاں
1/6	1/6	2/3
1	1	4
5	5	20
		(4 x 4 x 4 x 4)

وضاحت: اس صورت میں مخرج 6 بنتا تھا۔جس میں سے 1x1 والدین کو ملا اور 4 بیٹیوں کو۔اب بیٹیوں کی تعداد پانچ اور ان کو حصہ 4 ملا ہے۔4 ان پر برابر برابر تقسیم نہیں ہو رہا۔لہٰذا ہم نے ان کے رؤس اور حصوں کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ تباین ہے۔پھر تصحیح کے اصول نمبر 3 کے تحت عدد رؤس کو اصل مسئلہ 6 میں ضرب دی تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوا یعنی 30۔اس میں سے ہر ایک کو پورا پورا مل جائے گا۔

(ج): تیسری صورت یہ ہے کہ میت نے اپنے ورثاء میں سے شوہر اور 6 بیٹیاں

چھوڑیں ہیں۔اس صورت میں حل کچھ اس طرح سے ہوگا:

اصل مسئلہ-4 x 2 = 8

شوہر	6 بیٹیاں
1/4	2/3
1	3
2	6
	(ہر ایک کو 1، 1)

وضاحت: اس مسئلہ دو جنس کے گروہ شامل ہیں:

1-ممن یردعلیہ یعنی بیٹیاں

2-من لا یردعلیہ یعنی شوہر

تو قاعدہ ہے کہ جب جنس اول یعنی ممن یردعلیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ ہو تو پھر من لا یردعلیہ کا حصہ اس کے اقل مخرج سے دیا جائے گا۔لہٰذا شوہر کا حصہ 1/4 تھا اس کا مخرج 4 بنتا ہے۔لہٰذا مسئلہ کا مخرج بھی 4 ہوگا جس سے ایک حصہ شوہر کو تین بیٹیوں کو مل جائیں۔اب بیٹیاں 6 ہیں ان کا حصہ 3 ان پر پورا پورا تقسیم نہیں ہو رہا لہٰذا ان کی عدد رؤس بعد حصوں کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ توافق کی ہے۔لہٰذا عدد رؤس کے موافق یعنی 2 کو اصل مسئلہ یعنی 4 میں ضرب دی تو حاصل ضرب یعنی 8 اس مسئلہ کی تصحیح ہوا جو ہر وارث کو پورا پورا مل جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات سال 2015ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: درج ذیل اشخاص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ دلیل کے ساتھ وضاحت کریں؟

صبی، مجنون، نائم، مکرہ، شراب کے نشہ میں مست۔

جواب: صبی، نائم اور مجنون کی طلاق کا حکم:

اگر بچے یا مجنون یا سونے والے نے طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے بچے اور مجنون کے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس عقل ممیز نہیں ہوتی جبکہ اہلیت تصرف کے لیے عقل ممیز کا ہونا ضروری ہے۔

سونے والے کو اپنے آپ پر اختیار نہیں ہوتا۔سونے والا جب کوئی بات کرتا ہے تو بلا اختیار کرتا ہے جبکہ کسی شئی میں تصرف کرنے کے لیے تکلم میں اختیار کا ہونا ضروری ہے۔

نشہ میں مست کی طلاق کا حکم:

اگر کوئی آدمی نشہ میں مست ہے اور اس نے حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس کی عقل کا زائل ہونا ایسی وجہ سے ہے جو گناہ ہے۔(یعنی شراب وغیرہ پینا) لہٰذا اس کی ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے اس کی عقل کے صحیح اور درست ہونے کا حکم لگائیں گے۔اس کی عقل گویا زائل ہی نہیں ہوئی تو پھر طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

مکرہ کی طلاق کا حکم:

اگر کوئی شخص حالت اکراہ میں طلاق دیتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ اس

جگہ طلاق دینے والے میں قصد و اختیار پایا گیا' گویا اس نے قصداً طلاق دی ہے۔ اس کا قصد اس طرح پایا گیا کہ اسے ڈرایا جا رہا تھا کہ یا تو اپنی بیوی کو طلاق دے یا پھر مرنے کے لیے تیار ہو جا۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنی بیوی کی قربانی دے دی یعنی اس کو طلاق دے دی۔ تو اب اس کا قصد پایا گیا تو پھر طلاق واقع ہو جائے گی۔

سوال نمبر 2: (الف): حالت حیض میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور کیوں؟

(ب): حالت حیض میں طلاق دینے والے کے لیے مراجعت مستحب کیوں ہے؟ اور گنہگار کیوں؟

جواب: (الف)۔ حالت حیض میں طلاق کا حکم:

حالت حیض میں دی جانے والی طلاق واقع ہو جاتی ہے کیونکہ حالت حیض میں طلاق سے نہی' نہی لغیرہ ہے نہی لذاتہ نہیں یعنی حالت حیض میں طلاق منع ہونا لنفسہ نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے ہے اور نہی لغیرہ کی وجہ سے طلاق کا مشروع ہونا معدوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا طلاق واقع ہو جائے گی۔

(ب): ایسی حالت میں مراجعت مستحب کیوں؟:

جس آدمی نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اس کا مراجعت کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: اپنے بیٹے کو مراجعت کا حکم دو۔

یہ مراجعت مستحب اس وجہ سے ہے کہ فلیراجع صیغہ امر ہے اور امر کا کم از کم مرتبہ استحباب کا ہے۔ ویسے بھی رجوع کرنا خالص شوہر کا حق ہے تو اپنے حق میں وجوب نہیں ہوتا۔ البتہ بعض فقہاء کی طرف سے مراجعت میں وجوب کا حکم ہے۔ انہوں نے بھی اسی روایت سے استدلال کیا ہے کہ امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

سوال نمبر 3: درج ذیل سوالات کے جوابات دیں؟

1- مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا یا شرط لگائی کہ مہر نہیں ہوگا تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور کیوں؟

2- احناف اور شوافع کے نزدیک اقل مہر کتنا ہے؟ اور کیوں؟

3- اگر دس درہم سے کم حق مہر مقرر ہوا تو احناف کے نزدیک کتنا دینا ہوگا اور کیوں؟

4- مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا تو کتنا مہر واجب ہوگا؟

5- اگر مہر مقرر نہیں کیا اور قبل از دخول طلاق دے دی تو اس کا کیا حکم ہے؟

6- مہر مثل اور متعۃ الطلاق کے کپڑوں کی تعداد اور نوعیت بیان کریں؟

جواب: پہلا مسئلہ:

مہر مقرر لیے بغیر نکاح کیا یا شرط لگائی کہ مہر نہیں دوں گا تو ان دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہوگا کیونکہ نکاح کی صحت اور عدم صحت میں مہر کو کوئی دخل نہیں ہے۔ وہ اس لیے کہ نکاح کا مطلب و معنی ہے زوجین میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ مل جانا اور میاں بیوی کا رشتہ ازدواج میں بندھ جانا تو یہ مطلب تو مہر کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا صحت نکاح کے لیے مہر کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔

دوسرا مسئلہ:

عندالاحناف مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ زیادہ جتنا بھی ہو جائے وہ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے "دس درہم سے کم مہر نہیں"۔

دوسرا یہ کہ مہر تو محل بضع کا عوض ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اتنا ضرور ہو کہ جس سے شرافت بضع ظاہر ہو جائے تو وہ شرافت دس درہم کے ساتھ ہی ہوگی۔ کیونکہ دس درہم کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عضو کی کم از کم قیمت دس درہم ہے اور بضع بھی تو عضو ہے لہٰذا اس کی قیمت بھی گولی ٹافی کے مساوی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اتنی ہو کہ اس کی شرافت ظاہر ہو جائے اور قدر ظاہر ہو جائے۔

عندالشافعی اقل مہر اتنا ہو کہ جو خرید و فروخت کے معاملے میں ثمن بن سکے کیونکہ مہر

عورت کا حق ہے لے نہ لے تو پھر تقدیر (مقدر کرنا) عورت کی طرف سے ہی ہوگا۔

تیسرا مسئلہ:

اگر دس درہم سے کم مہر مقرر ہوا تو عند الاحناف دس درہم ہی دینا پڑیں گے۔ وجہ وہی ہے جو دوسرے مسئلہ میں گزر گئی۔

چوتھا مسئلہ:

اگر مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا اور دخول کیا تو ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔

پانچواں مسئلہ:

اگر مہر مقرر نہیں کیا اور قبل از دخول (یعنی چودہ طبق روشن کرنے سے پہلے) ہی طلاق دے دی تو ایسی صورت میں نصف مہر یعنی پانچ درہم واجب ہوں گے۔

چھٹا مسئلہ:

مہر مثل اور متعۃ الطلاق کے کپڑوں کی تعداد تین ہیں اور وہ ایسے ہونے چاہیے کہ جو اس جیسی عورت پہنتی ہے۔

1-کرتہ 2-اوڑھنی 3-لحاف یعنی چادر۔

سوال نمبر 4: قال ولا بام امراته التی دخل بابنتها اولم یدخل لقوله تعالیٰ: "وامهات نسائکم" من غیر قید دخول ولا ببنت امراته التی دخل بها لثبوت قید دخول بالنص سواء کانت فی حجره او فی حجر غیره لان الذکرا الحجر خرج مخرج السعادة الامخرج اشرط۔

(الف): عبارت کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟

(ب): محرمات تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت:

(مصنف نے کہا) اور نہ اپنی ساس سے کہ اس کی بیٹی سے اس نے دخول کیا ہو یا نہ کیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "وامهات نسائکم" دخول کی قید کے بغیر ہے اور نہ ہی اپنی اس عورت کی بیٹی سے جس سے اس نے دخول کیا ہو کیونکہ نص کے ساتھ دخول کی قید ثابت ہے۔ آگے عام ہے کہ وہ لڑکی اس کی پرورش میں ہو یا اس کے غیر کی پرورش میں...... اس لیے کہ پرورش کا ذکر کرنا (آیت مبارکہ میں) عادت کے طریقے پر ہے شرط کے طریقے پر نہیں ہے۔

تشریح العبادۃ:

مذکورہ عبارت میں محرمات میں سے کچھ کا ذکر کیا گیا کہ آدمی کا اپنی ساس سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔ عام ازیں کہ بیوی سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ ساس کی حرمت کے بارے میں جو آیت ہے وہ مطلق ہے اس میں دخول کی قید نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وامهات نسائکم" اسی طرح کوئی آدمی ایسی عورت سے نکاح کرتا ہے کہ اس کی سابقہ شوہر سے بیٹی ہے۔ اب اگر اس عورت سے دخول کر لیتا ہے تو پھر اس کی بیٹی اس پر حرام ہو گی اگر دخول نہیں کرتا تو پھر حرام نہیں ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی بیٹی کی حرمت کے بارے میں جو آیت کریمہ ہے وہ دخول والی قید سے مقید ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح علیکم"

پھر حرمت کے لیے اس لڑکی کا اپنی ماں کی تربیت اور پرورش میں ہونا کوئی ضروری نہیں ہے وہ لڑکی اس کی تربیت میں ہو یا نہ ہو بہر صورت اس سے نکاح حرام ہے۔

(ب): محرمات کا بیان: جن عورتوں کے ساتھ نکاح حلال نہیں ہے وہ یہ ہیں:

ماں — دادی کے ساتھ (مردوں کی طرف سے ہو یا عورتوں کی طرف سے)

بیٹی — پوتی (اگرچہ نیچے تک)

بہن — بہنوں کی بیٹیاں یعنی بھانجیاں

بھتیجیاں — پھوپھیاں

ماسی (خالہ)	ساس
ربیبہ (لڑکی سابقہ شوہر سے ہو)	باپ دادا کی بیویوں سے
بہو	پوتوں کی بیوی
رضاعی ماں	رضاعی بہن

سوال نمبر 5: ثم الفرقة بخيار البلوغ ليس بطلاق لانها تصح من الذشي ولا طلاق اليها وكذا بخيار العتق لما بينا بخلاف المخيرة لان الزوج هوا لذى ملكها وهومالك للطلاق ۔

(الف): عبارت کا ترجمہ کریں اور خیار بلوغ کی تعریف کریں؟

(ب): بچپن میں نکاح کیا گیا پھر صغیرہ یا صغیر میں سے کوئی ایک فوت ہوجاتا ہے قبل از بلوغت، تو دوسرا اس کا وارث ہوگا ہوگا یا نہیں؟ اور اگر بعد از بلوغ تفریق سے پہلے فوت ہوجائے تو پھر وارث ہوگا کہ نہیں؟

(ج): مخیّرہ کسے کہتے ہیں؟ مخیّرہ اگر جدائی کو پسند کرے تو یہ طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب: (الف) —ترجمۃ العبارت:

پھر خیار بلوغ کی وجہ سے جدائی طلاق نہیں ہے، اس لیے کہ یہ جدائی عورت کی جانب سے صحیح ہوئی ہے اور طلاق عورت کی طرف سے نہیں ہوتی۔ (بلکہ مرد کی طرف سے ہوتی ہے۔) ایسے ہی خیار عتق کے سبب (فرقت طلاق نہیں) وجہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی بخلاف اختیار والی عورت کے کیونکہ زوج نے ہی اس کو طلاق کا مالک بنایا ہے اور زوج طلاق کا مالک ہے۔

خیار بلوغ کی تعریف: اگر کسی نے نابالغ بچے یا بچی کا نکاح کردیا تو بعد از بلوغ جو اس بچے یا بچی کو نکاح کو برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اس کو خیار بلوغ کہتے ہیں۔

(ب) وارث ہونے یا نہ ہونے کا بیان: اگر بچپن میں نکاح کیا گیا ہو پھر صغیر یا صغیرہ میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے اور ابھی تک وہ بالغ نہیں ہوا تھا۔ تو اس صورت میں دوسرا

(خواہ صغیر ہو یا صغیرہ) وارث بنے گا کیونکہ اصل عقد یعنی نکاح تو صحیح ہے اور وہ ملک بضع کا مالک بھی بناتا تھا۔ یعنی ملک بضع کا ثبوت اس کے لیے ہوا تھا۔ اب وہ بوجہ وفات انتہاء کو پہنچ گیا اور انتہاء کو پہنچے والی چیز پر زوال کا فتویٰ نہیں لگتا۔ جب ملکیت زائل نہ ہوئی تو پھر ایک دوسرے کے مالک بنیں گے۔

اس طرح اگر بعد از بلوغ تفریق سے پہلے کوئی فوت ہوجائے تو دوسرا وارث ہوگا۔ کیونکہ وفات سے ملکیت زائل نہیں ہوتی، پھر ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

(ج): مخیّرہ کی تعریف:

وہ عورت جسے اس کا شوہر طلاق دینے یا نہ دینے کا حق سونپ دے، مخیّرہ کہلاتی ہے یعنی اختیار والی۔

مسئلہ: اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو طلاق کا حق سونپ دیا اور اختیار دے دیا کہ تو چاہے تو جدا ہوجا اور اگر چاہے تو میرے پاس ہی رہ تجھے اختیار ہے۔ اب عورت جدائی کو اختیار کر لیتی ہے تو اس عورت کا جدائی کو اختیار کرنا طلاق ہی شمار ہوگا۔ کیونکہ جب شوہر نے بیوی کو طلاق دینے کا اختیار دے دیا تو ایسے ہی ہے جیسے اس کو طلاق کا مالک بنا دیا۔ اب اس عورت کا طلاق واقع کر لینا ایسے ہی ہے جیسے شوہر نے طلاق دی لہٰذا مخیّرہ اگر جدائی کو پسند کرے تو یہ طلاق ہوگی۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات: سال 2015ء﴾

چوتھا پرچہ: حدیث پاک

القسم الاول: آثار السنن

سوال نمبر 1: عن جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یصلی مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العشاء ا خر ثم یرجع الی قومہ فیصلی بھم تلک الصلوٰۃ ۔

(الف): متنفل کے پیچھے عندالاحناف متفرض کی اقتداء صحیح ہے کہ نہیں برتقدیر ثانی مذکورہ حدیث کا جواب احناف کے نزدیک کیا ہے؟

(ب): ایک روایت میں "ھی تطوع ولھم فریضۃ" ہے جو احناف کے صراحۃ خلاف ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

(ج): عشاء آخرہ سے کونسی نماز مراد ہے اور عشاء اولیٰ سے کونی سی نماز مراد ہے؟

جواب: مفترض کی متنفل کے پیچھے اقتدا:

(الف): متنفل کے پیچھے عندالاحناف متفرض کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔ حدیث مذکورہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل نماز پڑھ کر پھر اپنی قوم کو فرض نماز پڑھاتے تھے۔ اس بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا تھا: "اے معاذ یا ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم پر تخفیف کیا کرو۔"

(ب) "وھی تطوع لہ ولھم فریضۃ" کا رد:

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کی حدیث میں زیادتی درست نہیں۔ یہ جملہ سنن کی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاہ کسی اور نے یہ الفاظ

زائد نہیں کیے۔ جب یہ جملہ ہی زائد ہے غیر محفوظ ہے تو پھر اس کو احناف کے خلاف دلیل نہیں بنا سکتے۔

(ج): عشاء آخر و عشاء اولیٰ کا مطلب: عشاء اخر سے مراد مغرب کے بعد والی عشاء کی نماز ہے جبکہ عشاء اولیٰ سے مراد نماز مغرب ہے۔ نماز مغرب کا دوسرا نام عشاء اولیٰ بھی ہے۔ نماز عشاء اور نماز مغرب کو "العشائین" بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر 2: (i)— عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی صلوۃ اقبل علینا بوجھہ ۔

(ii)— وعن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا ازا صلینا خلف رسولاللہ صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن عینہ فیقبل علینا بوجھہ ۔

(الف): دونوں حدیثوں کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "احببنا" الی اخرہ کی آرزو کا اصل مقصد کیا ہے؟

(ب): بعد از سلام امام کا قبلہ رو ہو کر یا بائیں جانب رخ کر کے بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس طرف رخ کرنے کی حکمت کیا تھی؟

جواب: (الف) ترجمہ:

(i)۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو ہمارے طرف اپنے چہرۂ انور کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔

(ii)۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اس بات کے پسند کرتے تھے کہ آپ کے دائیں طرف (کھڑے) ہوں تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوں۔

(ب): بعد از سلام امام کا قبلہ رو یا بائیں جانب رخ کرنا:

امام کا سلام کے بعد دائیں' بائیں اور قبلہ رو اور مقتدیوں کی جانب' ہر طرف رخ کرنا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی دائیں جانب' کبھی بائیں جانب کو بیٹھتے کبھی اٹھ کر حجرہ شریف میں چلے جاتے۔ البتہ علماء نے قبلہ رو چہرہ کرنا ناپسند کیا ہے کہ اس میں سنت کی خلاف ورزی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دائیں جانب چہرہ مبارک کرتے تھے اور بائیں جانب قلیل الوقوع ہے۔ لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ جس طرف اس کو حاجت ہو' اس طرف چہرہ کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب نمازیوں کے ساتھ گفتگو کرنی ہوتی تو نمازیوں کی طرف چہرہ مبارک اور قبلہ کی طرف پشت مبارک فرماتے تھے۔

احبنا کی آرزو کا مقصد:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو دائیں جانب کھڑا ہونے کو پسند فرماتے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انہیں مشاہدہ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل ہو اور ہم لوگ پہلے (سلام کے) خطاب سے مشرف ہوں اور سب سے پہلے ہم پر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی تجلیات کا فیضان ہو۔

سوال نمبر 3: عن سعید بن ہشام عن عائشة صدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان یوتر بثلث لایقعد الا فی آخرھن ۔

(الف): حدیث پاک کی تشریح کریں اور "لایقعد الافی آخرہ" سے کیا مراد ہے؟ حالانکہ احناف تو دوسری رکعت میں بیٹھتے ہیں؟

(ب): دلیل سے ثابت کریں کہ وتر واجب ہیں جبکہ حدیث میں ہے کہ "الوتر لیس بحتم" یعنی وتر ضروری نہیں ہیں؟

جواب: (الف): تشریح الحدیث:

حضرت سعید بن ہشام ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

حدیث روایت کرتے ہیں' اماں جان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور صرف آخر میں ہی بیٹھتے تھے۔ اس حدیث سے احناف کا مؤقف ثابت ہوتا ہے کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔

جو یہ فرمایا: "لا یقعد الافی آخر ھن" اس سے مراد "لایسلم الافی آخر ھن" ہے۔ آپ سلام آخر میں پھیرتے تھے۔ جب لایقعد سے مراد لایسلم ہوا تو پھر یہ روایت مذہب احناف کے خلاف نہ ہوئی۔ اس جگہ عدم قعود سے مراد عدم سلام ہے اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں صراحتاً لفظ "لایسلم" ہے۔

(ب): وتر کے وجوب پر دلیل:

عندالاحناف وتر واجب ہیں۔ اس کے وجوب کی دلیل یہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنی رات کی نماز میں وتر کو آخر میں پڑھو"۔

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صیغہ امر کے ساتھ حکم فرما رہے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا: "وتر حق ہے جس نے نماز وتر ترک کی وہ ہم سے نہیں ہے۔" یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمائی۔

اس جیسی سخت وعید واجب کو ترک کرنے پر ہی ہو سکتی ہے اور "الوتر لیس بحتم" یہ ہے کہ وتر ضروری نہیں یعنی فرض اعتقادی نہیں۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے اول حصہ میں پڑھنا ضروری نہیں آخری رات میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

القسم الثانی: مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سوال نمبر 4: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھیں؟ حج کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟ کس صحابی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے اور ان سے کون سی حدیث سنی؟

جواب: سیرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: کنیت: ابوحنیفہ' نام: نعمان' والد کا نام: ثابت' لقب وعرف: امام اعظم' محدث اعظم تھا' پورا نام یوں ہوا: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

المعروف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ 80ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چھبیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تابعین کی صف اول میں ہوتا ہے۔ آپ نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ ستر (70) احادیث آپ نے بلاواسطہ صحابہ کرام سے روایت کی ہیں۔ آپ کی مرویات ستر ہزار سے متجاوز ہے۔ مشہور تین آئمہ یعنی امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک اور آئمہ صحاح ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بالواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔

فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

خلف بن ایوب کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ سے علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا وہ علم آپ نے صحابہ کو پہنچایا۔ صحابہ نے تابعین کو اور تابعین سے وہ علم امام اعظم ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کو ملا۔ حق یہی ہے خواہ اس پر کئی راضی ہو یا ناراض۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہا کرتے تھے: ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ”امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجلس سے زیادہ فیض رسان تھے۔

تصانیف:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تصنیف وتالیف کا عام رواج نہیں تھا۔ پھر بھی آپ کی تصانیف کی تعداد کم نہیں ہے۔ آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں: (1) کتاب العالم والمتعلم، (2) کتاب الفقہ الاکبر، (3) کتاب الوصایا، (3) کتاب المقصود، (4) کتاب الاوسط، (5) مسند امام اعظم ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کی جملہ کتب بالواسطہ آپ کی ہیں۔

امام اعظم کا فقہی مقام:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آسمان فقہ کے وہ عظیم آفتاب ہیں جن کی نورانی کرنیں تمام روئے زمین پر پڑ رہی ہیں۔ آپ کی فقہی بصیرت کو سلام کرتے ہوئے امام شافعی رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا تھا: فقہ میں تمام لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے تو فقہ حنفی کی عملاً برتری تسلیم کی اور ترک رفع یدین سے نماز ادا کی۔

انتقال:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی صبر وتحمل، استقامت فی الدین اور حق کی سربلندی سے عبارت ہے۔ آپ کو خلیفہ منصور نے قاضی بنانے کی کوشش کی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ منصور نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے آپ کو جیل میں قید کر دیا۔ آپ کا انتقال بھی 150 ہجری میں جیل میں ہی ہوا۔

حج کرتے وقت آپ کی عمر سولہ (16) سال تھی۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔

سوال نمبر5: ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یحیٰ قوم یقولون لاقدر ثم یخرجون منه الزندقة فاذا لقیتموهم فلا تسلموا علیهم وان مرضوا فلا تعودوهم .

(الف): فرقہ قدریہ مومن ہے یا کافر؟ لاتسلموا سے مراد صرف ترک سلام یا ترک موالات ومعاشرتی مقاطعہ بھی؟ اور اس کا مقصود کیا ہے؟

(ب): حدیث کا ترجمہ کریں لقیتموهم صیغہ بتائیں؟

جواب: (الف) فرقہ قدریہ:

فرقہ قدریہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے اور بدعقیدہ وگمراہ فرقہ ہے۔

لاتسلموا کا مطلب:

لاتسلموا سے مراد صرف ترک سلام ہی نہیں بلکہ ترک موالات اور معاشرتی مقاطعہ ہے۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ ان کا رنگ آپ پر نہ چڑھ جائے اور اس قسم کے غلیظ

عقائد اپنانے کی کسی میں ہمت نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے ساتھ مکمل بائیکاٹ سے وہ اپنی بدعقیدگی سے باز آ جائیں۔

(ب) ترجمۃ الحدیث: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ایسی قوم آئے گی جو کہے گی کہ تقدیر کا وجود نہیں ہے۔ پھر وہ ہدایت سے گمراہی کی طرف چل پڑے گی تو جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان کو سلام نہ کرنا اور جب وہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا۔

لقیتموھم صیغہ:

صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع یسمع۔

سوال نمبر6: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جِبْرِیْلُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ صُوْرَۃِ شَابٍّ عَلَیْہِ ثِیَابٌ بِیَاضٌ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ۔

(الف): حدیث پر حرکات وسکنات لگائیں؟

(ب): حضرت جبرائیل علیہ السلام سفید پوش نوجوان کی شکل میں کیوں آئے؟ اس میں کیا حکمت ہے؟

(ج): مجمع میں صرف ایک شخص کو سلام کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: (الف):

نوٹ: حرکات وسکنات اوپر سوالیہ حصہ میں حدیث پر لگادیے گئے ہیں۔

(ب): حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سفید پوش نوجوان کی شکل میں ظاہر ہونا:

حضرت جبرائیل علیہ السلام اکثر وبیشتر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظاہر ہوتے لیکن کبھی کبھار اجنبی اور غیر معروف انسان کی شکل میں بھی خدمت اقدس میں حاضر

ہوتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا شکل انسانی میں ظاہر ہونے کا مقصد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تعلیم دینا تھا۔ اگرچہ وہ مسائل اور باتیں صحابہ کو یاد ہوتی تھیں مگر پھر بھی یاددہانی کے لیے بحکم الٰہی حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ اقدس میں حاضر ہوجاتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا عام انسان کی وسعت وطاقت میں نہیں اس لیے وہ شکل انسانی میں ظاہر ہوتے تھے۔

(ج): مجلس میں شخص واحد کو سلام کرنے کا شرعی حکم:

اگر کوئی شخص کسی مجلس میں حاضر ہوکر سلام کرتا ہے تو سب پر جواب دینا واجب ہے۔ اگر کسی نے مجلس میں آ کر صیغہ واحد بولا یعنی کسی السلام علیک کہا اور کسی کا نام لے کر سلام کیا تو صرف اسی شخص پر جواب دینا واجب ہے دوسرے پر نہیں جیسا کہ حدیث مذکورہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر سلام کیا اور کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

پانچواں پرچہ: مؤطین

القسم الاول: موطا امام مالک

سوال نمبر1: "سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن العقیقة فقال "لا احب العقوق"۔

(الف): ترجمہ وتشریح کریں اور بتائیں کہ بچے یا بچی کا عقیقہ ایک جیسا ہے یا مختلف؟

(ب): عقیقہ تو سنت ہے پھر "لا احب العقوق" کا کیا مطلب؟

(ج): عقیقہ کس دن کیا جائے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کیا گیا اور کس نے کیا؟

جواب: (الف) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں عقوق یعنی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا۔"

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور مبارک تھا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو جاتے۔ اسی طرح جب عقیقہ کے متعلق پوچھنے کی ضرورت ہوئی تو وہ آپ کی بارگاہ میں آئے اور عقیقہ کے متعلق سوال کیا۔ جس کے متعلق آپ نے جواب ارشاد فرمایا: عقوق مجھے پسند نہیں ہے۔

بچے اور بچی کا عقیقہ:

لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ جانور مناسب ہے اگر لڑکے کی طرف سے ایک بکرا یا بکری ذبح کر دی تو بھی سنت ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ بھی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری ذبح کی تھی۔

(ب) لا احب العقوق کا مفہوم:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عقیقہ "سنت" ہے اور یہ جائز ہے۔ اس ارشاد نبوی: "لا احب العقوق" کا مطلب یہ ہے کہ لفظ عقیقہ کا مادہ "عقوق" تسلیم کیا جائے جس کا مطلب ہے لاتعلق کر دینا' بے دخل کر دینا' قطع کر دینا وغیرہ تو یہ درست نہیں ہے۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ سے اظہار ناپسندیدگی نہیں کیا بلکہ تعلقات منقطع کرنے' عاق کرنے اور بے دخل کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ اس مفہوم سے معلوم ہوا کہ اس فقرہ کا سنت عقیقہ اور جواز عقیقہ سے تعارض وتخالف نہیں ہے۔

(ج): عقیقے کا وقت:

عقیقہ کے لیے ساتواں دن اولیٰ ہے اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکا تو جب چاہے کر لے' سنت ادا ہو جائے گی۔

عقیقۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم:

جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چچا ابوطالب نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا تھا۔

سوال نمبر2: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰی عَنِ الْغِیْلَةِ حَتّٰی ذُکِرْتُ اَنَّ الرُّوْمَ وَفَارِسَ یَصْنَعُوْنَ ذٰلِکَ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ شَیْئًا۔

(الف): اعراب لگائیں اور تشریح کرتے وقت غیلہ کا معنی لکھیں؟

(ب): حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع فرمانے کا ارادہ کیوں فرمایا؟ کیا اب غیلہ جائز ہے؟

جواب: (الف): تشریح الحدیث:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیلہ کا مطلب ہے کہ "دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا۔"

مذکورہ حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کرنے کا ارادہ ترک فرما دیا۔ ویسے اس میں مردوں پر اذیت جیسی صورت نظر آ رہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بصیرت سے یہ جان لیا کہ غیلہ سے ممانعت کی صورت میں مردوں پر دشواری ہوگی کیونکہ بچہ سال بھر بھی دودھ پیے تو اتنا صبر کرنا مرد کے لیے مشقت کا باعث ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنے ارادہ سے رجوع فرمایا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی امت پر عظیم شفقت ومہربانی ہے۔

(ب): ممانعت کی وجہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع فرمانے کا ارادہ اس لیے فرمایا کہ آپ نے خیال کیا کہ شاید مرد کا ایام دودھ میں مجامعت کرنے سے بچوں کی صحت پر اثر پڑنے کا باعث بن جائے کیونکہ بچوں کو خوراک کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ تو بچوں کی صحت کے پیش نظر آپ نے یہ ارادہ فرمایا لیکن جب فارس واہل روم کی اولاد کو دیکھا کہ صحت مند وتوانا ہیں حالانکہ وہ لوگ غیلہ کرتے ہیں۔ تو آپ نے اپنا ارادہ ملتوی فرما دیا۔

اب غلیہ کی صورتحال:

جب سرکار دوعالم مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع نہیں فرمایا تو یہ کیسے منع ہو سکتا ہے؟ لہٰذا جائز ہے۔ ویسے بھی جب ممانعت کی وجہ یعنی اولاد کو نقصان وغیرہ نظر نہ آئے تو عدم جواز بعید از عقل ہے۔

سوال نمبر 3: قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی من الرجال والنساء اذا احصن اذا قامت البینۃ او کان الحبل او لاعتراف۔

(الف): ترجمہ وتشریح کرتے وقت بتائیں کہ رجم کا ثبوت قرآن میں کہاں ہے؟

(ب): ثبوت زنا کے لیے شرائط لکھیں اور عورت کو رجم کرنے کا شرعی طریقہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رجم کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ ہر اس شخص پر جو مردوں اور عورتوں میں کوئی زنا کرے جبکہ وہ محصن ہو اور دلیل قائم ہو جائے یا حمل واضح ہو جائے یا پھر وہ اعتراف کر لے۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں رجم کرنے کی شرائط بیان کی گئی ہیں اور یہ بتایا گیا کہ رجم کس کو کہا جائے گا۔

اگر کوئی مرد یا عورت زنا کرتی ہے پھر دیکھیں گے وہ شادی شدہ ہے یا نہیں۔ اگر شادی شدہ ہے تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو کوڑے لگائے جائیں گے لیکن رجم کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں: وہ یہ کہ یا تو زانی (مرد یا عورت) خود اقرار زنا کرے یا اس پر دلیل قائم ہو جائے یا پھر حمل کی علامات کا ظہور ہو جائے۔

ثبوت الرجم من القرآن: اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”رجم کا ثبوت قرآن میں موجود نہیں ہے مگر حق ہے اس کا انکار کفر ہے۔ جس طرح کہ نماز کی رکعات اور زکوٰۃ کی مقدار قرآن میں موجود نہیں مگر دونوں حق ہیں اور ان کا انکار کفر ہے۔“

آیت رجم کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر اس کا حکم باقی ہے جیسا کہ اصول تفسیر کی کتب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ بے شمار احادیث مبارکہ میں رجم کا ثبوت ملتا ہے۔ جس طرح کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم رجم کیا گیا۔

(ب): شرائط کا بیان:

حاکم کے نزدیک زنا اس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں صرف لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں یعنی یہ کہیں کہ اس نے زنا کیا۔ اگر وطی یا جماع کا لفظ کہیں گے تو زنا ثابت نہیں ہوگا۔ یا پھر زانی بذات خود چار بار زنا کا اقرار کرے۔ یا پھر غیر شادی شدہ کو حمل ظاہر ہو جائے یا بیوہ کا حمل ظاہر ہو جائے یا خاوند والی ہے مگر اس کا خاوند لاپتہ ہے۔ ان

شرائط کے بغیر زنا ثابت نہیں ہوگا۔

رجم کرنے کا شرعی طریقہ:

رجم کی صورت یہ ہے کہ اسے میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر ماریں کہ وہ مرجائے اور رجم کے لیے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں۔ جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اب دوسرے لوگ ماریں۔ اگر رجم کرتے وقت کوئی شخص یہ ارادہ کرے کہ میں ایسا ماروں گا کہ مرجائے' حرج نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گڑھا کھود لیا جائے۔

القسم الثانی: موطا امام محمد

سوال نمبر 4: امام محمد اور مؤطا امام محمد پر کم از کم 20 سطری مضمون لکھیں؟

جواب: حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ:

نام: محمد: والد کا نام: حسن: کنیت: ابوعبداللہ۔ نسبت: نسبت کے لحاظ سے شیبانی کہلاتے ہیں۔ پورا نام یوں ہے: ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی۔ تاریخ پیدائش: آپ نے 132ھ عراق کے مشہور قصبہ "واسط" میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: اوائل عمر میں ہی آپ اسلامی تعلیمات کی طرف مائل ہوگئے تھے چنانچہ آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور ان سے علم فقہ حاصل کیا۔ امام صاحب کی وفات کے بعد فقہ کی تکمیل امام ابو یوسف سے کی۔ پھر مدینہ منورہ جا کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی کتاب مؤطا پڑھی۔

کتاب اللہ میں مہارت: آپ کو قرآن میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ جس کی گواہی تلامذۂ امام شافعی دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ جب وہ بات کرے گویا کہ قرآن اس کی زبان پر اترا ہے۔

فقہ میں کمال: قرآن وحدیث کی طرح امام محمد کو فقہ میں بھی کمال دسترس حاصل تھی۔ بلکہ فقہ حنفی کے ناشر ہونے کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے حلال وحرام' علل اور ناسخ ومنسوخ کے بارے میں امام محمد سے بڑھ کر علم

رکھنے والا کسی کو نہ دیکھا۔

فصاحت و بلاغت: آپ کی گفتگو میں فصاحت اور بلاغت کا عنصر غالب تھا۔ جس کے سبب حاضرین لطف اندوز ہوتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر میں چاہوں تو محمد بن حسن کی فصاحت کے باعث کہہ سکتا ہوں کہ قرآن ان کی زبان پر اترا۔"

اساتذہ: آپ کے اساتذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆......امام اعظم ابوحنیفہ

☆......اسماعیل بن ابی خالد احمسی

☆......سفیان بن سعید تعدی

☆......مسعر بن کدام

☆......مالک بن مغول

☆......قیس بن ربیع

☆......مالک بن انس

☆......عمر بن ذر

☆......عبداللہ بن قطان

☆......بدر بن عثمان

☆......ابو یوسف قاضی علیہم الرحمۃ۔

وصال: 189ھ میں دنیا کو اپنے علم وفضل سے روشن کرنے والا آفتاب اپنی آب و تاب کے ساتھ غروب ہوگیا۔

مؤطا امام محمد: آپ کی بے شمار تصانیف میں ایک "مؤطا" ہے جو کہ علم حدیث کی مشہور کتاب ہے۔

اصل میں مؤطا امام مالک کی مرتب کردہ کتاب ہے کہ انہوں نے مرتب کر کے علماء

کے سامنے پیش کی جسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ کافی تعداد میں مؤطا کو امام مالک سے نقل کیا جن کے نسخوں کی تعداد 16 ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی نسخے ہیں۔

فی زمانہ جو نسخہ ہمارے سامنے موجود ہے وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دور کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا نقل کردہ ہے اور ایک نسخہ وہ ہے جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

مؤطا امام محمد کو مؤطا امام مالک پر کئی وجوہ سے فضیلت واہمیت حاصل ہے۔ وہ اس طرح کہ مؤطا امام محمد کو نقل کرنے والے امام محمد ہی ہیں جو علم حدیث وفقہ کے اعتبار سے دوسرے تمام ناقلین سے فائق ہیں۔ پھر امام محمد میں نے دوسرے ناقلین کی طرح غلطیاں بھی نہیں کیں۔ امام محمد تین سال تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسب فیض کرتے رہے جبکہ دوسرے ناقل میں یہ بات نہیں ہے۔

سوال نمبر 5: عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه قال رأیت علیًا رفع یدیه فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوٰة المکتوبة لم یرفعهما فیما سوی ذالك .

نماز میں رفع یدین نہ کرنے پر دلائل دیں نیز رفع یدین والی احادیث کا جواب دیں؟

جواب: احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین جائز نہیں جبکہ بعض فقہاء کرام کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین جائز ہے۔

احادیث مبارکہ ایسی بھی مروی ہیں جو رفع یدین کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی احادیث بھی ہیں جو ترک رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں۔ سوال میں ترک رفع یدین پر دلائل طلب کیے گئے ہیں اس لیے ہم ترک رفع یدین کے حوالے سے روایات پیش کرتے ہیں جن سے احناف کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے:

☆...... حضرت امام ابو داؤ اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں وہ نماز نہ

پڑھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی؛ پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی بار یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

☆...... دار قطنی اور ابن عدی کی روایت انہیں سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر نماز شروع کرتے وقت۔

☆...... مسلم واحمد رحمہما اللہ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی دمیں؛ نماز میں سکون کیساتھ رہو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں جو رفع یدین کی ممانعت پر دال ہیں۔

باقی رہیں وہ احادیث جو ثبوت رفع یدین پر دال ہیں تو ان کا جواب یہ ہے کہ وہ اگر صحیح ہوں تو ابتداء اسلام پر محمول ہیں؛ جیسا کر صاحب ہدایہ نے تصریح فرمائی ہے۔

سوال نمبر 6: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّهٗ قَالَ لَا تَبْکُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِهٖ .

(الف): اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): میت پر رونا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیوں فرمایا؟

(ج): رونا رونے والے کا فعل ہے اس کی وجہ سے میت کو عذاب کیوں ہوتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: تم اپنے مردوں پر بکاء نہ کرو کیونکہ میت کو اہل خانہ کے بکاء کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

(ب): بکاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومنع ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان تطبیق:

جو بکاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ بغیر آواز اور واویلا وبین کرنے کے

ہے اور جس رونے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منع فرمار ہے ہیں وہ آواز کے ساتھ، واویلا و بین کرنا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا ہے۔ لہٰذا ان دونوں میروایات ں کوئی تضاد نہیں ہے۔ شریعت ایسے رونے سے منع کرتی ہے جو آواز کے ساتھ ہو۔

(ج): رونا عذاب کا باعث ہے:

بے شک رونا رونے والے کا فعل ہے۔ مگر زندوں کا رونا میت کے لیے عذاب کا باعث اس وقت بنے گا جب میت نے اہل خانہ کو رونے کی وصیت کی ہو۔ اگر میت نے رونے کی وصیت نہیں کی تو پھر رونا باعث عذاب نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر 1: صحیح لذاتہ، شاذ، متواتر، مضطرب، غریب، معلق، اطراف، متعلق، مستخرج، حاکم اور حافظ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

جواب: صحیح لذاتہ، شاذ، متواتر اور مضطرب:

کی تعریف حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

معلق: سقوط اگر اول سند سے ہے تو اس حدیث کو معلق کہتے ہیں۔

معلل: وہ حدیث ہے جس کی اسناد میں علل اور ایسے اسباب غامضہ خفیہ ہوں جو صحت حدیث میں قادح ہوں جیسے حدیث مرسل کو متصل یا متصل کو مرسل روایت کرنا۔

اطراف: جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیے جائیں جیسے اطراف المزی۔

مستخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لیے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے۔

حافظ: وہ محدث ہے جس کو ایک لاکھ حدیث مع سند و متن اور ان کے راویوں کے احوال جرحاً و تعدیلاً یاد ہوں۔

سوال نمبر 2: (الف) صحاح ستہ کے مکمل نام لکھیں؟

(ب): مصنفین صحاح ستہ کے اسماء مع کنیتیں لکھیں؟

(ج): صحیح بخاری و مسلم میں موازنہ کریں کہ ارجح کون ہے؟

جواب: (الف): کتب صحاح ستہ کے نام:

1- صحیح بخاری۔
2- صحیح مسلم۔
3- جامع ترمذی۔
4- سنن ابوداؤد۔
5- سنن نسائی۔
6- سنن ابن ماجہ۔

(ب): مصنفین کے اسماءِ گرامی:

1- ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔
2- ابوالحسن امام مسلم بن الحجاج القشیری۔
3- امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔
4- حافظ ابوداؤد سلیمان بن اشعث۔
5- امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب۔
6- حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید۔

(ج)- صحیحین میں ارجح:

صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہونے کی وجوہات:

ائمہ حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخا[ری]
تمام کتب حدیث سے زیادہ ہے جس کی چند وجوہ درج ذیل ہیں:
1- حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طبقہ
روایات کا انتخاب رکھتے ہیں جبکہ امام مسلم ا[...]
ہیں۔

2- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ 403 شیوخ سے روایات لیتے ہیں۔ جن میں سے 80 کو ضعیف قرار دیا گیا جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ جن شیوخ سے روایات نقل کرتے ہیں ان کی تعداد چھ سو بیس ہے جن میں 120 کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

3- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جن شیوخ سے روایات اخذ کرتے ہیں ان سے براہ راست ملاقات کو لازمی قرار دیتے ہیں جبکہ امام مسلم اخذ روایات میں راوی و مروی عنہ کی ملاقات کو لازمی قرار نہیں دیتے بلکہ ہمعصر ہونا کافی خیال کرتے ہیں۔

4- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ بہت کم روایات حاصل کی ہیں جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ روایات حاصل کی ہیں۔

ان مذکورہ وجوہات کی بناء پر صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے۔

سوال نمبر 3: (الف): امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی اور آپ کی کنیت کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب): امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی تھے دلیل سے ثابت کریں؟

(ج): امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام اور شرح معانی الآثار کی خصوصیات لکھیں؟

جوابات: (الف): امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

''اسم گرامی: حضرت نعمان بن ثابت'' ابوحنیفہ کنیت رکھنے کی وجہ: امام صاحب کی کنیت ابوحنیفہ اس وجہ سے نہیں کہ آپ کی حنیفہ نامی کوئی بیٹی تھی بلکہ اس وجہ سے ہے کہ حنیفہ کا مطلب ہے صاحب ملت حنفیہ یعنی باطل دین کو چھوڑ کر حق کی طرف آنے والے۔ اس وجہ سے آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔

آپ کے تابعی ہونے پر دلیل: اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور ان سے ملاقات بھی۔ کیونکہ آپ کی ولادت 80 ہجری کو ہوئی جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات 80ھ سے کافی عرصہ بعد ہوئی۔ تابعی بھی اسی شخص کو کہتے ہیں جس نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو چاہے ایک بار کی ہو۔ لہٰذا آپ تابعی ہیں۔

بعض علماء مثلاً علامہ ابن حجر ہیثمی نے ثابت کیا ہے کہ آپ نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی بھی زیارت کی ہے اور اس بات کی تصدیق علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

اسی طرح ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے ان دو صحابہ کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ کا انتقال امام صاحب کی ولادت کے بعد ہوا اور آپ کی ملاقات ان سے کئی طریقوں سے ثابت ہے۔

(ج): حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی مع کنیت یوں ہے: الامام الحافظ ابو جعفر احمد بن سلامہ الطحاوی الحنفی۔

خصوصیات شرح معانی الآثار: شرح معانی الآثار کو کتب حدیث میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے اور یہ فن حدیث کی عظیم اور معتبر کتاب ہے۔

اس کتاب میں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف احادیث جمع فرمائیں بلکہ اس تصنیف سے اصل مقصد مسلک احناف کی تائید کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کسی بھی شرعی مسئلہ میں قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں انہوں نے مذہب حنفی پر عقلی دلائل بھی دیے ہیں، جن سے مخالفین کے نقطۂ نظر کی تضعیف واضح ہو جاتی ہے اور متعدد مقامات پر احادیث مبارکہ پر فنی حیثیت سے بھی کلام کرتے نظر آتے ہیں اور مخالفین کی پیش کردہ روایات پر فن اسماء رجال کے اعتبار سے جرح کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن سے صحاح ستہ کی کتب بھی خالی نظر آتی ہیں۔

سوال نمبر 4: (الف): جامع ترمذی کا صحاح ستہ میں مقام ودرجہ بیان کریں؟

(ب): سنن ابن ماجہ کی خصوصیات لکھیں؟

(ج): امام محمد بن حسن الشیبانی کا مختصر تعارف لکھیں اور ان کی کسی چار کتابوں کے نام لکھیں؟

جواب: (الف): جامع ترمذی کا مقام ودرجہ:

جامع ترمذی کو احادیث کی کتابوں میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ صحت احادیث و قوت سند کے لحاظ سے جامع ترمذی کا مرتبہ نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے۔

درجہ کے اعتبار سے صحاح کی کتابوں میں پانچویں درجہ میں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ترمذی طبقہ رابعہ سے اصالۃً حدیث نقل کرتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد رحمہما اللہ اصالۃً روایت نہیں کرتے صرف اس طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں امام ترمذی ضعفاء ومجہولین کے پانچویں طبقہ سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے بالکل روایت قبول نہیں کرتے۔ لیکن حسن ترتیب اور حدیث وفقہ کے متعدد علوم کے شمول اور افادیت کے لحاظ سے جامع ترمذی کو سنن نسائی اور سنن ابوداؤد پر تقدیم حاصل ہے۔

(ب): خصوصیت سنن ابن ماجہ:

کتب حدیث میں سنن ابن ماجہ عوام وخواص میں بہت ہی شہرت کی حامل ہے۔ اور کتب حدیث میں امتیازی اہمیت کی شان رکھتی ہے کیونکہ اس کا شاندار اسلوب اور روایت کا حسن انتخاب اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ ابواب کی فقہی رعایت سے ترتیب احادیث سے مسائل کے واضح استنباط اور تراجم ابواب کی احادیث سے بغیر کسی الجھن کے مطابقت نے بھی سنن ابن ماجہ کے حسن میں اضافہ کر دیا ہے۔

سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ کی آخری کتاب شمار کیا گیا ہے، بعد از شمولیت ہر دور میں اس کی افادیت وشہرت کا ستارہ چمکتا رہا۔ اگرچہ کچھ کتب صحت وقوت کے اعتبار سے سنن ابن ماجہ پر فوقیت رکھتی ہیں مگر اس کے باوجود جو شہرت سنن ابن ماجہ کو حاصل ہوئی ان کو نہ ہوئی اور حواشی وشروح کے لحاظ سے بھی سنن ابن ماجہ پر زیادہ کام ہوا بخلاف دوسری کتب کے۔

(ج) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات:

نام: محمد، والد کا نام: حسن، کنیت: عبداللہ، نسبت: نسبت کے لحاظ سے شیبانی کہلاتے

ہیں۔ تاریخ پیدائش: 132ھ کو عراق کے شہر "واسط" میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی حالات زندگی: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی تعلم کے ساتھ بہت شغف تھا چنانچہ آپ نے تحصیل فقہ کے لیے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شاگردی اختیار کی اور امام اعظم چونکہ حاکم منصور کی جبریت کا شکار ہو کر قید وبند کے صعوبتیں برداشت کر رہے تھے۔ اس لیے آپ نے جیل میں ہی ان سے تحصیل فقہ کی۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے تکمیل فقہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور حدیث کی کتاب "مؤطاء" پڑھنے کے لیے آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے درس حدیث لیا۔

ذوق علمی کا میدان ہو یا فصاحت و بلاغت کا اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں آپ کو ممتاز حیثیت سے نوازا تھا۔ کتاب اللہ سے مسائل کے استنباط میں آپ کو کمال درجہ کا ملکہ حاصل تھا۔ تمام زندگی اپنے علم کی روشنی سے عالم اسلام کو روشن کرتے رہے۔ بالآخر 189ھ کو علم کی روشنی بکھیرنے والا یہ آفتاب اس دنیا فانی سے غروب ہو گیا۔

آپ کی تصنیف کردہ کتب میں سے پانچ کے نام درج ذیل ہیں:

1- کتاب المؤطا۔

2- الجامع الکبیر۔

...امع الصغیر۔

4- السیر الکبیر۔

5- السیر الصغیر۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية والاسلامية

"السنة الأولیٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الأولیٰ: العقائد والکلام﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... عقائد نسفی

سوال نمبر 1: (۱) اشیاء کی حقیقتوں کے ثابت ہونے کے بارے میں اختلاف کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(۲) حواس کا مفرد ذکر کریں نیز بتائیں کہ حواس خمسہ کون کون سے ہیں ان میں سے کسی دو کی تشریح کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) ذات باری تعالیٰ کی کوئی آٹھ صفات بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) قرآن کی تعریف قلمبند کریں نیز قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے بارے میں اپنا مذہب سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) عذاب قبر کے ثبوت پر قرآن وحدیث۔ ایک ایک دلیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) ایمان کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ کیا ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... الحق المبین

سوال نمبر 4: علماء اہل سنت پر تکفیر کے الزامات کا جواب تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 5: افضلیت و اصالت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 6: اہل سنت اور اہل دیوبند کے مذہب کے مابین موازنہ (فرق) بیان کریں؟ (۲۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت

2016ء

﴿پہلا پرچہ: عقائد وکلام﴾

القسم الاوّل...... عقائد نسفی

سوال نمبر 1: (ا) اشیاء کی حقیقتوں کے ثابت ہونے کے بارے میں اختلاف کی وضاحت کریں؟

(۲) حواس کا مفرد ذکر کریں نیز بتائیں کہ حواس خمسہ کون کون سے ہیں ان میں سے کسی دو کی تشریح کریں؟

جواب: (ا) حقائق اشیاء کے ثابت ہونے میں اختلاف اور اسکی وضاحت:

جس چیز کے بغیر کسی چیز کا تصور حاصل نہ ہو، وہ اس کی حقیقت ہے مثلاً انسان کی حقیقت ہے: حیوان ناطق۔ وہ چیز جس کے بغیر اس کا تصور حاصل ہو جائے، انہیں اس کے عوارض کہا جاتا ہے مثلاً انسان کے لیے: ضاحک اور کاتب۔ چونکہ ان امور کے علاوہ بھی انسان کا تصور حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حقائق ثابت ہیں، اس لیے جس چیز کی حقیقت ثابت نہ ہو وہ ثابت بھی نہیں ہو سکتی۔ ان حقائق کا علم بھی ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ حقائق اشیاء ثابت ہیں مگر سوفسطائیہ (فرقہ) اس کا انکار کرتا ہے۔ اس (فرقہ) کے خیالات اور افکار وہم وشبہ پر مشتمل ہیں۔

(۲) حواس کا مفرد اور حواس خمسہ:

حواس، حس کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے محسوس کرنا۔ حواس پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) سمع (سننے کی قوت) (۲) بصر (دیکھنے کی قوت (۳) شم (سونگھنے کی قوت) (۴) ذوق (چکھنے کی قوت) (۵) لمس (چھونے کی طاقت)

حواس خمسہ میں سے دو کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱- سمع: سننے کی طاقت مثلاً کان، کیونکہ صرف اس کے ساتھ سنا جاتا ہے۔

۲- بصر: دیکھنے کی قوت مثلاً آنکھ، کیونکہ صرف اس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) ذات باری تعالیٰ کی کوئی آٹھ صفات بیان کریں؟

(۲) قرآن کی تعریف قلمبند کریں نیز قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے بارے میں اپنا مذہب سپردِ قلم کریں؟

جواب: (۱) ذات باری تعالیٰ کی صفات:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قرآن کی تعریف:

وہ کلام الٰہی ہے، جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ اس کا نزول تقریباً تیئس سالوں میں مکمل ہوا۔ اس میں تیس پارے، ایک سو چودہ سورتیں اور چودہ سجدے ہیں۔ اس کی پہلی سورت سورہ فاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے۔

قرآن غیر مخلوق ہے: قرآن کلام الٰہی ہے، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) کلام لفظی: قرآن کے الفاظ، جن کے ساتھ معانی و مفاہیم اور مضامین ادا کیے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ چونکہ ہمارے لکھے ہوئے ہوتے ہیں، یہ مخلوق ہیں۔

(۲) کلام نفسی: یہ وہ مضامین و احکام ہیں جو الفاظ کے ذریعے بیان کیے جاتے ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ غیر مخلوق ہے۔ یاد رہے ذات باری تعالیٰ کی طرح اس کی صفات بھی ازلی ہیں۔ لہٰذا یہ کلام الٰہی اس کی صفت اور غیر مخلوق ہے۔

سوال نمبر 3: (۱) عذاب قبر کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل سپردِ قلم کریں؟

(۲) ایمان کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ کیا ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) عذاب قبر پر قرآن وسنت سے ایک ایک دلیل:

عذاب قبر برحق ہے لیکن اس کی کیفیت مختلف ہوگی، کافر کے لیے نہایت شدید اور مسلمان کے لیے نامہ اعمال کے مطابق یعنی نیک کے لیے معمولی اور فاسق و نافرمان کے لیے قدرے سخت۔ قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل درج ذیل ہے:

۱- ارشاد ربانی ہے: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ (الاعراف: ۸) قیامت کے دن وزن حق ہے۔

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه (الحدیث) "تم پیشاب سے بچو، کیونکہ عذاب قبر عموماً اسی وجہ سے ہوتا ہے۔"

(۲) ایمان کی تعریف اور اس کے کم یا زیادہ ہونے کا مسئلہ:

لفظ 'ایمان کا لغوی معنی تصدیق کرنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں اسلامی عقائد و نظریات کو دل سے تسلیم کرنے کا نام ہے۔ زبان سے تصدیق کرنا قلبی تصدیق کا اظہار ہوتا ہے، ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں۔

ایمان ایک خاص کیفیت کا نام ہے، اس میں کمی و اضافہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اعمال کے کم و بیش ہونے کی وجہ سے ایمان کے کم وزیادہ ہونے کا تصور کیا جاتا ہے، جو درست نہیں۔ اعمال کی کثرت دیکھ کر کسی شخص کو زیادہ ایماندار اور قلیل اعمال دیکھ کر اسے کم ایمان والا کہنا ہے، جو حقیقت کے خلاف ہے۔

القسم الثانی ...... الحق المبین

اہل سنت پر تکفیر کے الزامات کا جواب تحریر کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 5: افضلیت واصالت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: افضلیت واصالتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات اور افضل المرسلین علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے فیض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا، جو کائنات کی تخلیق کا باعث بنا۔ رب کائنات نے اس بارے میں ارشاد فرمایا: قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب۔'' اس آیت میں نور سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

عالم ارواح میں رب کائنات نے تمام انبیاء کی ارواح کو جمع فرمایا اوران سے عہد و پیمان لیا کہ اے گروہ انبیاء! تمہارے دنیا میں جانے کے بعد تمہارے زمانہ میں میرے آخری پیغمبر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو ان پر ایمان لانا اوران کی معاونت کرنا تمہارے لیے ضروری ہوگا۔ کیا تم لوگ اس بارے میں مجھ سے اقرار و وعدہ کرتے ہو؟ سب نے عرض کیا: ہاں، ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی معاونت بھی کریں گے۔

تخلیق کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں رہنے لگے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خصوصی ہدایت یہ کی گئی تھی کہ تم جنت کی ہر چیز سے استفادہ کرسکتے ہو لیکن اس درخت کے قریب تک نہ جانا۔ ان سے خطاء اجتہادی ہوئی، مذکورہ درخت کا پھل کھالیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں جنت سے زمین پر اتار دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی اجتہادی خطا کا احساس ہوا اور پریشان ہوگئے۔ آنسو بہانا شروع کردیے اور زاروقطار روتے رہے۔ ساڑھے تین سو سال کا زمانہ بیت گیا۔ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے توبہ قبول کرنے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: اے آدم! تم اس ذات کو

کیسے جانتے ہو؟ عرض کیا: جب میری تخلیق مکمل ہوئی اور مجھ میں روح پھونکی گئی تو میں نے عرش اعظم پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس ذات کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے، اللہ کی بارگاہ میں اس کا بہت مقام ہوگا۔ حکم ہوا: اے آدم! بات اسی طرح ہی ہے۔ اگر اس ذات کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تاہم آپ کی خطاء اجتہادی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے معاف کردی گئی۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ میں اپنی قوم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، کمالات اور صفات بیان کرتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ گر ہوئے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کئی کرامات وصفات کا ظہور ہوا۔

معراج کے موقع پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے مسجد اقصیٰ میں آپ کا استقبال کیا اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

یہ تمام واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصالت، سید المرسلین اور افضل واعلیٰ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

سوال نمبر 6: اہل سنت اور اہل دیوبند کے مذہب کے مابین موازنہ (فرق) بیان کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف

تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية و الاسلامية

"السنة الأولیٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الثانية: الميراث﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام:۱۰۰

آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:(۱) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟(۱۵)

(۲) اس علم کو علم الفرائض کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اس کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں؟(۱۵)

سوال نمبر 2:(۱) موانع ارث تفصیلاً تحریر کریں؟(۱۵)

(۲) استحقاق وراثت میں تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے عصبات کی تفصیل سپرد قلم کریں؟(۱۵)

سوال نمبر 3:(۱) ذوی الارحام کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟۱۵

(۲) تصحیح کی تعریف کریں نیز تصحیح کے کوئی دو طریقے تحریر کریں؟(۱۵)

سوال نمبر 4:(۱) باپ کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟۱۵

(۲) حقیقی بہنوں کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ (صرف چار اجزاء کا حل مطلوب ہے)۴۰=۱۰×۴

(۱) میت

خاوند　　ماں　　حقیقی بھائی

(۲) میت

خاوند　　والد　　والدہ

(۳) میت

۲ علاتی بہنیں　　چچا

(۴) میت

بیوہ　　بیٹی　　حقیقی بہن

(۵) میت

زوجہ　　بیٹی

(۶) میت

حقیقی بہن　　ماں　　بیٹا

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: المیراث﴾

سوال نمبر 1: (الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟

(ب) اس علم کو علم الفرائض کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اس کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: (الف) علم الفرائض کی تعریف:

وہ علم ہے جس سے میت کے ورثاء کا شرع کی طرف سے مقرر کردہ حصہ معلوم ہو۔ خواہ وہ حصہ بطور فرض ہو یا عصبہ یا بطور رد۔

موضوع: ترکہ اور میت

غرض: ترکہ میت، میت کے ورثاء میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم کرنے کی قدرت حاصل کرنا ہے۔

(ب) اس کو علم الفرائض کہنے کی وجہ:

فرائض فریضہ کی جمع ہے جس کے لغوی معانی کئی ہیں: ☆اندازہ کرنا ☆کاٹنا ☆بغیر عوض کوئی چیز دینا ☆اتارنا ☆بیان کرنا ☆حلال کرنا۔ چونکہ یہ علم ان تمام معانی پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے اس کو علم الفرائض کہتے ہیں۔

فضیلت: اس علم کی فضیلت میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا الفرائض وعلموها فانها نصف

العلم۔"

یعنی تم علم فرائض سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ، کیونکہ یہ آدھا علم ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) موانع ارث تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) استحقاق وراثت میں تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے عصبات کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) موانع ارث: جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں؟

(ب) عصبات کی تفصیل

اولاً عصبات کی دو قسمیں ہیں:

۱-عصبہ نسبی۔ ۲-عصبہ سببی جیسے: مولیٰ عتاقہ۔

عصبہ نسبی کے ہوتے ہوئے سببی کو کچھ نہیں ملے گا۔

پھر عصبات نسبیہ کی تین اقسام ہیں:

۱-عصبہ بنفسہ ۲-عصبہ بغیرہ۔ ۳-عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ سے مراد ہر وہ مذکر ہے کہ جب ہم اس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں عورت کا واسطہ نہ آئے۔ یہ چار قسم کے ہوتے ہیں:

۱-میت کی جز یعنی بیٹے اگرچہ نیچے تک۔ ۲-میت کا اصل یعنی باپ، دادا اوپر تک
۳-میت کے باپ کی جز یعنی بھائی۔ ۴-میت کے دادا کی جز یعنی چچا۔

جس کو زیادہ قرابت حاصل ہوگی وہ کم قرابت والے کو محروم کردے گا۔

عصبہ بغیرہ: یعنی جو غیر کی وجہ سے عصبہ بنے وہ چار عورتیں ہیں؛ جن کا حصہ قرآن پاک میں نصف، ثلثان مقرر ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں۔

عصبہ مع غیرہ جو غیر کے ساتھ مل کر عصبہ بنے۔ یہ ہر وہ عورت ہے، جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہے جیسے: بہن، بیٹی کے ساتھ۔

سوال نمبر3: (الف) ذوی الارحام کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
(ب) تصحیح کی تعریف کریں نیز تصحیح کے کوئی دو طریقے تحریر کریں؟

جواب: (الف) ذوی الارحام کی اقسام:

ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں:

۱- جو میت کی طرف منسوب ہوں اور وہ بیٹیوں کی اولاد یعنی نواسیاں اور بیٹوں کی اولاد ہے۔

۲- جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے۔ وہ اجداد فاسدہ ہیں جو ذوی الفروض میں ساقط ہو گئے جیسے: نانا، اس کا باپ اوپر تک۔ اوپر تک کی وہ جدات فاسدہ جو ذوی الفروض میں ساقط ہو گئیں جیسے: نانی، اس کی ماں، اس کی ماں، اوپر تک۔

۳- وہ رشتہ جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہو جیسے: بہنوں کی اولاد۔ نیچے اسی طرح بھائیوں کی بیٹیاں خواہ جیسی بھی ہوں۔

۴- وہ رشتہ دار جو میت کے دو دادا (دادا، نانا) اور دو دادیاں (دادی، نانی) کی طرف منسوب ہوں جیسے: پھوپھیاں اور چچے بھی اسم قسم میں داخل ہیں، کیونکہ میت کے باپ کے بھائی ہوتے ہیں۔

(ب) تصحیح کی تعریف

ایسا چھوٹا عدد حاصل کرنا کہ جس سے ہر وارث کا حصہ بلا کسر صحیح طور پر نکل آئے۔

دو طریقے: ☆ اگر حصے ہر فریق پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہوں بغیر کسر کے تو پھر کسی ضرب کی ضرورت نہیں جیسے: والدین، دو بیٹیاں۔

☆ اگر کسر ایک گروہ پر آ رہی ہو لیکن ان کے حصوں اور رؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو جس فریق پر کسر واقع ہو رہی ہے اس رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اگر وہ عائلہ نہ ہو۔ مسئلہ عولی ہو تو عدل میں ضرب دیں گے جیسے: والدین، دس بیٹیاں۔ عدل کی مثال زوج اور والدین، چھ بیٹیاں۔

سوال نمبر4: (الف) باپ کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟
(ب) حقیقی بہنوں کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟

جواب: (الف) باپ کی حالتیں:

باپ کی حالتیں تین ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- سدس: جب میت کی اولاد ہو۔

۲- سدس مع العصبہ: جب میت کی اولاد مؤنث ہو۔

۳- محض عصبہ: جب اولاد میت نہ ہو۔

(ب) حقیقی بہنوں کے حالات:

حقیقی بہنوں کے حالات پانچ ہیں:

۱- نصف: جب ایک ہو۔

۲- دو ثلث: جب دو یا دو سے زیادہ ہوں۔

۳- حقیقی بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ۔

۴- بیٹوں یا پوتیوں کے ساتھ مل کر عصبہ۔

۵- سقوط: جب میت کے بیٹے یا پوتے اگرچہ نیچے تک ہوں۔

سوال نمبر5: درج ذیل ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ (صرف چار اجزاء کا حل مطلوب ہے)

(۱) میت

	خاوند	ماں	حقیقی بھائی
جواب: حل:	1/2	1/3 مابقی	عصبہ

(۲) میت

	خاوند	والد	والدہ
جواب: حل:	1/2	1/6 مع العصبہ	1/2 مابقی

(۳) میت

۲ علاتی بہنیں	چچا
جواب: حل: 2/3	عصبہ

(۴) میت

بیوہ	بیٹی	حقیقی بہن
جواب: حل: 1/8	½	عصبہ مع البنت

(۵) میت

زوجہ	بیٹی
جواب: حل: 1/8	½

(۶) میت

حقیقی بہن	ماں	بیٹا
جواب: حل: ساقط	1/6	عصبہ

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأھل السنة باکستان

شھادة العالمیة فی العلوم العربیة والاسلامیة

"السنة الأولٰی" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الثالثة: الفقه﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: لاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین عدولا کانا أو غیر عدول او محدودین فی القذف

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ قید کا فائدہ تحریر کریں؟ (۲۰)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام مالک اور باقی ائمہ کا اختلاف ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: ولایجوز اجبار البکر البالغة علی النکاح خلافا للشافعی له الاعتبار بالصغیرة وھذا لأنھا جاھلة بامر النکاح لعدم التجربة ولھذا یقبض الاب صداقھا بغیر امرھا

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) باکرہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دینا کیسا ہے؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: الکفاءة فی النکاح معتبرة قال علیه الصلوٰة والسلام: "ألا

یزوج النساء الا الأولیاء ولایزوجن الا من الاکفاء"

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور کفاءۃ کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۱۰)

(۲) وہ کون سے امور ہیں؛ جن میں احناف کے نزدیک کفاءۃ معتبر ہے؟ (۲۰)

سوال نمبر 4: (۱) مہر مثلی، خلوت صحیحہ اور نکاح فاسد کی تشریح کریں؟ (۱۵)

(۲) طلاق احسن، طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریف کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت

2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: لاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین عدولا کانا او غیر عدول او محدودین فی القذف

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ قید کا فائدہ تحریر کریں؟

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام مالک اور باقی ائمہ کا اختلاف ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ:

ایسے دو گواہ جو عاقل، بالغ، مسلمان، دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، وہ عادل ہوں یا غیر عادل یا ان پر حد قذف جاری کی گئی ہو، کی موجودگی کے بغیر مسلمانوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

خط کشیدہ قید کا فائدہ: انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی کے ضمن میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''نکاح المسلمین'' کے الفاظ لا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان صفات کے حامل گواہوں کی موجودگی مسلمانوں کے نکاح کے لیے ضروری ہے اور غیر مسلموں کے نکاح کے لیے شرط نہیں ہے۔

(۲) مذکورہ بالا مسئلہ میں جمہور فقہاء اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان

اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اصل مسئلہ وہی ہے، جو بیان ہوا ہے یعنی مسلمان کے نکاح کے لیے مذکورہ صفات کے حامل گواہوں کی موجودگی شرط ہے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر نکاح خواہ مسلمان کا ہو یا غیر مسلمان کا، کے لیے مذکورہ صفات کے حامل دو گواہوں کا ہونا شرط ہے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

سوال نمبر2: ولا یجوز اجبار البکر البالغة علی النکاح خلافا للشافعی له الاعتبار بالصغیرة وهذا لأنها جاهلة بامر النکاح لعدم التجربة ولهذا یقبض الاب صداقها بغیر امرها

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(۲) باکرہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دینا کیسا ہے؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں۔

جواب (۱) ترجمہ

غیر شادی شدہ بالغہ لڑکی کو نکاح کے لیے مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس میں اختلاف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اس کا حکم صغیرہ (نابالغ) لڑکی کا ہے۔ اس لیے کہ عدم تجربہ کی وجہ سے وہ نکاح کے معاملہ میں ناواقف ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا باپ اس کا حق مہر وصول کر سکتا ہے۔

تشریح: جو لڑکی عاقلہ بالغہ غیر شادی شدہ ہو، وہ اپنے نفس کے حوالے سے خود مختار ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے نکاح کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم نابالغہ غیر شادی شدہ کو شادی کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ یہ احناف کا مؤقف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک غیر شادی شدہ عاقلہ بالغہ لڑکی اور غیر شادی شدہ نابالغہ لڑکی دونوں کا حکم یکساں ہے، یعنی دونوں کو شادی کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے، کیونکہ نکاح کے معاملہ میں عدم تجربہ کے سبب دونوں کا ایک حکم ہے۔

(۲) باکرہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح کے مسئلہ میں اختلاف آئمہ:

باکرہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کرنے سے منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا بلکہ نکاح فاسد ہوگا، کیونکہ عاقلہ بالغہ عورت اپنا نکاح کرنے میں خود مختار ہوتی ہے اور اس کی اجازت ضروری ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، کیونکہ نابالغہ غیر شادی شدہ لڑکی اور عاقلہ بالغہ لڑکی دونوں کا حکم یکساں ہے۔ علاوہ ازیں وہ نکاح کے معاملات میں ناواقف ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کا حق مہر اس کی اجازت کے بغیر اس کا باپ بھی وصول کر سکتا ہے۔

سوال نمبر3: الکفاءة فی النکاح معتبرة قال علیه الصلوٰة والسلام: "ألا یزوج النساء الا الأولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء"

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور کفاءۃ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(۲) وہ کون سے امور ہیں، جن میں احناف کے نزدیک کفاءۃ معتبر ہے؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت:

نکاح میں کفاءت معتبر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے نکاح صرف (ان کے) اولیاء کریں اور عورتیں کفاء (کفو) کا اعتبار کرتی ہوئی نکاح کریں۔

کفاءت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ: لفظ: کفاءت کا لغوی معنیٰ ہے: ہم پلہ ہونا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: نکاح کے معاملہ میں عورت اور مرد کا ہم پلہ ہونا۔

(۲) احناف کے نزدیک جن امور میں کفاءت معتبر ہے؟

نکاح کے معاملہ میں زوجین کے مابین احناف کے نزدیک متعدد امور میں کفاءۃ معتبر ہے، جو درج ذیل ہیں:

(۱) حسب ونسب (۲) دین ومذہب (۳) تنگ دستی وخوشحالی (۴) پیشہ وخاندان۔

سوال نمبر 4: (۱) مہر مثلی، خلوت صحیحہ اور نکاح فاسد کی تشریح کریں؟

(۲) طلاق احسن، طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) ۱- مہر مثلی: وہ مہر ہے جو کسی عورت کی بہنوں، پھوپھیوں اور اس کی چچازاد بہنوں کا ہو۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس خاتون کو اس کے خاندان کی عورتوں کی مثل مہر ملے گا جس میں کمی واضافہ نہیں ہوگا۔

۲- خلوت صحیحہ: شوہر کو اپنی بیوی سے جماع کرنے کا موقع میسر آنا، خلوت صحیحہ کہلاتا ہے۔

۳- نکاح فاسد: نکاح فاسد کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) گواہوں کے بغیر نکاح کرنا۔

(۲) زوجہ کو طلاق بائنہ کے بعد اس کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کرنا۔

(۳) چوتھی بیوی کی عدت کے دوران پانچویں خاتون سے نکاح کرنا۔

(ب): جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية والاسلامية

"السنة الأولى" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الرابعة: لمسند الامام الاعظم، ولآثار السنن﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... لمسند امام اعظم

سوال نمبر 1: عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه وینصرانه قیل فمن مات صغیرا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الله اعلم بما کانوا عاملین۔

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہودی اور نصرانی کسے کہتے ہیں؟ ۱۰

(۲) کفار کی نابالغ اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا کافر اور دوزخی ہیں یا مؤمن اور جنتی؟ اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: عن انس بن مالك قال قلنا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم لمن تشفع یوم القیامة قال لأهل الكبائر واهل العظام واهل الدماء

(۱) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ اهل الکبائر اور اهل العظام سے کیا مراد ہے؟ کوئی دو احتمال تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) کافر اور مخلد فی النار کے لیے شفاعت ہوگی یا نہیں؟ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جواب دیں؟ (۱۵)

سوال نمبر3: عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) مذکورہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے یا مردوں عورتوں سب کے لیے؟ نیز بتائیں کہ کون سا علم فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... لآثار السنن

سوال نمبر4: عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) نماز میں فاتحہ کی قرأت فرض ہے یا واجب؟ اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر5: عن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ کان یصلی بھم فیکبر کلما خفض ورفع فاذا انصرف قال انی لاشبھکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی بحث تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) رکوع وسجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر واجب ہے یا سنت یا مشروع؟ اس بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر6: عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔

(۱) مذکورہ حدیث پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی فضیلت وترغیب پر ایک مضمون قلمبند کریں؟ (۱۵)

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿پرچہ چہارم: مسندِ امام اعظم وآثار السنن﴾

القسم الاول...... لمسند امام اعظم

سوال نمبر1: عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ قیل فمن مات صغیرا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اللہ اعلم بما کانوا عاملین۔

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہودی اور نصرانی کسے کہتے ہیں؟

(۲) کفار کی نابالغ اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا کافر اور دوزخی ہیں یا مؤمن اور جنتی؟ اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی بنا لیتے ہیں یا نصرانی بنا لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! جو بچے بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔

یہودی ونصرانی سے مراد: یہودی سے مراد وہ شخص ہے، جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا پیروکار ہو۔ نصرانی سے مراد وہ آدمی ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیروکار ہو۔

(۲) کفار و مشرکین کے نابالغ بچوں کے بارے میں اقوال:

کفار و مشرکین کے فوت ہونے والے نابالغ بچے جہنم میں جائیں گے یا جنت میں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے پانچ اقوال ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- وہ بچے جنت میں جائیں گے، کیونکہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے شرک وغیرہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

۲- اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے۔

۳- علم الٰہی کے مطابق جو بچے بڑے ہو کر اعمال صالحہ کرنے والے تھے، وہ جنت میں جائیں گے اور جو شرک و کفر کے مرتکب ہونے والے تھے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔

۴- وہ جنت میں نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جنت کا کوئی عمل نہیں کیا۔ وہ دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل دوزخ کا بھی کوئی عمل نہیں کیا۔ تاہم وہ مقام "اعراف" میں ہوں گے جو جنت و دوزخ کے درمیان ہے۔

مشرکین کے بچوں کے بارے میں مذاہب آئمہ:

کفار و مشرکین کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر موقوف ہے' کیونکہ ہم انہیں نہ جنتی قرار دے سکتے ہیں اور نہ جہنمی۔ فقہائے مالکیہ کا نظریہ ہے کہ کفار و مشرکین کے بچے والدین کے تابع ہو کر دوزخ میں جائیں گے اور مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے تابع ہو کر جنت میں جائیں گے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان بچوں کے معاملہ میں توقف و سکوت بہتر ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو جواب دیا اس میں دونوں پہلو یکساں ہیں یعنی نہ تو کسی پہلو کی تصریح ہے اور نہ ترجیح۔ لہٰذا توقف اختیار کرنا بہتر ہوگا۔

سوال نمبر 2: عن انس بن مالك قال قلنا يا رسول الله صلى الله عليه

وسلم لمن تشفع یوم القیامة قال لأهل الكبائر واهل العظام واهل الدماء

(ا) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ اهل الكبائر اور اهل العظام سے کیا مراد ہے؟ کوئی دو احتمال تحریر کریں؟

(۲) کافر اور مخلد فی النار کے لیے شفاعت ہوگی یا نہیں؟ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (ا) ترجمہ حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کس کی شفاعت کریں گے؟

آپ نے جواب میں فرمایا: اہل کبائر، اہل عظام اور اہل دم کی۔

اہل کبائر اور اہل عظام سے مراد: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل الکبائر اور اہل العظام میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً بعض محدثین کے نزدیک اہل الکبائر اور اہل العظام میں کوئی فرق نہیں یعنی دونوں ایک ہی ہیں، اس صورت میں اہل العظام کو اہل الکبائر کی تفسیر قرار دیا جائے گا۔ ثانیاً اہل الکبائر سے مراد حقوق اللہ کو پامال کرنے والے اور اہل العظام سے مراد حقوق العباد کے مجرم ہیں۔ ثالثاً تعمیم بعد تخصیص ہے۔ وہ اس طرح کہ اہل الکبائر سے مراد صرف کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگ ہیں جبکہ اہل العظام سے مراد کبیرہ اور صغیرہ دونوں کے مرتکب لوگ۔ رابعاً تخصیص بعد التعمیم ہے یعنی اہل الکبائر سے مراد کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگ ہوں جبکہ اہل العظام سے مراد مخصوص کبیرہ گناہوں کے مرتکب جن میں نافرمانی کے علاوہ بے حیائی بھی شامل ہو مثلاً ترک نماز اور زنا کاری وغیرہ۔

۲- کفار و مخلد فی النار کی شفاعت کا مسئلہ:

ہر مسلمان خواہ نیکوکار ہو یا بدکار، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت مفید و نافع ثابت ہوگی۔ اس کے برعکس کفار و اہل جہنم کی شفاعت نہیں ہوگی۔ قرآن و حدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ آخرت میں اجر و

ثواب کے مستحق اہل اسلام ہوں گے اور دائمی عذاب وعقاب اور شفاعت سے محروم کفار و مشرکین ہوں گے۔

سوال نمبر 3: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) مذکورہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے یا مردوں عورتوں سب کے لیے؟ نیز بتائیں کہ کون سا علم فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) اعراب وترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۲- جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

القسم الثانی ...... لآثار السنن

سوال نمبر 4: عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(۲) نماز میں فاتحہ کی قرأت فرض ہے یا واجب؟ اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سورہ فاتحہ کی قرأت نہ کی تو اس کی نماز نہیں ہے۔

تشریح: حدیث ہذا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی

قرأت فرض ہے اور اس کی قرأت کے بغیر نماز درست نہیں ہے۔ یہ حدیث امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی دلیل ہے، کیونکہ ان کے نزدیک نماز کی ہر رکعت میں قرأت فاتحہ فرض ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورہ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔

۲- سورہ فاتحہ کی قرأت میں مذاہب آئمہ:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی آدمی سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے' کیونکہ حدیث نے صراحت کے ساتھ ایسے آدمی کی نماز کی نفی کی ہے جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں: یہاں نفی کمال مراد ہے یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ادا تو ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ (کیونکہ سجدہ سہو کے ساتھ ہوگی) اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (73المزمل:20) (یعنی قرآن میں سے جو پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو) اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورۃ یا آیتیں پڑھنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک اعرابی کو نماز کے سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی تھی: فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ معک مِنَ الْقُرْاٰنِ (یعنی تمہارے لیے قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو) بہر حال احناف کے مذہب کے مطابق نماز میں جس فرض کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی قرآن کی ایک آیت یا تین آیتوں کا پڑھنا ہے خواہ سورہ فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورۃ اور سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز ناقص ادا ہوتی ہے۔

سوال نمبر 5: عن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ کان یصلی بھم فیکبر کلما خفض ورفع فاذا انصرف قال انی

لاشبهكم صلوة برسول الله صلى الله عليه وسلم

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی بحث تحریر کریں؟

(۲) رکوع وسجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر واجب ہے یا سنت یا مشروع؟ اس بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں نماز پڑھائی تھی تو نیچے جاتے اور اوپر اٹھتے وقت تکبیر کہی تھی۔ (نماز سے) فارغ ہو کر انہوں نے فرمایا: میں نماز کے لحاظ سے تم سے زیادہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ ہوں۔

لَاَشْبَهُكُمْ کی صرفی بحث: لام برائے تاکید ہے۔ اشبہ فعل ثلاثی مجرد سے واحد مذکر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اسم تفضیل کے استعمال کے چار طریقے ہیں: (۱) اضافت کے ساتھ (۲) مِنْ کے ساتھ (۳) فِیْ کے ساتھ (۴) الف لام کے ساتھ۔ یہاں پہلی صورت یعنی اضافت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

(۲) رکوع وسجدہ جاتے اور ان سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنے کی شرعی حیثیت:

دوران نماز رکوع وسجدہ جاتے وقت اور ان سے سر اٹھاتے وقت احناف کے نزدیک تکبیر کہنا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ زیر بحث حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے۔

سوال نمبر 6: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ.

(۱) مذکورہ حدیث پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی فضیلت وترغیب پر ایک مضمون قلمبند کریں؟

جواب: (۱) عبارت حدیث پر اعراب اور ترجمہ

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے روضہ اطہر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت (قیامت کے دن) واجب ہوگئی۔

(۲) روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فضیلت وترغیب:

زمین وآسمان کے ہر مقام حتیٰ کہ کعبہ مبارکہ سے بھی افضل واعلیٰ وہ مقام ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے سفر کرنا تمام سفروں سے افضل ہے، کیونکہ ایمان کا تقاضا ہے کہ امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اپنے گناہ بخشوائے۔ قرآن کریم میں صراحتاً موجود ہے کہ اے مسلمانو! جب تم اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کر لو تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ آپ کے وصال کے بعد آج تک جاری وساری ہے۔

علاوہ ازیں کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن سے ثابت ہے کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باعث شفاعت وبخشش ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ جس شخص نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت کرنا واجب ہوگئی۔

۲۔ جس شخص نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

۳- بارگاہ رسالت میں ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت حاضر ہوتے ہیں، جو شام تک حاضر رہتے ہیں اور آپ کی خدمت میں درود وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ستر ہزار فرشتے شام کے وقت حاضر ہوتے ہیں جو صبح تک آپ کے حضور درود وسلام پیش کرتے رہتے ہیں۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک زمین کا حصہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية و الاسلامية

"السنة الأولیٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الخامسة: للمؤطین﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... لمؤطا الامام مالك

سوال نمبر 1: عن زيد بن اسلم عن رجل من بنی ضمرة عن ابيه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال لا احب العقوق وكانه كره الاسم وقال من ولد له ولد فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) عقیقہ میں کیسا جانور ذبح کیا جائے؟ نیز بتائیں کہ لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں کیا فرق ہے؟ ۱۵

سوال نمبر 2: عن عبدالله بن عمر كان يقول لارضاعة الا لمن ارضع فی الصغر ولا رضاعة لكبير

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) اکثر مدت رضاعت کے بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: مالك عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف على نفسه بالزنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهد على نفسه اربع مرات فامربه رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) حد کا لغوی و شرعی معنی بیان کریں نیز بتائیں کہ اقرار کے لیے مجلس کا مختلف ہونا شرط ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... لمؤطا الامام محمد

سوال نمبر 4: عن ابن عمر انه كان اذا رعف رجع فتوضا ولم يتكلم ثم رجع فبنى على ماصلى

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ نکسیر کے علاوہ اور کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ ۱۵

(۲) وضو کی سنتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: عن ابن عمر انه قال ما صلى على عمر الا فى المسجد

(۱) ترجمہ کریں اور مسجد میں نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں فقہاء کرام کا اختلاف قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: ان ابن عمر كان يبعث بزكوة الفطر الى الذى تجمع عنده قبل الفطر بيومين او ثلثة

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا نہ کیا جائے تو ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) صدقہ فطر فرض ہے یا واجب؟ فقہاء کا اختلاف بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سالِ اول) برائے طالبات بابت

2016ء

﴿پرچہ پنجم: مؤطین﴾

القسم الاوّل...... لمؤطا الامام مالك

سوال نمبر 1: عن زيد بن اسلم عن رجل من بنى ضمرة عن ابيه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال لا احب العقوق وكانه كره الاسم وقال من ولد له ولد فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(۲) عقیقہ میں کیسا جانور ذبح کیا جائے؟ نیز بتائیں کہ لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: عن عبدالله بن عمر كان يقول لا رضاعة الا لمن ارضع فى الصغر ولا رضاعة لكبير

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں؟

(۲) اکثر مدت رضاعت کے بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بچپن میں شیر خوارگی (رضاعت) کا اعتبار ہوگا اور بڑا ہو جانے پر رضاعت کا

اعتبار نہیں ہوگا۔

(۲) کثرت مدت رضاعت کے بارے میں مذاہب آئمہ:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر3: مالك عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف على نفسه بالزنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهد على نفسه اربع مرات فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(۲) حد کا لغوی وشرعی معنیٰ بیان کریں نیز بتائیں کہ اقرار کے لیے مجلس کا مختلف ہونا شرط ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص نے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ارتکاب زنا کا اعتراف کیا اور چار بار اس نے اپنی ذات کے بارے میں گواہی دی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

(۲) لفظ حد کا لغوی وشرعی معانی:

لفظ حد کا لغوی معنیٰ ہے: کسی چیز کا آخری حصہ یا انتہا۔ اس کا شرعی معنیٰ ہے: جرم کی وہ سزا جو قرآن وحدیث میں مقرر کی گئی ہے۔

اقرار زنا کے لیے مجلس کی حیثیت: جب کوئی شخص ارتکاب زنا کر لیتا ہے، پھر اس میں خوف خدا پیدا ہو گیا اور وہ اپنے نفس کے خلاف اقرار جرم کرتا ہے تو اقرار کے لیے مجلس واحد ہونا شرط ہے جبکہ مختلف مجالس میں کیے گئے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حد صرف ایک مجلس میں اقرار کی صورت میں نافذ کی جائے گی۔

القسم الثانی...... لمؤطا الامام محمد

سوال نمبر4: عن ابن عمر انه كان اذا رعف رجع فتوضا ولم يتكلم ثم رجع فبنى على ماصلى

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ نکسیر کے علاوہ اور کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(۲) وضو کی سنتیں تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان کی نکسیر پھوٹتی تو وہ نماز سے پھر جاتے، وضو کرتے اور گفتگو نہ کرتے۔ پھر اپنی جگہ میں آ کر اپنی پڑھی ہوئی نماز پر بنا کرتے تھے۔

نواقض وضو: درج ذیل صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے:

۱- سبیلین سے کسی چیز کا برآمد ہونا (۲) ریح یعنی مرد وعورت کے پچھلے مقام سے ہوا کا خروج (۳) جسم کے کسی حصہ سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا (۴) منہ بھر قئے کرنا (۵) کروٹ پر یا چت لیٹنے کے دوران نیند کا غلبہ ہونا (۶) مرض وغیرہ کی وجہ سے بے ہوش ہونا (۷) مجنون یعنی دیوانہ ہو جانا (۸) رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

(۲) وضو کی سنتیں

وضو کی مشہور سنتیں سولہ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین چلو سے تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا (۷) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا، (۱۲) پورے سر کا ایک بار

مسح کرنا (۱۳) کانوں کا مسح کرنا (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا کہ پہلے منہ اور پھر ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا (۱۶) اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے دوسرا دھونے لگ جائے۔

سوال نمبر5:عن ابن عمر انه قال ما صلی علی عمر الا فی المسجد

(۱) ترجمہ کریں اور مسجد میں نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں فقہاء کرام کا اختلاف قلمبند کریں؟

(۲) غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی۔

مسجد میں نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ فقہ:

کیا مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ وممنوع ہے۔آپ کی دلیل وہ روایات ہیں' جن میں صراحت ہے کہ مدینہ طیبہ میں جنازگاہ مسجد نبوی کے کچھ فاصلے پر بنائی گئی تھی، جس میں میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے، انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی گئی تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس روایت ودلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت عذر (بارش) پر محمول ہے۔

(۲) غائبانہ نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ:

کیا غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔انہوں نے نجاشی (شاہ حبشہ) کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ ان کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔آپ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے، جن سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔آپ کی طرف سے نجاشی کی نماز جنازہ والی روایت کا جواب یوں دیا ہے:

۱-یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

۲-نجاشی کی میت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی، تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھادی۔

سوال نمبر6:ان ابن عمر کان یبعث بزکوۃ الفطر الی الذی تجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثة

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا نہ کیا جائے تو ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

(۲) صدقہ فطر فرض ہے یا واجب؟ فقہاء کا اختلاف بیان کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدالفطر کے دو یا تین دن قبل جس عامل کے پاس صدقہ فطر جمع کیا جاتا تھا، کے پاس صدقہ فطر بھیج دیا کرتے تھے۔

ایسے صدقہ فطر کا حکم جو نماز عیدالفطر سے قبل ادا نہ کیا جائے: صدقہ فطر ماہ رمضان کے روزوں کی تکمیل کے شکرانہ کے طور پر ادا کیا جاتا ہے، جس کا سبب عیدالفطر کی صبح صادق کا

وقت ہے۔ افضل یہ ہے کہ صدقہ فطر عید الفطر کا دن آنے سے قبل ادا کر دیا جائے یا نماز عید الفطر ادا کرنے سے قبل ادا کیا جائے۔ اگر کسی نے نماز عید الفطر سے قبل صدقہ فطر ادا نہ کیا، تو وہ اس کے ذمہ باقی رہے گا اور بعد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ صدقہ فطر کے وجوب کے لیے عید الفطر کی صبح صادق کے وقت صاحب نصاب ہونا شرط ہے۔ صدقہ فطر کے احکام و مسائل اور مصارف وغیرہ زکوٰۃ والے ہیں۔ تاہم اس کے لیے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

(۲) صدقہ فطر کے واجب یا فرض ہونے میں مذاہب آئمہ فقہ:

کیا صدقہ فطر واجب ہے یا فرض؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ یہ ہر اس مسلمان، عاقل، بالغ اور صاحب نصاب پر لازم ہوتا ہے، جو عید الفطر کے دن کا وقت صبح صادق پا لیتا ہے۔ اس کے ادا نہ کرنے والا گناہگار ہے اور انکار کرنے والا گمراہ و بے دین ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے۔ اس کے جملہ احکام و مسائل اور مصارف و ممنوعات زکوٰۃ والے ہیں۔ اس کی عدم ادائیگی سے انسان سخت گناہگار اور انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية و الاسلامية

"السنة الأولىٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة السادسة: لأصول الحديث﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے میں احادیث مبارکہ لکھی جاتی تھیں۔ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۲۰)

(۲) علم حدیث کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعریف اور موضوع سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف تحریر کریں؟ ۳۰

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع (۴) متصل (۵) مدرج (۶) ضعیف (۷) غریب

سوال نمبر 3: (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن پر ایک نوٹ قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث اور فقہ کے موضوع پر لکھی گئی کوئی پانچ کتب کے نام لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی تھے، ان کے حنفی مسلک اختیار کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم کا مکمل نام لکھیں دونوں کتابوں میں موازنہ کر کے ان میں سے ارجح کی نشاندہی کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: (ا) امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا ہے آپ ان میں سے درج ذیل کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

فلان ذاهب الحديث، هذا حديث غريب، هذا حديث حسن

(۲) سنن ابی داؤد کی کوئی پانچ خصوصیات تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿چھٹا پرچہ: اصول حدیث﴾

سوال نمبر ۱: (ا) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے میں احادیث مبارکہ لکھی جاتی تھیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔

(۲) علم حدیث کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعریف اور موضوع سپرد قلم کریں؟

جواب: (ا) دور رسالت وصحابہ میں تحریر وتدوین احادیث:

بلاشبہ دور رسالت اور صحابہ میں احادیث مبارکہ کا جہاں دور کیا جاتا تھا اور زبانی یاد کی جاتی تھیں وہاں ان کو لکھنے کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث مبارکہ لکھنے کا ذکر یوں کرتے ہیں:

صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ محفوظ نہیں تھیں سوائے حضرت عبداللہ بن عمرو کے، کیونکہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (صحیح بخاری جلد:اص:۲۲)

۲- عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث کے بارے میں بحث ہوئی، تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور ہمیں احادیث مبارکہ کی

کتابیں دکھائیں اور فرمایا: یہ حدیث بایں الفاظ میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری ج:۱ص:۲۱۷)

۳۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ املاء کرایا کرتے تھے، جب تلامذہ میں اضافہ ہوگیا تو وہ اپنے گھر سے ایک رجسٹر لائے اور وہ ان کے سامنے رکھ دیا اور یوں کہا: یہ وہ احادیث مبارکہ ہیں جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی تھیں۔ یہ میں آپ لوگوں پر پیش کر چکا ہوں۔

۴۔فتح مکہ کے موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر مگر جامع خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ابوشاہ نامی ایک شخص بہت متاثر ہوا اور اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: اکتب لی یا رسول اللہ! یارسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اکتبوا لابی فلان۔ تم اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔ (صحیح بخاری، جلد:۱ص:۲۲)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ دور رسالت اور صحابہ میں نہ صرف صحابہ کرام احادیث مبارکہ لکھتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں احاطہ تحریر میں لانے کا حکم بھی دے رکھا تھا۔

(۲) علم حدیث کی اقسام، تعریف اور موضوع:

علم حدیث کی دو اقسام ہیں:

۱۔علم حدیث روایۃ: وہ علم ہے جس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔ اس کا موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔

۲۔علم حدیث درایۃ: یہ وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بصورت رد یا قبول معلوم ہوں۔ اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔

سوال نمبر2: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف تحریر کریں؟

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع (۴) متصل (۵) مدرج (۶) ضعیف (۷) غریب

جواب: مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا تذکرہ ہو۔

موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل: وہ حدیث ہے، جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہوا ہو۔

مدرج: وہ حدیث ہے، جس کے متن میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

ضعیف: وہ حدیث ہے، جو صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

غریب: وہ حدیث ہے، جس کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

سوال نمبر3: (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن پر ایک نوٹ قلمبند کریں؟

(۲) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث اور فقہ کے موضوع پر لکھی گئی کوئی پانچ کتب کے نام لکھیں؟

جواب: (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن

۲۱۲ھ کا سال اہل اسلام، فقہاء اور آئمہ دین کے لیے صبر آزما اور امتحان کا سال تھا۔ اس سال کی خرافات اور فتنوں میں سے ایک عباسی خلیفہ مامون رشید کی طرف سے فتنہ "خلق قرآن" تھا۔ اس نے بغداد میں موجود اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم معتزلی کے نام ایک تحریری پیغام ارسال کیا کہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ اس ارشاد میں رب

کائنات نے قرآن کو مجعول قرار دیا، جس کا مطلب ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔ تم یہ عقیدہ علماء، فضلاء اور فقہاء میں بیان کرو۔ جو شخص قدم قرآن کا عقیدہ نہ رکھے، اس کا نام میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ عقیدہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیان ہوا تو آپ نے نہ صرف اس کا انکار کیا بلکہ اس کی مخالفت بھی کی۔ چنانچہ قاضی اسحاق بن ابراہیم نے آپ کا نام مامون رشید کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ یہ نام ان کے پاس پہنچنے پر انہوں نے آپ کو قید کرنے پھر تائب نہ ہونے کی صورت میں آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو قید کیا گیا پھر حسب حکم خلیفہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔

(۲): جواب: جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2015ء ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: (۱) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداء شافعی تھے، ان کے حنفی مسلک اختیار کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟

(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم کا مکمل نام لکھیں دونوں کتابوں میں موازنہ کر کے ان میں سے ارجح کی نشاندہی کریں۔

جواب: (۱) حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تبدیلی مسلک کی وجہ:

ابوجعفر حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی المسلک تھے۔ پھر وہ اپنا مسلک تبدیل کر کے حنفی المسلک ہو گئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے شافعی مسلک کو خیر باد کہہ کر حنفی مسلک کیوں اختیار کیا؟ اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن ایک اہم ترین وجہ یہ ہے کہ آپ ایک دن اپنے استاذ گرامی سے تعلیم حاصل کر رہے تھے، اسی اثناء میں یہ مسئلہ سامنے آیا کہ اگر عورت فوت ہو جائے جبکہ اس کے پیٹ میں زندہ بچہ موجود ہو، تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نہیں نکالا جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کا پیٹ چاک کر کے اس کا زندہ بچہ نکالا جائے گا۔ یہ مسئلہ پڑھ کر آپ نے تبدیلی مسلک کا فیصلہ کر لیا کہ جو مسلک مجھ جیسے آدمی کا محافظ نہیں ہے تو میں اسے کیسے قبول کر سکتا ہوں؟ دراصل آپ کی والدہ ماجدہ کا جب

انتقال ہوا تو آپ والدہ کے پیٹ میں تھے۔ فقہ حنفی کے مطابق پیٹ چاک کر کے آپ کو نکالا گیا تھا۔

(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم کے اصل نام:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور زمانہ تصنیف صحیح بخاری کا اصل نام ہے: الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ صحیح مسلم کا نام ہے: الجامع الصحیح للمسلم۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم کا موازنہ اور صحیح بخاری کا ارجح ہونا: صحیح بخاری کی احادیث، صحیح مسلم کی احادیث سے زیادہ قوی ہیں، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ طبقہ ثانیہ "قلیل الملازمہ مع الشیخ" سے روایات کا انتخاب کرتے ہیں جبکہ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ طبقہ ثانیہ استیعاب فرماتے ہیں۔

۲- جن لوگوں سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرنے میں منفرد دکھائی دیتے ہیں، ان کی تعداد چار سو تیس ہے اور ان میں سے صرف اسی (۸۰) کو ضعیف قرار دیا گیا ہے جبکہ اس کے برعکس امام مسلم جن راویوں میں منفرد ہیں، ان کی تعداد چھ سو بیس ہے جبکہ ان میں سے ایک سو ساٹھ ضعیف شمار کیے جاتے ہیں۔

۳- صحیح بخاری کے جن راویوں کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو امام بخاری کے اساتذہ بھی ہیں، ان کے احوال سے خوب واقف تھے اور ان کے بارے میں پرکھنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس کے برعکس صحیح مسلم میں جن راویوں کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو بالواسطہ ان کے اساتذہ تھے۔ دور کا رشتہ قائم ہونے کی وجہ سے ان کے بارے میں پرکھنا زیادہ آسان نہیں تھا۔

۴- حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسے رواۃ سے قلیل روایات حاصل کی ہیں اور اس کے برعکس امام مسلم نے ایسے لوگوں سے زیادہ روایات حاصل کی ہیں۔

سوال نمبر 5: (۱) امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا

ہے آپ ان میں سے درج ذیل کی وضاحت کریں؟

فلان ذاهب الحديث، هذا حديث غريب، هذا حديث حسن

(۴) سنن ابی داؤد کی کوئی پانچ خصوصیات تحریر کریں؟

جواب: (ا) اصطلاحات کی تعریفات:

ا – فلان ذاهب الحديث: یعنی اس شخص کو حدیث محفوظ نہیں رہتی۔

۲ – هذا حديث غريب: یہ ایسی حدیث ہے جس کی سند میں راوی اپنے شیخ سے اس کی روایت میں منفرد ہوتا ہے اگر چہ دوسرے طرق کے اعتبار سے وہ حدیث مشہور ہوتی۔

۳ – هذا حديث حسن: اس سے مراد وہ حدیث ہے، جو شاذ ہو، اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور وہ طرق متعددہ سے مروی ہو۔

(۲) سنن ابی داؤد کی خصوصیات:

صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱- حسن اسلوب اور حسن ترتیب کے لحاظ سے سنن ابی داؤد کتب صحاح ستہ میں منفرد کتاب ہے۔

۲- امام ابوداؤد اپنی تصنیف میں کسی بھی روایات کو درج کرنے کے لیے یہ شرط عائد کرتے ہیں کہ وہ احادیث مبارکہ متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ روایات ایسے راویوں سے منقول ہوں جن کے ترک پر اجماع نہ ہو۔

۳- امام ابوداؤد راویوں کے پہلے تین طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں جبکہ پانچویں طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

۴- اکثر طور پر ایک روایت کو تین سندوں سے بیان کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ اضافہ ہوا ہو۔

۵- سنن ابی داؤد میں چار احادیث ایسی ہیں جو مرد عاقل کے لیے اس کے دین میں کافی ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا – انما الاعمال بالنيات: بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۲ – من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه: کسی شخص کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔

۳ – لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه: کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

۴ – الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه: حلال اور حرام دونوں واضح ہیں اور ان کے درمیان مشتبہات ہیں۔ پس جو شخص مشتبہات سے بچتا ہے، تو وہ اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" لطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات، **الورقة الاولیٰ: العقائد والكلام**، مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں میں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... العقائد النسفیہ﴾

سوال نمبر۱: (الف) عقائد نسفی کے مصنف کا نام ونسب اور مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) خبر صادق کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اقسام تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر۲: (الف) ذات باری تعالیٰ ماہیت وکیفیت کی صفت کے ساتھ متصف ہے یا نہیں؟ اپنا مؤقف سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(ب) استطاعت مع الفعل سے کیا مراد ہے؟ اور یہ اسم کن چیزوں پر صادق آتا ہے؟ (۷+۸=۱۵)

سوال نمبر۳: (الف) کیا گناہ صغیرہ کے ارتکاب پر عذاب ہوسکتا ہے؟ اپنا مؤقف تفصیل کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) اولیاء اللہ کی کرامات کے بارے میں اپنا مؤقف بیان کریں نیز کوئی دو کرامات تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

﴿حصہ دوم...... الحق المبین﴾

سوال نمبر۴: (الف) رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم آیات قرآنیہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ الحق المبین کی روشنی میں جواب دیں۔ (۱۵)

سوال نمبر۵: (الف) کیا علماءِ دیوبند کی عباراتِ متنازعہ کو مفتیانِ دیوبند بھی کفریہ عبارات سمجھتے ہیں؟ اپنے مؤقف کے ثبوت میں دلیل پیش کریں؟ (۱۰)

(ب) اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا پہلے سے علم ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماءِ دیوبند اور علماءِ اہل سنت کا مذہب تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۶: (الف) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علماءِ دیوبند اور علماءِ اہل سنت کا مذہب تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) کیا انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی امت سے صرف علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں عملی امتیاز انہیں حاصل نہیں ہوتا؟ اس بارے علماءِ دیوبند کا موقف حوالہ کے ساتھ تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017

پہلا پرچہ: العقائد والکلام

﴿حصہ اول...... العقائد النسفیہ﴾

سوال نمبر ۱: (الف) عقائد نسفی کے مصنف کا نام ونسب اور مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟

(ب) خبر صادق کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اقسام تحریر کریں؟

جواب: (الف) نسب وولادت: العقائد کے مؤلف امام الھمام قدوۃ علماء الاسلام عمر بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن علی بن لقمان النسفی الماتریدی ہیں۔ آپ کی کنیت ''ابوحفص'' اور لقب ''نجم الدین'' ہے۔ آپ ۴۶۱ھ (موافق: ۱۰۶۹عیسوی) کو سمرقند کے قریب ''نسف'' نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ''نسف'' کو ''نخشب'' بھی کہا جاتا ہے۔

اساتذہ وتلامذہ: آپ نے کثیر شیوخ سے علم حاصل کیا۔ آپ نے خود اپنے شیوخ کی تعداد پانچ سو پچپن (۵۵۵) ذکر کی ہے۔ آپ سے علم حاصل کرنے والے بھی کثیر ہیں۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں محمد بن ابراہیم (التوربشتی)' صاحب ہدایہ (علی بن ابی بکر المرغینانی) اور آپ کے اپنے بیٹے (احمد بن عمر النسفی) شامل ہین۔

حالات: آپ زاہد ومتقی بزرگ تھے۔ آپ کی تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور عقائد میں کثیر تصانیف ہیں۔ آپ کی تصانیف ایک سو سے زائد ہیں۔ علماء تراجم نے آپ کو ''العلامۃ، المفسر، المحدث، الادیب، المفتی، الفاضل'' جیسے القابات سے ذکر کیا ہے۔

آپ کے عجائب میں سے علامہ زمخشری کے ساتھ آپ کا ایک مکالمہ ہے۔ آپ علامہ زمخشری کے دروازے پر گئے اور دروازے پر دستک دی تو علامہ زمخشری نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ فرمایا عمر۔ زمخشری نے کہا: اِنْصَرِفْ (تو واپس چلا جا) تو آپ نے جواب دیا: عمر لاینصرف۔ علامہ زمخشری نے کہا (اذا نکر صرف)

(ب) خبر صادق کی تعریف: خبر صادق وہ ہے جو واقعہ کے مطابق ہو کیونکہ خبر کلام ہے اور اس کی خارج کے ساتھ ایک نسبت ہے، اگر خارج اس نسبت کے مطابق ہو تو وہ صادق ہوگا۔

اسباب علم: مخلوق کے معتبر اسباب علم تین ہیں (۱) حواس سلیمہ (۲) خبر صادق (۳) عقل۔
مخلوق کے لیے اس سے بھی معتبر علم کے دو اسباب ہیں (۱) خبر متواتر (۲) خبر الرسول المؤید بالمعجزۃ۔
(خبر رسول کی معجزہ کے ساتھ تائید ہو)

(۱) خبر متواتر: وہ خبر ہے جو قوم کی زبانوں پہ صادق ہو اور وہ قوم بلحاظ تعداد اتنی ہو کہ عقلاً ان کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو۔

حکم: اس خبر سے بغیر شبہ کے علم حاصل ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے "علم ضروری" حاصل ہوتا ہے جیسے مکہ کے وجود کا علم۔

(۲) خبر رسول جو معجزہ سے مؤید ہو: اس سے "علم استدلالی" حاصل ہوتا ہے۔ علم استدلالی سے مراد وہ علم ہے جو نظر فی الدلیل سے ثابت ہو۔

حکم: جو علم خبر رسول سے حاصل ہوتا ہے یہ تیقن وثبات میں علم ضروری کے مشابہ ہے یعنی تشکیک وتشکک سے زوال کا احتمال نہیں رکھتا۔

سوال نمبر۲: (الف) ذات باری تعالیٰ ماہیت وکیفیت کی صفت کے ساتھ متصف ہے یا نہیں؟ اپنا مؤقف سپرد قلم کریں؟

(ب) استطاعت مع الفعل سے کیا مراد ہے؟ اور یہ اسم کن چیزوں پر صادق آتا ہے؟

جواب: (الف) کائنات کو وجود میں لانے والی ذات اللہ عزوجل ہے جو ایک ہے، قدیم ہے، زندہ ہے، قادر ہے، جاننے والا ہے، سننے، دیکھنے، چاہنے اور ارادہ کرنے والا ہے۔ نہ عرض، نہ جسم، نہ جوہر، نہ صورت، نہ اس کی کوئی حد ہے، نہ اس کا کوئی شمار ہے، نہ اس کا کوئی ٹکڑا ہے۔ نہ اس کی کوئی جزء ہے، نہ اس کی کوئی انتہا ہے، نہ وہ کسی ماہیت کے ساتھ متصف ہے، نہ وہ کسی کیفیت کے ساتھ متصف ہے، نہ وہ کسی مکان میں ہے، نہ اس پر زمانہ جاری ہے۔ کوئی بھی چیز اس کے مشابہ نہیں۔ اس کے علم وقدرت سے کوئی بھی چیز باہر نہیں یعنی ہر چیز کو جاننے والا ہے، اور ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(ب) معنی ومفہوم: "وھی حقیقۃ القدرۃ التی یکون بھا الفعل" استطاعت سے مراد وہ حقیقت قدرت ہے جس کی وجہ سے افعال اختیاریہ صادر ہوتے ہیں اور یہ (قدرت) فعل کی علت ہے۔
جمہور اشاعرہ کے مطابق یہ (قدرت) فعل کی علت نہیں بلکہ فعل کی ادائیگی کے لیے شرط ہے۔

الحاصل: استطاعت سے مراد وہ صفت (قدرت) ہے کہ اسباب وآلات کی سلامتی کے وقت فعل کے کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ اس قدرت کو پیدا فرما دیتا ہے۔ اگر برے فعل کا قصد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدرت پیدا فرما دیتا ہے اور اگر اچھے کام کی نیت کرے تو اس کی قدرت پیدا کر دیتا ہے۔

استطاعت سے مراد سلامتی آلات واسباب: معتزلہ اپنے قول پر دلیل دیتے ہیں کہ استطاعت قبل

الفعل ہے، کیونکہ تکلیف قبل الفعل ہے مثلاً کافر ایمان کا مکلّف ہے اور مسلمان دخول وقت کے بعد نماز کا مکلّف ہے۔ اگر ان کو پہلے سے قدرت واستطاعت نہ ہو تو یہ عاجز کو مکلّف بنانا ہے جو کہ باطل ہے۔

معتزلہ کے جواب میں کہا گیا ہے کہ لفظ استطاعت کا اطلاق سلامتی اسباب وآلات پر بھی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا '' اس ارشادگرامی میں استطاعت سے مراد سلامتی آلات واسباب ہے۔

بندہ کو جو مکلّف بنایا گیا ہے وہ اس معنی استطاعت کے لحاظ سے بنایا گیا ہے۔ اس لیے تکلیف کا دارومدار اسی استطاعت پر ہے جو کہ سلامتی آلات واسباب کے معنی پر ہے اور اگر استطاعت کا معنی ''حقیقی قدرت'' ہو جس سے فعل صادر ہوتا ہے' تو اس پر بندے کو تکلیف دینا صحیح نہیں ہے۔

استطاعت مع الفعل میں اختلاف: جمہور اشاعرہ کے نزدیک بندے میں فعل کی قدرت فعل سے پہلے نہیں ہوتی بلکہ بندہ جب کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ میں استطاعت پیدا کر دیتا ہے' کیونکہ ان کے نزدیک استطاعت ایک عرض ہے اور اعراض کے لیے بقا نہیں ہے۔ لہٰذا یہ فعل کے ساتھ ہوں گے فعل سے قبل نہیں ہوں گے۔

معتزلہ: معتزلہ کہتے ہیں کہ بندے میں فعل کی قدرت فعل کے کرنے سے قبل بھی تھی اور فعل کرنے کے وقت بھی ہوتی ہے۔

سوال: معتزلہ کی جانب سے اعتراض ہے کہ اگر بندے کو فعل سے قبل استطاعت حاصل نہ ہو تو یہ عاجز کو مکلّف بنانا ہے اور پھر برے کام کرنے والے کی مذمت کرنا درست نہیں ہے بلکہ وہ تو معذور ہے؟

جواب: گناہ گار اور تارکِ واجب، ذم وعقاب کا مستحق اس وجہ سے ہے کہ اس نے قدرت کو ضائع کیا اور شر وفساد کا ارادہ کیا۔ اسے چاہیے تھا کہ خیر کا ارادہ کرتا، اسی وجہ سے کافروں کی مذمت بیان ہوئی ہے اور وہ سننے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے۔

سوال نمبر۳: (الف) کیا گناہ صغیرہ کے ارتکاب پر عذاب ہوسکتا ہے؟ اپنا مؤقف تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔

(ب) اولیاء اللہ کی کرامات کے بارے میں اپنا مؤقف بیان کریں نیز کوئی دو کرامات تحریر کریں؟

جواب: (الف) گناہ صغیرہ کے عقاب کا مسئلہ: صغیرہ پر عقاب بھی جائز ہے خواہ اس کے مرتکب نے کبائر سے اجتناب کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ لقولہ تعالیٰ: "مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا" (الکہف:۴۹) کتاب میں اس کا لکھا جانا سوال کے لیے ہے۔

معتزلہ کا مذہب ہے کہ جب کبائر سے اجتناب ہو تو صغیرہ پر تعذیب جائز نہیں، عقلاً منع نہیں بھی بلکہ

دلیل سمعی اس پر وارد ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۔ (النساء:۳۱)

امام رازی نے معتزلہ کے اس قول کے کئی جواب دیے ہیں۔ایک یہ ہے کہ کبائر سے مراد انواع کفر ہیں یعنی اگر تم کفر باللہ، وبرسلہ، وباليوم الآخرة، والبعث سے اپنے آپ کو بچاؤ، اس کے علاوہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔جیسے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ''۔

(ب) معجزہ اور کرامت: معجزہ اور کرامت وہ امر ہے جو عادت کے خلاف ہو اور عام انسان اس کے کرنے سے عاجز ہو۔ اگر نبی سے صادر ہو تو معجزہ ہے اور ولی سے صادر ہو تو کرامت ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامت حق ہونا: ولی وہ ہے جو بقدر الامکان اللہ عزوجل کی ذات وصفات کا عارف ہو، اطاعت جس کی عادت ہو، گناہوں سے کوسوں دور ہو، دنیا کی لذتوں اور شہوات کا اسیر نہ ہو۔

ولی کی کرامت یہ ہے: ''ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة'' دعویٰ نبوت کے بغیر اس کی طرف سے خارق عادت امر کا ظاہر ہونا، یہ ولی کی کرامت ہے۔

خارق عادت امور اگر عام مومن سے صادر ہوں، تو انہیں ''معونت'' کہتے ہیں، اور اگر کافر وجادوگر سے صادر ہوں، تو انہیں ''استدراج'' کہتے ہیں۔

دو کرامات: قرآن وحدیث سے بہت سی کرامات ثابت ہیں جن میں دو کرامات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ ترک کر کے تین بار فرمایا: ''اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جا۔'' اس کے بعد پھر خطبہ شروع کر دیا۔حاضرین میں سے بعض نے کہا: آپ کو جنوں لاحق ہو گیا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قدرے بے تکلف تھے۔انہوں نے کہا: آج آپ نے ایسا کام کیا کہ لوگ آپ پر زبان طعن دراز کر رہے ہیں۔آپ تو خطبہ دے رہے تھے یکایک چیخنے لگے: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ ۔ آخر یہ کیا قصہ تھا؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا، میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں۔یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا: ''ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا۔'' اس واقعہ کے بعد ایک قاصد ساریہ کا خط لے کر آیا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ جمعہ کے روز ہم دشمن سے لڑ رہے تھے قریب تھا کہ ہم شکست کھا جائیں کہ عین نماز جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی: ''ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا''۔ چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہٹ گئے اور ہم کو دشمنوں پر فتح حاصل ہو گئی اور انہیں ہم نے تہہ تیغ کر ڈالا۔

(۲) جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو ایک مقررہ دن پر جو اہل عجم کا معمول تھا، بہت

سے لوگ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہماری کھیتی باڑی کا دار ومدار دریائے نیل کے پانی پر ہے۔ جب دریائے نیل کا پانی خشک ہو جاتا ہے تو ایک قدیم طریقہ کے بغیر اس میں پانی نہیں بڑھتا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ قدیم طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جب چاند کی گیارہ تاریخ آتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے والدین کی رضامندی سے اسے اعلیٰ درجہ کے زیورات اور کپڑے پہناتے ہیں اور پھر اس کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ (پس اس مرتبہ بھی دریا میں پانی نہیں ہے، ہمیں بھینٹ چڑھانے کی اجازت دی جائے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تمام لغو اور بے سروپا باتیں ہیں اسلام ان تمام باطل باتوں اور وہموں کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اجازت نہ دی اور دریائے نیل بالکل خشک ہو گیا۔ بہت سے لوگ ترک وطن پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تمام صورت حال سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ خط پڑھا تو آپ نے ان کو جواب میں لکھا تم نے مصریوں کو بہت اچھا جواب دیا، اسلام ان تمام لغو باتوں کو مٹانے آیا ہے، میں اس خط کے ہمراہ ایک رقعہ ملفوف کر رہا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو پڑھا، اس میں لکھا تھا: ''بندہ الٰہی عمر امیر المومنین کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہونا چاہتا ہے تو مت جاری ہو، اور اگر تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد وقہار ہی سے استدعا کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے۔'' فقط

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس رقعہ کو صلیب ستارہ کے طلوع ہونے سے پہلے دریائے نیل میں ڈال دیا، جب اہل مصر صبح کو خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح جاری کر دیا ہے کہ معمول سے سولہ گز پانی زیادہ چڑھ گیا ہے اور اسی دن سے اہل مصر کی یہ مذموم اور جاہلانہ رسم بھی ختم ہوگئی۔

﴿حصہ دوم ...... الحق المبین﴾

سوال نمبر۴: (الف) رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم آیات قرآنیہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ الحق المبین کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔

(ب): تعظیم رسول آیات قرآنی کی روشنی میں: قرآن کریم میں جہاں عقائد وعبادات اور حسن

معاملات کا درس دیا گیا ہے وہاں آداب و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس بھی دیا گیا ہے۔ اس بارے میں کثیر آیات قرآنیہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی (علیہ السلام) کی آواز سے بلند نہ کرو۔"

۲- وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا ۔

(اے ایمان والو!) تم آپ کو رَاعِنَا کے الفاظ سے یاد نہ کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کے الفاظ سے یاد کرو۔

۳- لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ۔

وہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو (اپنے معاملات میں) اپنا حاکم تسلیم نہ کر لیں۔

۴- مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ۔

اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ انہیں عذاب میں گرفتار کرے جبکہ آپ ان میں تشریف فرما ہوں۔

۵- اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (علیہ السلام) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور سلام پیش کرو جس طرح سلام پیش کرنے کا حق ہے۔

۶- وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ۔

اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۔

اور اگر لوگ اپنے آپ پر ظلم کر لیں پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں، اللہ سے بخشش طلب کریں اور رسول بھی ان کی مغفرت کی سفارش کریں تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

(ب) توہین رسالت کے قائل کی نیت کا اعتبار: جب کوئی شخص توہین رسالت کا ارتکاب کرتا ہے (معاذ اللہ) تو یہ اتنی بڑی جسارت اور گناہ ہے کہ شرک کے بعد اسے سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ قائل نے خواہ نیت نہ بھی کی ہو مگر ایسا شخص قابل سزا ہوگا اور گستاخ کی کم از کم سزا موت ہے، تا کہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور انہیں ایسی حرکت کی جرأت نہ ہو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صریح الفاظ پر فوراً حکم نافذ کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کی تاویل نہیں ہوتی۔

سوال نمبر ۵: (الف) کیا علماءِ دیوبند کی عباراتِ متنازعہ کو مفتیانِ دیوبند بھی کفریہ عبارات سمجھتے ہیں؟ اپنے مؤقف کے ثبوت میں دلیل پیش کریں۔

(ب) اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا پہلے سے علم ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماءِ دیو بند اور علماءِ اہل سنت کا مذہب تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارات متنازعہ کے کفریہ ہونے پر سب کا اتفاق ہونا: علماءِ دیو بند کی عبارات متنازعہ کے کفریہ ہونے پر ان علماء اور علماء اہل سنت کا اتفاق ہے۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ عبارات لکھ کر کسی بھی دارالافتاء میں اِرسال کی جائیں جبکہ کتاب و مصنف کا نام نہ لکھا جائے تو ہر مفتی ان عبارات کو کفریہ قرار دے گا۔ یاد رہے کہ اس کا تجربہ کئی بار ہو چکا ہے جس کی تفصیل کتب میں موجود ہے۔

(ب) بندوں کے کاموں کا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہونا: اس بات پر علماء اہل سنت کا ہر دور میں اتفاق رہا ہے کہ جو بندوں کے کام ابھی نہیں ہوئے بلکہ زمانہ مستقبل میں بندوں سے صادر ہوں گے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو قطعی علم ہوتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہے کہ بندوں سے وہ کام صادر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہوتا ہے اور پہلے نہیں ہوتا۔ بعض گمراہ اور گمراہ کن لوگوں کا یہ مؤقف ہے بندوں کے کاموں کا اللہ تعالیٰ کو پیشگی علم نہیں ہوتا بلکہ ان کے صدور کے بعد علم ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ عقیدہ باطل اور کفریہ ہے۔

سوال نمبر ۶: (الف) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علماءِ دیو بند اور علماءِ اہل سنت کا مذہب تحریر کریں؟

(ب) کیا انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی امت سے صرف علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں عملی امتیاز انہیں حاصل نہیں ہوتا؟ اس بارے علماءِ دیو بند کا مؤقف حوالہ کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: (الف) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت: قرآن وسنت سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے۔ اس بارے میں کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆- شہداء زندہ ہیں، انہیں من جانب اللہ رزق دیا جاتا ہے، جو کھاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی عظمت وفضیلت شہداء سے زیادہ ہے۔ لہٰذا یہ بھی زندہ ہیں۔

☆- انبیاء زندہ ہیں، کیونکہ مٹی پر حرام قرار دیا گیا ہے کہ ان کے اجسام مبارکہ کو کھائے۔

☆- شب معراج میں اپنے اجسام کے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

☆- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں دوران سفر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزر ہوا اور انہیں دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

☆- انبیاء علیہم السلام کی شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں میں ملاقات کی اور گفتگو بھی فرمائی۔

☆- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مشاورت ومعاونت سے امت محمدیہ پر پچاس نمازوں سے کم ہو کر

پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور ایک دن میں آج تک ہم پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔
یہ ہمارے اہل سنت وجماعت کا عقیدہ اور مؤقف ہے۔تاہم بعض گمراہ اور گمراہ کن لوگوں کا عقیدہ ہے
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جانے کے بعد ختم ہو گئے اور مٹی کی نذر ہو گئے (العیاذ باللہ) اس کی تفصیل
لکھنے کی قلم اجازت نہیں دیتا۔

(ب) انبیاء علیہم السلام کے امتیازات: انبیاء علیہم السلام علم وعمل بلکہ جمیع امور میں اپنی امت سے ممتاز
ہوتے ہیں اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اپنی امت سے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز
وافضل ہیں۔غیر نبی کسی بھی نبی سے کسی بھی معاملہ میں ہرگز ممتاز نہیں ہوسکتا۔
بعض گمراہ اور گمراہ کن فرقوں کا مؤقف ہے کہ غیر نبی، نبی سے عمل کے اعتبار سے ممتاز ہوسکتا ہے۔
(معاذ اللہ) اس مسئلہ کی تفصیل حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات، **الورقة الثانية: الميراث** مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر۱: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مصنف نے خطبہ کے بعد فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتداء کیوں کی؟ وجہ بیان کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) خط کشیدہ قید کا فائدہ تحریر کریں نیز اسے نصف علم قرار دینے کی کوئی ایک وجہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

سوال نمبر۲: (الف) عصبہ کی تعریف کرنے کے بعد عصبہ مع غیرہ کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(ب) واذا اختلط النصف من الاول بكل الثاني اوببعضه فهو من ستة واذا اختلط الربع بكل الثاني او ببعضه فهو من اثنى عشر واذا اختلط الثمن بكل الثاني او ببعضه فهو من أربعة وعشرين ۔

عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ (۸+۱۲=۲۰)

سوال نمبر۳: الحجب على نوعين نقصان وهو حجب عن سهم الى سهم وذلك لخمسة نفر ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور "خمسة نفر" کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) حجب کی دوسری قسم کا نام اور تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ اس میں ورثاء کے کتنے اور کون کون سے فریق ہیں؟ (۸+۱۲=۲۰)

سوال نمبر۴: درج ذیل میں ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ (کوئی پانچ اجزاء حل کریں) (۵×۸=۴۰)

(الف) والد، بیٹا (ب) دادا، والدہ (ج) خاوند، بہن (د) بیٹی، بیٹا (ھ) پوتی، چچا (و) سگی بہن، بیٹا (ز) بیوی، بیٹی، بیٹا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017ء

﴿دوسرا پرچہ: المیراث﴾

سوال نمبر۱: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم ۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مصنف نے خطبہ کے بعد فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتداء کیوں کی؟ وجہ بیان کریں۔

(ب) خط کشیدہ قید کا فائدہ تحریر کریں نیز اسے نصف علم قرار دینے کی کوئی ایک وجہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم علم فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ' کیونکہ یہ نصف علم ہے۔

خطبہ کے بعد فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آغاز کی وجہ: علم میراث کی اہمیت' حصولِ برکت اور تعلیم و تعلّم کی ترغیب کے لیے مصنف نے خطبہ کے بعد فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتاب کا آغاز کیا۔

(ب): خط کشیدہ اور قید کا فائدہ: دیگر علوم سے علم میراث کو افضل و اعلیٰ قرار دینے کے لیے اس کے حصول کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔

علم فرائض کو نصف علم قرار دینے کی وجہ: انسان کی دو حالتیں ہیں حالت حیات و حالت ممات، باقی تمام علوم کا تعلق حالت حیات سے ہے جبکہ علم الفرائض کا تعلق حالت ممات سے ہے۔

سوال نمبر۲: (الف) عصبہ کی تعریف کرنے کے بعد عصبہ مع غیرہ کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) واذا اختلط النصف من الاول بكل الثانی اوبعضه فهو من ستة واذا اختلط الربع بكل الثانی او بعضه فهو من اثنی عشر واذا اختلط الثمن بكل الثانی او بعضه فهو من أربعة وعشرين ۔ عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

جواب: عصبہ کی تعریف: ہر وہ شخص ہے جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا مال حاصل کرے اور ان کی عدم موجودگی میں جمیع مال محفوظ کرے۔

عصبہ مع غیرہ کی مثال سے وضاحت: عصبہ مع غیرہ ہر وہ عورت ہے جو دوسری خاتون کے ساتھ مل کر عصبہ بنے جیسے بہن، بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہے۔

(ب) ترجمہ عبارت: جب نوع اول کا نصف نوع ثانی کے کل یا بعض سے ملے تو مخرج چھ سے ہوگا۔

جب ربع، دوسری کے کل یا بعض سے ملے تو مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ جب ثمن دوسری کے کل یا بعض سے ملے تو مخرج ۲۴ ہوگا۔

عبارت کی تشریح: جب نوع کا نصف نوع ثانی کے کل یا بعض سے مل جائے تو اصل مسئلہ چھ (۶) قرار پائے گا۔ جب نوع اول کا ربع دوسری کے کل یا بعض سے ملے گا تو اصل مسئلہ بارہ (۱۲) ہوگا۔ اگر ثمن نوع ثانی کے کل یا بعض سے ملے گا تو اصل مسئلہ چوبیس (۲۴) ہوگا۔

سوال نمبر۳: الحجب على نوعين نقصان وهو حجب عن سهم الى سهم وذلك لخمسة نفر.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور ''خمسة نفر'' کی وضاحت کریں؟

(ب) حجب کی دوسری قسم کا نام اور تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ اس میں ورثاء کے کتنے اور کون کون سے فریق ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: حجب کی دو اقسام ہیں، پہلی حجب نقصان اور وہ ایک حصہ سے دوحصہ کی جانب مشتمل ہوتا ہے اور یہ پانچ آدمیوں کے لیے ہے۔

''خمسة نفر'' کی وضاحت: خمسة نفر سے مراد پانچ افراد ہیں مثال کے طور پر زوجین، ماں، پوتی اور علاتی بہن۔

(ب) حجب کی دوسری قسم کا نام اور تعریف: حجب کی دوسری قسم کا نام حجب حرمان ہے۔

تعریف: معین شخص کا کسی دوسرے شخص کی موجودگی میں مکمل طور پر محروم ہو جانا۔

اس قسم میں ورثاء کے فریق: اس قسم میں ورثاء کے دو فریق ہیں: ایک وہ فریق ہے جو کسی حال میں محجوب نہیں ہوتا۔

دوسرا وہ فریق ہے جو ایک حالت میں وارث ہوتا ہے اور دوسری حالت میں محجوب ہوتا ہے۔

سوال نمبر۴: درج ذیل میں ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ (کوئی پانچ اجزاء حل کریں)

(الف) والد، بیٹا (ب) دادا، والدہ (ج) خاوند، بہن (د) بیٹی، بیٹا (ھ) پوتی، چچا (و) سگی بہن، بیٹا (ز) بیوی، بیٹی، بیٹا۔

جواب: (الف) اصل مسئلہ = ۶

میـــــــت

والد	بیٹا
1/6	عصبہ
۱	۵

(ب) اصل مسئلہ=۳

دادا	والدہ
عصبہ	۱/۳
۲	۱

(ج) اصل مسئلہ=۲

میــــــــــــت

خاوند	بہن
½	½
۱	۱

(د) اصل مسئلہ=۳

میــــــــــــت

بیٹی	بیٹا
عصبہ	عصبہ
۱	۲

(ھ) اصل مسئلہ=۲

میــــــــــــت

پوتی	چچا
½	عصبہ

(و)

میــــــــــــت

سگی بہن	بیٹا
محروم	عصبہ

(ز) اصل مسئلہ ۲۴=۸×۳

میــــــــــــت

بیوی	بیٹی	بیٹا
۱/۸	عصبہ	عصبہ
۱/۳	۷	۷
۷	۲۱	۱۴

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات **الورقة الثالثة: الفقه** مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر۱: ولابأس يجمع بين امرأة وبنت زوج كان لها من قبل.

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں نیز مذکورہ مسئلہ پر دلیل قائم کریں؟ (۶+۶+۸=۲۰)

(ب) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب، ان کی دلیل اور احناف کی جانب سے ان کی دلیل کا جواب لکھیں؟ (۶+۶+۸=۲۰)

سوال نمبر۲: ونكاح المتعة باطل.

(الف) نکاح متعہ کی تعریف کریں، اس بارے امام مالک اور احناف کا مذہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) نکاح مؤقت کی تعریف کریں اور اس بارے اختلاف اگر ہو تو مع الدلائل تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر۳: وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) مذکورہ مسئلہ میں طرفین اور امام ابو یوسف کا مذہب سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۴: (الف) مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا گیا یا مہر نہ ہونے کی شرط پر نکاح کیا گیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ احناف کا مذہب اور دلیل لکھیں۔ (۸+۷=۱۵)

(ب) اگر نکاح فاسد میں بعد از دخول قاضی نے زوجین کے درمیان تفریق کر دی تو حق مہر کتنا لازم ہو گا؟ نیز عدت بھی ہوگی یا نہیں اور کیوں؟ (۸+۷=۱۵)

سوال نمبر۵: (الف) طلاق سنت کی تعریف کریں، نیز جب عورت کو بچپن یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور اس کا خاوند اسے طلاق سنت دینا چاہے تو کیا کرے؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) طلاق صریح اور طلاق کنایہ کی تعریف کریں نیز ایسے الفاظ کنایات تحریر کریں جن سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے؟ (۵+۵+۵=۱۵)

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر۱: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ امْرَأَةٍ وَبِنْتِ زَوْجٍ كَانَ لَهَا مِنْ قَبْلُ .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں نیز مذکورہ مسئلہ پر دلیل قائم کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب، ان کی دلیل اور احناف کی جانب سے ان کی دلیل کا جواب لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ عورت اور اس کے سابقہ شوہر کی بیٹی (جو شوہر کی دوسری بیوی سے ہو) کو نکاح میں جمع کر لیا جائے۔''

دلیل: ان دونوں کے درمیان نسب اور رضاعت کا رشتہ نہیں ہے۔

(ب): امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے' کیونکہ شوہر کی بیٹی کو اگر مذکر فرض کیا جائے تو اس کا نکاح اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ جائز نہیں ہوگا۔

ہم یہ کہتے ہیں باپ بیوی کو اگر آپ مذکر فرض کریں تو اس کے لیے اس عورت کے ساتھ شادی کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ یہ صورت دونوں جانب پائی جانی چاہیے۔

تشریح: کسی عورت اور اس عورت کے پہلے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہونے والی بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے' کیونکہ یہاں اس عورت اور اس لڑکی کے درمیان قرابت یا رضاعت کے اعتبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہاں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے مختلف ہے۔ ان کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ عورت کے پہلے شوہر کی دوسری بیوی کی بیٹی کو اس کا لڑکا فرض کر لیا جائے تو اس کے لیے اس عورت کے ساتھ وطی کرنا جائز نہیں ہوگا' اس لیے کہ یہ اس کے باپ کی بیوی ہے، تو اس صورت میں آپ کا بیان کردہ ضابطہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اس کے جواب میں مصنف نے یہ بات بیان کی ہے کہ ہمارے ضابطے کے اندر بنیادی اصول یہ ہے کہ ان دونوں کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں ان دونوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نکاح درست نہ ہو۔

یہاں جو صورت ہے کہ اگر لڑکی کو مذکر فرض کر لیا جائے تو اس کے لیے باپ کی منکوحہ کے ساتھ نکاح

کرنا درست نہیں ہے لیکن آپ یہاں پر اس عورت کو مذکر فرض کر لیتے ہیں تو اب اس کا اس شخص کی بیٹی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اس عورت کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہو گا۔

ضابطے کے تقاضا یہ ہے کہ یہ عدم جواز دونوں طرف سے پایا جانا چاہیے اس لیے مذکورہ بالا صورت میں نکاح کرنا اور ان دو خواتین کو جمع کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے۔

سوال نمبر۲: ونكاح المتعة باطل .

(الف) نکاح متعہ کی تعریف کریں، اس بارے میں امام مالک اور احناف کا مذہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

(ب) نکاح مؤقت کی تعریف کریں اور اس بارے میں اختلاف اگر ہو تو مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) نکاح متعہ کی تعریف: اس سے مراد ہے کہ مرد کسی عورت سے یہ کہے کہ میں اتنے مال کے عوض میں اتنے عرصہ تک تم سے تمتع کرتا رہوں گا۔

مذاہب آئمہ: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ پہلے مباح تھا، اب اس کی یہ صورت باقی رہے گی یہاں تک کہ اس کو منسوخ کرنے والی چیز ظاہر ہو جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا منسوخ ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے۔

جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے تو ان کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موقف کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا اجماع پختہ ہو جائے گا۔

(ب): نکاح مؤقت کی تعریف: ''مؤقت نکاح'' باطل ہے مثلاً کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں دس دن کے لیے نکاح کرتا ہے تو یہ باطل ہوگا۔

امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ درست اور لازم ہوگا، کیونکہ نکاح باطل شرائط کی وجہ سے فاسد نہیں ہوگا۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے متعہ کا مفہوم استعمال کیا ہے جبکہ عقود میں معنیٰ کا اعتبار ہوتا ہے۔

اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہوگا کہ وہ معینہ مدت طویل ہوتی ہے یا مختصر ہوتی ہے' کیونکہ وقت کو متعین کر دینا متعہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ چیز یہاں پائی جا رہی ہے۔

نکاح متعہ اور نکاح مؤقت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقت لفظ نکاح یا تزویج کے ذریعے منعقد ہوتا ہے جبکہ متعہ میں لفظ ''تمتع'' استعمال ہوتا ہے۔

ان دونوں کے درمیان دوسرا بنیادی فرق یہ ہے کہ نکاح متعہ میں گواہوں کی موجودگی شرط نہیں ہوتی جبکہ نکاح مؤقت میں گواہوں کی موجودگی شرط ہوتی ہے۔

امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح مؤقت درست ہوتا ہے اور لازم ہو جاتا ہے اور شرط کالعدم ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہاں بھی اس کی شرط کو کالعدم قرار دیا جائے گا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔
احناف کی دلیل یہ ہے کہ یہ متعہ کا مفہوم رکھتا ہے اور اصول یہ ہے کہ عقود میں معانی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

یہاں مصنف نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ نکاح مؤقت میں مدت کے کم یا زیادہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دونوں صورت میں یہ باطل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وقت مقررہ کرنے میں متعہ کی ضرورت پائی جاتی ہے جو یہاں موجود ہے، اس لیے اسے حرام قرار دیا جائے گا۔

سوال نمبر۳: **وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ.**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟
(ب) مذکورہ مسئلہ میں طرفین اور امام ابو یوسف کا مذہب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: ''اگر باپ یا دادا کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار ان کا نکاح کر دیتا ہے، تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو (نکاح ختم کرنے کا) اس وقت اختیار حاصل ہوگا جب وہ بالغ ہو جائے۔ پھر اگر وہ چاہے تو نکاح کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو فسخ کر دے۔''

مسئلہ کی وضاحت: باپ اور دادا دونوں رائے کے اعتبار سے کامل ہیں اور ان میں شفقت وافر طور پر پائی جاتی ہے۔ اس لیے ان کے کروانے کی وجہ سے عقد نکاح لازم ہو جائے گا۔ یہ بالکل اسی طرح ہوگا جیسے بالغ ہونے کے بعد وہ دونوں یعنی نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی اپنی رضامندی سے خود نکاح کر لیں تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہوگا لیکن اگر باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا رشتہ دار ان کا نکاح کروا دیتا ہے تو لڑکی ہو یا لڑکا کو بالغ ہونے کے بعد اختیار حاصل ہوگا اگر وہ چاہے تو اس نکاح کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو فسخ کر دے۔ یہ حکم امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

اس کے بعد مصنف نے یہ بات بیان کی ہے کہ باپ اور دادا کے علاوہ ماں اور قاضی بھی شامل ہوں گے یعنی اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کی ماں یا قاضی اس کا نکاح کر دیتے ہیں تو بالغ ہونے کے بعد اس کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ چاہے تو نکاح کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو اسے فسخ کر دے۔

(ب): امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بات بیان کرتے ہیں کہ اس صورت میں بھی ان دونوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ دیگر رشتے داروں کو باپ اور دادا پر قیاس کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان کی ہے کہ بھائی کی رشتہ داری (باپ اور دادا کے مقابلے میں) ناقص ہوتی ہے اور اس قرابت میں کمی کی وجہ سے لازمی طور پر شفقت میں بھی نقص پایا جائے

گا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کے ذریعے نکاح کے مطلوبہ مقاصد میں خلل آ جائے گا، کیونکہ اگر وہ نکاح کروا دیتا ہے تو ہم اس کو منعقد تسلیم کریں گے، مگر لازم نہیں قرار دیں گے یعنی بالغ ہونے کے بعد نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کو اختیار ہو گا کہ اگر وہ چاہے تو اسے برقرار رکھے اور اگر چاہے تو ختم کر دے۔

سوال نمبر۴: (الف) مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا گیا یا مہر نہ ہونے کی شرط پر نکاح کیا گیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ احناف کا مذہب اور دلیل لکھیں۔

(ب) اگر نکاح فاسد میں بعد از دخول قاضی نے زوجین کے درمیان تفریق کر دی تو حق مہر کتنا لازم ہو گا؟ نیز عدت بھی ہو گی یا نہیں اور کیوں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔

(ب): اگر کسی فاسد نکاح میں قاضی میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروا دے اور یہ دخول سے پہلے ہو تو عورت کو مہر نہیں ملے گا، کیونکہ اس صورت میں محض عقد کی وجہ سے مہر واجب نہیں ہو گا اگر یہ عقد فاسد ہے۔

مہر اس لیے واجب ہوتا ہے کہ بضع کے نفع کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خلوت کے بعد بھی یہ واجب نہیں ہو گا، کیونکہ ایسی خلوت میں مرد کا عورت پر قابض ہونا درست تصور نہیں ہو گا، اس لیے کہ مباشرت حرام ہے۔ لہٰذا ایسی خلوت، مباشرت کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر مرد مباشرت کا ارتکاب کر لیتا ہے تو عورت کو مہر مثل ملے گا لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے کہ وہ مہر مثل طے شدہ مہر سے زائد نہ ہو۔

نکاح فاسد کی مختلف صورتیں ہیں جیسے گواہوں کے بغیر نکاح کر لینا یا بیوی کو طلاق بائنہ دینے کے بعد اس کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کر لینا یا چوتھی بیوی کی عدت کے دوران پانچویں عورت سے نکاح کر لینا وغیرہ۔

تاہم مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے لیے یہ بات شرط ہے کہ مرد کے عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے قاضی ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروا دے۔

نکاح فاسد میں قاضی کے علیحدگی کروا دینے کے بعد عورت پر عدت کی ادائیگی واجب ہو گی، یہاں شبہ کو حقیقت تسلیم کیا جائے گا تاکہ احتیاط ملحوظ خاطر رہے۔ نیز نسب میں کسی قسم کے اشتباہ کا امکان بھی باقی نہ رہے۔

اس عدت کا آغاز تفریق کے وقت سے کیا جائے گا۔ اس بارے میں آخری مباشرت کے وقت کا خیال نہیں رکھا جائے گا اور یہی درست حکم ہے' کیونکہ جب عدت کا وجوب نکاح کے شبہ کی وجہ سے ہوا ہے تو اس کا آغاز بھی نکاح کے زائل ہونے سے ہو گا۔

سوال نمبر ۵: (الف) طلاق سنت کی تعریف کریں، نیز جب عورت کو بچپن یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور اس کا خاوند اسے طلاق سنت دینا چاہے تو کیا کرے؟

(ب) طلاق صریح اور طلاق کنایہ کی تعریف کریں نیز ایسے الفاظ کنایات تحریر کریں جن سے ایک طلاق رجعی راقع ہوتی ہے؟

جواب: (الف) طلاق سنت کی تعریف: جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی طلاق کا حکم: جس عوت کو حیض نہ آتا ہو تو فوراً ایک طلاق واقع ہو جائے گی، ایک مہینے کے بعد دوسری طلاق واقع ہوگی اور پھر ایک مہینے کے بعد تیسری طلاق ہوگی کیونکہ ایسی عورت کے حق میں ایک مہینہ حاجت کی دلیل ہوگا جیسے حیض والی عورت کے حق میں طہر ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ تین طلاقون کا ارادہ کیا تو ہمارے نزدیک وہ واقع ہو جائیں گی جبکہ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے اس سے مختلف ہے۔

(ب): الفاظ کے اعتبار سے طلاق کی اقسام: الفاظ کے اعتبار سے طلاق کی دو اقسام ہیں: ایک صریح اور دوسری کنایہ۔ طلاق صریح وہ ہے جس کے الفاظ کے معانی و مفاہیم واضح ہوں مثلاً شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے: اَنْتَ طَالِقٌ۔ دوسری قسم یعنی کنایہ وہ طلاق ہے جس کے الفاظ کے معنی و مفاہیم واضح نہ ہوں۔ کنایہ میں تین الفاظ ایسے ہیں جن کے ذریعے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور وہ بھی صرف ایک واقع ہوتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

(۱) تم عدت گزارو (۲) تم استبراء رحم کرو (۳) تم ایک ہو۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ اِعْتَدِیْ کا مطلب ہے نکاح شمار ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اگر پہلے معنی کی نیت کی جائے تو نیت کی وجہ سے یہ مفہوم متعین ہو جائے گا۔ تاہم ان الفاظ کے ذریعے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طلاق پہلے ہو چکی ہے اس لیے طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش ہوگی۔

جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے تو استبراء کے الفاظ بھی اعتداد کے مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں کیونکہ عدت کے ذریعے جو چیز مقصود ہوتی ہے اس کلام میں اس کی تصریح موجود ہے اس لیے یہ الفاظ بھی اعتدی کی مانند ہوں گے اور یہاں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ ان الفاظ کے ذریعے مطلق استبراء مقصود ہوتا کہ آدمی اسے طلاق دے سکے۔

جہاں تک تیسری صورت کا تعلق ہے تو اس میں بھی اس بات کا احتمال موجود ہے کہ لفظ واحدۃ محذوف مصدر کی صفت ہو اور اَنْتِ وَاحِدَۃٌ کا مطلب یہ ہوگا: اَنْتِ تَطْلِيقَةٌ وَاحِدَۃٌ ہے۔ لہٰذا جب مرد طلاق کی نیت کرے گا تو گویا کہ اس نے: اَنْتِ تَطْلِيقَةٌ واحدۃ کہہ دیا اور ایسی طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش ہوتی ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

﴿الورقة الرابعة: لمسند الامام الاعظم و آثار السنن﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات، مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... مسند امام اعظم﴾

سوال نمبر ۱: عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا منه دمائهم و اموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله تبارك وتعالیٰ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(ب) اگر اسلام کلمہ شہادت کے بغیر کسی کے مال و جان کو تحفظ نہیں دیتا تو پھر آپ ذمی کے بارے میں کیا کہیں گے؟ تفصیلاً جواب دیں۔ (۱۵)

سوال نمبر ۲: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یجیء قوم یقولون لاقدر ثم یخرجون منه الی الذندقة فاذا لقیتموهم فلاتسلموا علیهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشیعوهم فانهم شیعة الدجال ومجوس هذه الامة حق علی الله ان یلحقهم بهم فی النار ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) حدیث شریف میں مذکور قوم سے کون سا گروہ مراد ہے؟ نیز بتائیں انہیں اس امت کا مجوسی کیوں قرار دیا گیا؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر ۳: عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ۔

(الف) حدیث پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) اگر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا ارادہ کر کے کوئی بات کرے جبکہ بات فی الواقع جھوٹی نہ ہو تو کیا پھر بھی وہ شخص اس وعید میں داخل ہوگا؟ وجہ ضرور لکھیں۔ (۱۵)

﴿حصہ دوم...... آثار السنن﴾

سوال نمبر۴: عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو بمکۃ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا عرصہ بیت المقدس کی طرف رخ انور کر کے نماز ادا کی؟ تحویل قبلہ کا حکم کس مسجد اور کس حالت میں ہوا؟ تفصیلاً لکھیں۔ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر۵: عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرکع فقال فی رکوعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وفی سجودہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) رکوع وسجود کے لیے مذکورہ تسبیحات خاص ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں اگر آئمہ کرام کا اختلاف ہو تو سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۶: عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن ان عائشۃ رضی اللہ عنہا لما توفی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قالت ادخلوا بہ المسجد حتی اصلی علیہ فانکر ذلک علیھا فقالت واللہ لقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنی بیضاء فی المسجد سھیل واخیہ ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا کیسا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے اقوال تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017ء

چوتھا پرچہ: مسند امام اعظم وآثار سنن

﴿حصہ اول: مسند امام اعظم﴾

سوال نمبر۱: عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوھا عصموا منہ دمائھم واموالھم الابحقھا وحسابھم علی اللہ تبارک وتعالیٰ ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(ب) اگر اسلام کلمہ شہادت کے بغیر کسی کے مال و جان کو تحفظ نہیں دیتا تو پھر آپ ذمی کے بارے میں کیا کہیں گے؟ تفصیلاً جواب دیں۔

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں (کفار و مشرکین) سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ لیں۔ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھ لیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اموال کو محفوظ کر لیا مگر شرعی طریق کار سے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

(ب): ذمی کی جان و مال کا تحفظ: بلاشبہ کلمہ اسلام پڑھنے سے جہاں انسان دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے وہاں اپنی جان و مال اور عزت کو بھی محفوظ کر لیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ذمی کلمہ شہادت نہیں پڑھتا، اس کے باوجود اس کی جان و مال اور عزت کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے، تو پھر اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ذمی وہ غیر مسلم آدمی ہوتا ہے جو مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت زندگی گزارنے کو پسند کرتا ہے، سلطنت اسلامی کے نظام کا احترام کرتا ہے اور حکومت کو باقاعدہ جزیہ ادا کرتا ہے، جس وجہ سے اسے اسلامی سلطنت کے باشندوں کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر اسلامی سلطنت بھی اس کی جان و مال اور عزت کا تحفظ اپنے ذمہ میں لے لیتی ہے۔

سوال نمبر۲: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیء قوم یقولون لاقدر ثم یخرجون منہ الی الذندقۃ فاذا لقیتموھم فلاتسلموا علیھم وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشیعوھم فانھم شیعۃ الدجال ومجوس ھذہ الامۃ حق علی اللہ ان یلحقھم بھم فی النار۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف میں مذکور قوم سے کون سا گروہ مراد ہے؟ نیز بتائیں انہیں اس امت کا مجوسی کیوں قرار دیا گیا؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو تقدیر کے منکر ہوں گے پھر وہ زندیقیت کی راہ اختیار کریں گے۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرنا، وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر وہ فوت ہو جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنا۔ اس لیے ان کا تعلق دجال کی جماعت سے ہوگا اور وہ اس امت کے مجوسی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں فیصلہ ہے کہ انہیں دوزخ میں مجوسیوں کے ساتھ جمع کرے گا۔

(ب): حدیث شریف میں مذکور قوم سے مراد: حدیث شریف میں مذکور قوم سے مراد قدریہ گروہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امت کا مجوسی قرار دیا' کیونکہ مجوسی خدائے واحد کی بجائے ستاروں کی پرستش کرتے ہیں اس لیے ان کا عقیدہ غلط ہے۔ اسی طرح قدریہ گروہ بھی یہ خیال کرتے ہیں خدا ایک نہیں بلکہ کئی خدا ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ مجوسیوں کی طرح فرقہ قدریہ بھی عقائد وافکار، اعمال وعبادات اور معاملات میں ان کی مثل ہے۔ ان کے نزدیک خیر کا خالق الگ ہے جو "یزدان" ہے جبکہ شر کا خالق علیحدہ ہے جو "اہرمن" کے نام سے مشہور ہے۔ قدری کہتے ہیں کہ ہر انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے تو وہ کثیر خالقوں کے قائل ہوئے جس وجہ سے اس امت کے مجوسی قرار پائے۔

سوال نمبر ۳: عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(الف) حدیث پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) اگر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا ارادہ کر کے کوئی بات کرے جبکہ بات فی الواقع جھوٹی نہ ہو تو کیا پھر بھی وہ شخص اس وعید میں داخل ہوگا؟ وجہ ضرور لکھیں۔

جواب: (الف) اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں۔

حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا ارادہ: جو شخص عمداً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتا ہے خواہ فی الواقع وہ جھوٹ نہ ہو' تو سخت گنہگار ہے۔ اس سلسلہ میں اسے توبہ کرنی چاہیے کیونکہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ تحقیق ویقین کے بغیر کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔ ایسا شخص حدیث میں مذکور وعید میں داخل ہے۔

﴿حصہ دوم...... آثار السنن﴾

سوال نمبر ۴: عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو بمکۃ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا عرصہ بیت المقدس کی طرف رخ انور کر کے نماز ادا کی؟ تحویل قبلہ کا حکم کس مسجد اور کس حالت میں ہوا؟ تفصیلاً لکھیں۔

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

سوال نمبر ۵: عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) رکوع وسجود کے لیے مذکورہ تسبیحات خاص ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں اگر آئمہ کرام کا اختلاف ہو تو سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف): حدیث پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔ حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور رکوع میں فرمایا: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ۔ پاک ہے میرا رب عظمت والا اور اپنے سجدے میں فرمایا: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ۔ پاک ہے میرا رب جو بلند وبالا ہے۔

(ب) رجوع وسجود میں تسبیحات خاص ہونے کا حکم: مذکورہ حدیث کے مطابق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تسبیحات پڑھنا افضل ہے جبکہ دیگر روایات میں مذکور تسبیحات بھی جائز ہیں۔ دیگر آئمہ کے نزدیک زیر بحث حدیث میں مذکور تسبیحات کے علاوہ رکوع میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اور سجود میں: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ تسبیحات پڑھنے کا حکم یکساں ہے۔

سوال نمبر ۶: عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان عائشة رضی الله عنها لما توفی سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قالت ادخلوا به المسجد حتی اصلی علیه فانكر ذلك علیها فقالت والله لقد صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ابنی بیضاء فی المسجد سهیل واخیه ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا کیسا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے اقوال تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان کا (جنازہ) مسجد میں داخل کرو تا کہ میں بھی ان کی نماز جنازہ پڑھوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس کا انکار کیا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔

(ب) مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ: اس میں ایک قول یہ ہے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

''حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن فرماتے ہیں جب سعد ابی وقاص فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جنازہ مسجد میں پڑھا جائے تا کہ میں بھی نماز جنازہ پڑھ لوں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انکار فرمایا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی جنازہ مسجد میں پڑھی۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بغیر کسی کراہیت کے جائز ہے۔

دوسرا قول: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کراہیت کے ساتھ جائز ہے۔ ان کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی اس کے لیے کوئی چیز نہیں۔ (یعنی اسے کوئی ثواب حاصل نہیں ہوتا، ثواب سے خالی نمازِ جنازہ مکروہ ہے)

دونوں حدیثوں کے تعارض کا ارتفاع: دونوں حدیثیں مرفوع ہیں۔ ایک فعلی اور ایک قولی۔ فعلی حدیث سے جواز ثابت رہا ہے اور قولی حدیث سے کراہیت سمجھ آ رہی ہے۔

دونوں سے تعارض کا ارتفاع واضح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پہلے کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بعد کی ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں جنازہ پڑھنے سے انکار کیا' کیونکہ وہ حدیث منسوخ ہے۔ پھر قولی حدیث فعلی پر راجح ہوتی ہے۔

امام طحاوی اور ہمارے اصحاب ثلاثہ کے نزدیک مختار قول یہی ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنة) باکستان

الشہادة العالمیة "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

ثلث ساعات، الورقة الخامسة: للمؤطا الامام مالك ومؤطا امام محمد،

الوقت المحدد: ثلث ساعات، مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اول...... مؤطا امام مالك﴾

سوال نمبر۱: ان عبدالله ابن عمر لم یکن یسأله احد من اهله عقیقة الااعطاه ایاها وکان یعق عن ولده بشاة شاة عن الذکور والاناث۔

(الف) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) عقیقہ میں کیسا جانور ذبح کیا جائے؟ نیز بتائیں کہ لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں فرق ہے یا نہیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۷+۸=۱۵)

سوال نمبر۲: مالك عن ثور بن زید الدیلی عن عبدالله بن عباس انه کان یقول ما کان فی الحولین وان کانت مصة واحدة فانه یحرم۔

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) کم از کم کتنا دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟ نیز مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی؟ تفصیلاً جواب دیں۔ (۱۵)

سوال نمبر۳: عن سعید بن المسیب انه قال بلغنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لرجل من اسلم یقال له هزال یاهزال لوسترته بردائك لكان خیرا لك۔

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ پر اعراب لگائیں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) کتنی مرتبہ زنا کا اقرار کرنے پر حد جاری کی جائے گی؟ اس بارے آئمہ کرام کے مذاہب سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

﴿حصہ دوم...... مؤطا امام محمد﴾

سوال نمبر۴: اخبرنا مالك اخبرنا زید بن اسلم قال اذا نام احدکم وهو مضطجع فلیتوضأ

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) نیند ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۵: ان ابن عمر حنط ابنا لسعید بن زید وحمله ثم دخل المسجد فصلی فلم یتوضأ

(الف) مذکورہ حدیث اس حدیث: من غسل المیت فلیغتسل ومن حمله فلیتوضأ کے معارض ہے، ان میں تطبیق بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں (۱۵)

سوال نمبر۶: عن ابن شهاب قال صدقة الزیتون العشر ۔ قال محمد وبهذا ناخذ اذا خرج منه خمسة اوسق فصاعدا ۔

(الف) ترجمہ کریں اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اور دلیل بیان کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017

پانچواں پرچہ: مؤطین

﴿حصہ اوّل...... مؤطا امام مالک﴾

سوال نمبر۱: ان عبداللہ ابن عمر لم یکن یسأله احد من اهله عقیقة الا اعطاه ایاها وکان یعق عن ولده بشاة شاة عن الذکور والاناث ۔

(الف) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) عقیقہ میں کیسا جانور ذبح کیا جائے؟ نیز بتائیں کہ لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں فرق ہے یا نہیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے کسی بھی بچے کے بارے میں عقیقے کی بات کی جاتی تو وہ اپنے ہر بچے خواہ لڑکا ہوتا یا لڑکی کا عقیقہ ایک بکری سے (ذبح کر کے) کرتے تھے۔

(ب): عقیقہ میں ذبح کیے جانے والے جانور کے اوصاف: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقیقہ کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو آدمی اپنی اولاد کا عقیقہ کرنا چاہے وہ ایک ایک بکری کر سکتا ہے۔ عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ ایک مستحب کام ہے۔ یہ ایسا عمل ہے جس پر ہمیشہ مسلمان کاربند رہے۔ اپنی اولاد کا عقیقہ کرنا قربانی کی مثل ہے۔ کانا، کمزور، مقطوع الاعضاء اور بیمار جانور کا ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا گوشت اور کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی ہڈیوں کو توڑا جا سکتا ہے۔ عقیقہ کرنے والا

بھی گوشت کھا سکتا ہے۔ اہل خانہ گوشت کا صدقہ کریں۔ بچہ خون کے کسی حصہ کو بھی مس نہ کرے۔ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیے جائیں گے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون ہے اور جس کی طرف سے عقیقہ نہ کیا گیا ہو بڑا ہونے کے بعد وہ خود بھی کر سکتا ہے۔

لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں فرق: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔

سوال نمبر۲: مالك عن ثور بن زيد الديلي عن عبدالله بن عباس انه كان يقول ما كان في الحولين وان كانت مصة واحدة فانه يحرم .

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(ب) کم از کم کتنا دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟ نیز مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی؟ تفصیلا جواب دیں۔

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت ثور بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: دو سال کی مدت کے دوران ایک گھونٹ کی رضاعت بھی حرام کر دیتی ہے۔

تشریح: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے، اس دوران کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے خواہ ایک گھونٹ بھی تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔ اس دوران کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پی لیتا ہے تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ اس عورت کا شوہر باپ، وہ عورت ماں اور اس کی اولاد بہن بھائی بن جائیں گے اور ان کا باہم نکاح جائز نہیں ہوگا۔

(ب): رضاعت ثابت ہونے کا مسئلہ: کم از کم ایک گھونٹ یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے کا مسئلہ: مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ اڑھائی سال ہے۔ اگر اس کے اندر دودھ پلایا جائے تو رضاعت ثابت ہو جائے گی اور اس مدت کے بعد یعنی تین، چار یا پانچ سال کے بچے کو دودھ پلایا جائے تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔ اس کے بعد دودھ خوراک کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دو گھونٹ اور امام احمد بن رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار گھونٹ پینے سے (جب دودھ پیٹ میں اتر جائے) رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

سوال نمبر۳: عن سعيد بن المسيب انه قال بلغني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجل من اسلم يقال له هزال ياهَزّالُ لو سترته بردائك لكان خيرا لك .

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ پر اعراب لگائیں؟

(ب) کتنی مرتبہ زنا کا اقرار کرنے پر حد جاری کی جائے گی؟ اس بارے آئمہ کرام کے مذاہب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: اس بات کا علم مجھے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسلم کے "ہزال" نامی شخص سے یوں فرمایا اے ہزال! اگر تم اپنے آپ کو چادر سے ڈھانپ لیتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔

خط کشیدہ لفظ پر اعراب: هَزَّالُ۔

(ب): اقرارِ زنا کی تعداد: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تین بار اقرار سے زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ آپ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے واقعہ اور دیگر روایات سے استدلال کیا ہے جن میں تین بار کی تصریح ہے۔ حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ اگر کوئی شخص ایک بار بھی اقرار زنا کر لیتا ہے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ انہوں نے بھی انہی روایات سے استدلال کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک سے زائد بار اقرار تائید و تاکید کے لیے ہے۔ تاہم امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف احتیاط پر مبنی ہے۔

﴿حصہ دوم ...... مؤطا امام محمد﴾

سوال نمبر ۴: اخبرنا مالك اخبرنا زيد بن اسلم قال اذا نام احدكم وهو مضطجع فليتوضأ

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) نیند ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: حضرت زید بن اسلم نے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص لیٹ کر سو جائے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔

خط کشیدہ کی وضاحت: مُضطَجِع: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال بمعنی سونے کے بغیر لیٹنا۔

(ب): نیند ناقض وضو ہے یا نہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیند ناقض وضو نہیں ہے۔ آپ کے نزدیک جو شخص کھڑا ہو کر سو جائے یا تشہد کی شکل میں بیٹھ کر سو جائے تو یہ نیند ناقض وضو نہیں ہے لیکن نیند کی حالت میں کوئی زمین پر گر جائے تو ناقض وضو ہے۔ اسی طرح کوئی شخص لیٹ کر یا سرین بیٹھ کر یا ٹیک لگا کر سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ دیگر آئمہ فقہ کا نقطہ نظر ہے کہ مطلقاً نوم ناقض وضو ہے خواہ وہ کسی حالت میں بھی پائی جائے۔

سوال نمبر ۵: ان ابن عمر حنط ابنا لسعيد بن زيد وحمله ثم دخل المسجد فصلى فلم يتوضأ

(الف) مذکورہ حدیث اس حدیث: من غسل الميت فليغتسل ومن حمله فليتوضأ) کے

معارض ہے؟ ان میں تطبیق بیان کریں۔
(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟
جواب: (الف) احادیث میں مذکور تعارض کا ارتفاع یوں ہوسکتا ہے کہ میت کو غسل دینے والے کا غسل اور میت کو کندھا دینے والے کا وضو تقویٰ پر محمول ہے ورنہ یہ واجب نہیں ہے' کیونکہ یہاں وجوب غسل یا وجوب وضو کا کوئی سبب نہیں پایا گیا۔ گویا زیر بحث حدیث سے غسال اور میت کو کندھا دینے والے کے لیے عدم غسل و وضو ثابت ہوتا ہے جو حقیقت پر محمول ہے اور متعارض روایت سے ان کا وجوب ثابت ہوتا ہے جو تقویٰ پر محمول ہے۔
(ب): احناف کے نزدیک میت کے غسال پر غسل اور کندھا دینے پر وضو واجب نہیں ہوتا۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔ دیگر آئمہ فقہ کا مؤقف ہے کہ غسال پر غسل اور کندھا دینے والے پر وضو واجب ہو جاتا ہے۔ انہوں نے دوسری یعنی متعارض روایت سے استدلال کیا ہے۔
احناف کی طرف سے جمہور آئمہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت تقویٰ پر محمول ہے یا منسوخ ہے دیگر روایات سے جن میں عدم وجوب کی تصریح ہے۔
سوال نمبر ۶: **عن ابن شهاب قال صدقة الزيتون العشر . قال محمد وبهذا ناخذ اذا خرج منه خمسة اوسق فصاعدا .**
(الف) ترجمہ کریں اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی وضاحت کریں؟
(ب) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اور دلیل بیان کریں۔
جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا زیتون کی زکوٰۃ عشر ہے۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب زیتون پانچ وسق یا اس سے زائد ہو جائے' تو پھر زکوٰۃ واجب ہوگی۔
امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول: حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زیتون جب پانچ وسق سے زائد ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اگر پانچ وسق ہو تو پھر بھی زکوٰۃ دی جائے گی' کیونکہ نصاب زکوٰۃ کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے زیتون کے تیل کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس کے پھل کا حساب لگایا جائے گا۔
(ب): امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیتون کی کوئی تعین نہیں ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، اس میں خمس (پانچواں حصہ) ہے۔
دلیل: امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے جو چیز بھی زمین آگائی ہے اس میں زکوٰۃ ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

المو افق سنة 1438ھ/2017ء

ثلث ساعات، الورقة السادسة: لأصول الحديث

الوقت المحدد: ثلث ساعات، مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر ا لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر ا: (الف) شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں، آپ ان میں سے کوئی دو بیان کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) کتب حدیث کی انواع واقسام میں سے کسی پانچ کی وضاحت کریں؟ (۴×۵=۲۰)

سوال نمبر ۲: (الف) متن اور سند میں احکام کا فرق سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(ب) حنفی مسلک کے کوئی پانچ مشاہیر حفاظ کے اسمائے گرامی تحریر کریں؟ (۵×۳=۱۵)

سوال نمبر ۳: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت زینت قرطاس کریں؟ (۱۵)

(ب) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی تین خصوصیات سپرد قلم کریں؟ (۳×۵=۱۵)

سوال نمبر ۴: (الف) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح کا کیا نام رکھا؟ نیز امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا حدیث شریف کا ادب واہتمام بیان کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) تذکرۃ المحدثین میں مذکور صحیح بخاری کی شروحات میں سے کسی پانچ کا نام لکھیں؟ (۵×۳=۱۵)

سوال نمبر ۵: (الف) صحیح مسلم کی تالیف کا سبب بیان کریں نیز بتائیں کہ امام مسلم نے احادیث کا یہ مجموعہ کتنے عرصے میں تیار کیا؟ (۱۰+۵=۱۵)

(ب) امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت اور عام حالات زندگی اختصار کے ساتھ تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2017ء

﴿چھٹا پرچہ: اصول حدیث﴾

سوال نمبر۱: (الف) شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں، آپ ان میں سے کوئی دو بیان کریں۔؟

(ب) کتب حدیث کی انواع واقسام میں سے کسی پانچ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) طبقات کتب حدیث: شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں جن میں سے دو کی تلخیص ساتھ درج ذیل ہیں:

(۱) پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت، شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک۔

(۲) دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صحت، شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہے، اس طبقہ کی کتابوں میں اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں، بعض ضعیف روایات بھی آگئی ہیں لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

(ب): اقسام کتب حدیث: کتب حدیث کی انواع واقسام کافی زیادہ ہیں، یہاں پر بعض ضروری اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے:

(۱) صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے "صحیح بخاری و صحیح مسلم" وغیرہ۔

(۲) جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب جیسے "بخاری اور ترمذی" وغیرہ۔

(۳) سنن: جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

(۴) مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند امام احمد بن حنبل اور مسند امام اعظم وغیرہ۔

(۵) معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

سوال نمبر۲: (الف) متن اور سند میں احکام کا فرق سپرد قلم کریں؟

(ب) حنفی مسلک کے کوئی پانچ مشاہیر حفاظ کے اسمائے گرامی تحریر کریں؟

جواب: (الف) متن اور سند میں احکام کا فرق: راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے، متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے۔ پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا جبکہ فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین ذہبی ''میزان الاعتدال'' میں بیان فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے ''عن ابرھیم بن موسیٰ المزوری عن مالك عن نافع عن ابی عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔'' حدیث ''طلب العلم فریضة'' کو موضوع فرمایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے ورنہ نفس حدیث دیگر طرق ضعیفہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح ''تمہید'' میں حافظ ابن البر نے حدیث: ''الصلوٰة بسواك خیر من سبعین صلاة'' کو باطل کہا ہے لیکن علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی اس خاص سند کے اعتبار سے ہے۔

اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے۔ اس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

(ب): حنفی مسلک کے مشاہیر حفاظ: حنفی مسلک کے مشاہیر احناف درج ذیل ہیں:

(۱) حافظ ابوالبشر دولابی (۲) حافظ اسحاق بن راہویہ (۳) حافظ ابوجعفر طحاوی (۴) حافظ ابن ابی العوام سعدی (۵) حافظ ابومحمد حارثی (۶) حافظ عبدالباقی (۷) حافظ ابوبکر رازی جصاص (۸) حافظ ابونصر کلاباذی (۹) حافظ ابومحمد سمرقندی (۱۰) حافظ شمس الدین زیلعی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سوال نمبر۳: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت زینت قرطاس کریں؟

(ب) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی تین خصوصیات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) امام اعظم کے بارے میں بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ظہور کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ملتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی مجلس میں سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے اس سورہ کی آیت: ''وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ'' کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ دوسرے لوگ کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا۔ جب بار بار یہ سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا: ''اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کرلیں گے۔''

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے استاذ (یعنی علامہ سیوطی) یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں' کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پا سکا بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا' آپ کے تلامذہ کے مقام کو بھی کوئی شخص حاصل نہ کر سکا۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کو بھی حنفیت سے بسیار تعصب کے باوجود کہنا پڑا:

''ہم امام دراں داخل است''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کے مصداق ہیں جس کی تائید مرجع عوام وخواص، عارف کامل سید علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بیان کردہ حکایت سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: ''عند علم ابی حنیفة'' علم ابوحنیفہ کے نزدیک۔

(ب): امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایسے بے شمار محاسن اور فضائل حاصل تھے جن کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین اور بعد کے آئمہ اور مجتہدین سے ممتاز اور فائق تھے۔ ان تمام کا احصاء تو مشکل ہے لیکن بعض ازاں یہ ہیں:

(۱) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ خیر القرون علی الاطلاق قرن اول میں پیدا ہوئے جس قرن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قرن کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

(۲) آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت فرمائی جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے۔

(۳) حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہم سے آپ کو شرف روایت بھی حاصل ہے۔

(۴) آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی تعداد دیگر تمام آئمہ کے اساتذہ وتلامذہ سے زیادہ ہے۔

(۵) آپ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب وکتب کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا۔ چنانچہ ''مؤطا'' میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے طرزِ تدوین کی اتباع کی ہے۔

(۶) آپ کے طریق اجتہاد سے تمام آئمہ اور مجتہدین نے استفادہ کیا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الفقهاء كلهم عيال ابی حنيفة فی الفقه''

(۷) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ان ممالک میں پہنچا جہاں آپ کے مسلک کے سوا اور کوئی مسلک نہیں پہنچا جیسے سند، پاکستان، روم، ترکی اور ماوراء النہر وغیرہ۔

سوال نمبر۴: (الف) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح کا کیا نام رکھا؟ نیز امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا حدیث شریف کا ادب واہتمام بیان کریں؟

(ب) تذکرۃ المحدثین میں مذکور صحیح بخاری کی شروحات میں سے کسی پانچ کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) امام بخاری کی صحیح کا نام: امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' کا نام ''الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' رکھا۔

حدیث شریف کا ادب واہتمام: امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' کا چھ لاکھ احادیث میں سے انتخاب کیا ہے ہر حدیث شریف کو کتاب میں ذکر کرنے سے پہلے وہ غسل کرتے، اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے پھر اس حدیث کے بارے میں استخارہ کرتے، اس کے بعد اس حدیث کو اپنی ''صحیح'' میں درج کرتے۔ امام بخاری نے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب سولہ سال کی مدت میں مکمل کی۔

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' کا مسودہ مکہ، بصرہ اور بخارا میں تیار کیا اور اس کی تبییض مسجد حرام میں کی اور مدینہ منورہ میں روضہ شریفہ کے پہلو میں بیٹھ کر تراجم ابواب لکھے۔ امام بخاری کے شاگرد محمد بن ابی حاتم وراق کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے پوچھا: کیا آپ کو وہ تمام احادیث یاد ہیں جو آپ نے اپنی ''صحیح'' میں وارد کی ہیں؟ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جامع صحیح'' کی کوئی حدیث مجھ سے مخفی نہیں ہے، کیونکہ میں نے اس کو تین مرتبہ لکھا ہے۔

(ب): صحیح بخاری کی شروحات: کتب حدیث میں سب سے زیادہ ''صحیح بخاری'' کی شروح لکھی گئی ہیں۔ حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' میں ۱۰۱۲ھ تک ''بخاری'' کی پچاس سے زیادہ شروح گنوائی ہیں جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) اعلام السنن (۲) شرح البخاری (۳) کتاب النجاح (۴) شواہد التوضیح (۵) التلویح (۶) فتح الباری (۷) منح الباری (۸) مصابیح الجامع۔

(۱) اعلام السنن: یہ امام ابوسلیمان حمد بن محمد الخطابی کی تصنیف ہے۔

(۲) شرح البخاری: یہ امام ابوالحسن علی بن خلف الغربی المالکی کی شرح ہے۔

(۳) کتاب النجاح: یہ امام نجم الدین عمر بن محمد النسفی الحنفی کی تصنیف ہے۔

(۴) شواہد التوضیح: یہ شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ النحوی کی تالیف ہے۔

(۵) التلویح: یہ امام حافظ علاؤ الدین مغلطائی الحنفی کی تصنیف ہے۔

(۶) فتح الباری: یہ حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے۔

(۷) منح الباری: یہ علامہ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی کی تصنیف ہے۔
(۸) مصابیح الجامع: یہ علامہ بدر الدین محمد بن ابی بکر الدمامینی کی شرح ہے۔

سوال نمبر ۵: (الف) صحیح مسلم کی تالیف کا سبب بیان کریں نیز بتائیں کہ امام مسلم نے احادیث کا یہ مجموعہ کتنے عرصے میں تیار کیا؟

(ب) امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت اور عام حالات زندگی اختصار کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: (الف) سبب تالیف: امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' کی تالیف کا سبب خود بیان فرماتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض تلامذہ نے درخواست کی میں احادیث صحیحہ کا ایسا مجموعہ تیار کروں جس میں بلاتکرار احادیث کو جمع کیا جائے۔ چنانچہ ان کی درخواست پر میں نے اپنی ''صحیح'' تالیف کی۔ امام مسلم نے تین لاکھ احادیث میں سے اپنی ''جامع صحیح'' کا انتخاب فرمایا اور جن مشائخ کی احادیث کو انہوں نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا ہے ان سب سے انہوں نے بالمشافہ اور براہِ راست سماع کیا ہے اور اس تصنیف پر انہوں نے صرف اپنی ذاتی تحقیق پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط کے پیش نظر اس مجموعہ میں ان احادیث کو لائے ہیں جن کی صحت پر اس وقت کے اکابرین کا اتفاق تھا۔ پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ تحقیق مزید کے لیے کتاب کی تکمیل کے بعد اسے حافظ عصر ابو زرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا جو اس زمانہ میں علل حدیث اور جرح و تعدیل کے فن میں امام گردانے جاتے تھے اور جس روایت کے بارے میں انہوں نے کسی علت کی نشاندہی کی۔ امام مسلم نے اس کو کتاب سے خارج کر دیا۔

مدت ترتیب مجموعہ حدیث: پندرہ سال کی لگاتار جدوجہد اور شدید مشقت کے بعد ''صحیح مسلم'' کی صورت میں یہ مجموعہ احادیث تیار کیا گیا۔

(ب): امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت: امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ۲۱۵ھ میں ''خراسان'' کے ایک مشہور شہر ''نسا'' میں پیدا ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نقد رجال میں محتاط، معتمد اور اپنے تمام معاصرین پر مقدم تھے۔ آپ نہایت خوبصورت اور توانا تھے۔ آپ خوش وضع اور خوش پوشاک تھے۔

ابتدائی حالات: ابتدائی تعلیم کے بعد پندرہ سال کی عمر میں امام نسائی نے علم حدیث کی تحصیل شروع کی۔

احادیث کے لیے سفر: امام نسائی نے دور دراز شہروں میں جا کر علم حدیث کا اکتساب کیا۔ احادیث کی طلب اور روایت کی خاطر متعدد سفر اختیار کیے جن ممالک یا شہروں میں جا کر آپ نے علم حدیث حاصل کیا ان میں حجاز، عراق، شام، خراسان اور مصر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اساتذہ ومشائخ: آپ نے جن اساتذہ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا ان میں قتیبہ بن سعید،

اسحاق بن راہویہ، ہشام عمار اور محمد بن بشار وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تلامذہ: متعدد شہروں سے کثیر تعداد میں طلبہ آ کر آپ سے اکتساب فیض کرتے تھے۔ ان میں عبدالکریم بن احمد نسائی، ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن انس اور ابوالقاسم طبرانی وغیرہ شامل ہیں۔

عبادت و ریاضت: امام نسائی بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، صوم داؤدی کے طریقہ کو اپنایا ہوئے تھے۔ انہوں نے ساری زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے اور اخلاق صالحین کی تبلیغ میں گزاری۔

تصانیف: امام نسائی نے کثرت مشاغل کے باوجود متعدد کتب تصنیف کیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) السنن الکبریٰ (۲) المجتبیٰ (۳) خصائص علی (۴) مسند علی (۵) مسند مالک (۶) مسند منصور (۷) فضائل الصحابۃ (۸) کتاب التمییز (۹) کتاب المدلسین (۱۰) کتاب الضعفاء (۱۱) کتاب الاخوۃ (۱۲) کتاب الجرح والتعدیل (۱۳) مشیخۃ النسائی (۱۴) اسماء الرواۃ (۱۵) مناسک حج۔

وفات: آپ کا وصال ۱۳ صفر ۳۰۳ ہجری کو ہوا۔ چنانچہ آپ مکہ معظمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

الورقة الأولىٰ: العقائد والكلام

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل ...... عقائد نسفیہ﴾

سوال نمبر 1: واسباب العلم للخلق ثلاثة الحواس السليمة والخبر الصادق والعقل

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ اسباب ثلاثہ کی وضاحت ہو جائے؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) خبر متواتر کی تعریف اور حکم سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: (الف) اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر ایک نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کون کون سی ہیں؟ بیان کریں۔ ۱۰

سوال نمبر 3: (الف) مقتول کی اَجل کے بارے میں اہلسنت اور معتزلہ کا اختلاف واضح کریں؟ ۱۵

(ب) مقتول کی موت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے یا قاتل؟ اہل سنت کا مذہب مع الدلیل تحریر کریں؟ ۱۰

﴿حصہ دوم ...... الحق المبین﴾

سوال نمبر 4: (الف) کیا تمام علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کفر ہے؟ اپنا مؤقف دلیل دے کر ثابت کریں؟ ۱۰

(ب) توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ تفصیلاً جواب دیں۔ ۱۵

سوال نمبر 5: (الف) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کا مسلک کیا ہے؟ الحق المبین کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

(ب) اکابر علماء دیوبند کی عبارات متنازعہ کو مفتیان دیوبند بھی کفریہ سمجھتے ہیں، آپ اس حوالے سے دار العلوم دیوبند کا فتویٰ مع جواب لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 6: (الف) "علماء دیوبند کے علمی، دینی اور مذہبی کارناموں کی بنا پر یہ کہنا کہ ایسے لوگوں سے توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرزد ہونا محال ہے" کیا یہ قول درست ہے؟ ۱۰

(ب) علماء دیوبند کی وہ عبارات ذکر کریں جن سے علماء اہلسنّت نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سمجھ کر دیوبندیوں پر توہین خدا اور رسول کا حکم لگایا؟ ۱۵

رسول۔ایسے رسول کی خبر جس کی رسالت معجزہ کے ساتھ ثابت ہو یعنی سچے نبی کی خبر۔

عقل:

علم کا تیسرا ذریعہ عقل ہے، اگر عقل کے ذریعے غور و فکر کے بغیر صرف پہلی توجہ سے علم حاصل ہو تو یہ علم ضروری (یقینی) ہے جیسے اس بات کا علم کہ ہر چیز اپنی چیز سے بڑی ہوتی ہے اور اگر غور و فکر کیا جائے یعنی دلیل میں نظر کر کے عقل کے ذریعے علم حاصل ہو وہ علم اکتسابی ہوتا ہے جیسے آدمی نے آگ دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دھواں بھی ہوتا ہے، یہ علت سے معلول پر استدلال ہوتا ہے۔ عقل سے حاصل ہونے والے علم کی دو قسمیں ہیں:

1-علم ضروری، 2-علم اکتسابی

(ب):خبر متواتر:

خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جو اتنی بڑی قوم کی زبانوں پر ہو جس کا عقلی طور پر جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو سکتا ہو۔

حکم: اس خبر سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے جیسے زمانہ ماضی میں گزرے ہوئے بادشاہوں کی خبریں۔

سوال نمبر 2: (الف) اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کون کون سی ہیں؟ بیان کریں۔

جواب: (الف): اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر نوٹ:

اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے کوئی شئی خارج نہیں ہے، ہر چیز اسی کے ارادہ و مشیت سے وجود میں آتی ہے، وہ ہر چاہت پر قادر ہے، وہ بے نیاز ہے، کوئی اس کو پابند نہیں کر سکتا، وہ جو چاہے کر سکتا ہے، وہ جس چیز کو پیدا فرمانا چاہے "کن" کہہ کر پیدا فرما دیتا ہے، کوئی بھی اس کو اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا، وہ چاہے تو تندرست کو بیمار کر دے، اگر چاہے تو بیمار کو تندرست کر دے۔ وہ چاہے تو خوشحال کو تنگ دست کر دے، تو تنگ دست کو خوشحال کر دے۔ اگر وہ چاہے تو خوشی کو غمی میں بدل دے، اور غمی کو خوشی میں بدل دے۔ اگر وہ چاہے گناہ گار کو سزا دے اور چاہے تو گناہ گار کو بخش دے۔ اگر وہ چاہے تو گھروں والوں سے گھر چھین لے، اور چاہے تو بے گھروں کو گھر عطا فرما دے۔ جس کے لیے چاہے وسعت پیدا کر دے، جس کے لیے چاہے تنگی پیدا کر دے، جسے چاہے سیدھی راہ پر گامزن کر دے جسے چاہے گمراہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی کو محیط ہے، کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں ہے۔

ہر وہ چیز جو ہمیں خوردبین سے بھی نظر نہیں آتی اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی علم ہے، ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اس کے علم میں ہے، بغیر اس کی مرضی کے پتہ بھی حرکت نہیں کرتا اور ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ

"ماھو" کے ذریعے سوال ہو سکے۔

ولا یوصف بالکیفیۃ: اللہ عزوجل کسی کیفیت (حرارت و برودت) سے بھی متصف نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام اجسام کی صفات ہیں اللہ عزوجل جسم سے پاک ہے۔

ولا یتمکن فی مکان: اللہ تعالیٰ کسی مکان میں متمکن نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ متمکن کا معنی ہے ایک بُعد کا دوسرے بُعد میں نفوذ۔ بُعد کی دو قسمیں ہیں: عرضی اور جوہری۔

سوال نمبر 3: (الف) مقتول کی اَجل کے بارے میں اہلسنّت اور معتزلہ کا اختلاف واضح کریں؟

(ب) مقتول کی موت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے یا قاتل؟ اہل سنت کا مذہب مع الدلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف): اہلسنّت کا عقیدہ:

مقتول کی اجل کے بارے میں اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اسی وقت پر فوت ہوتا ہے۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ عین قرآن کے مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۝" (الاعراف:۳۴)

"جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہوتے ہیں نہ آگے۔"

موت بھی مخلوق ہے، جو بندے کے ساتھ قائم ہوتی ہے نہ یہ کہ بندہ کی تخلیق ہے اور نہ ہی اس کا کسب اور عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"نِالَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ" (الملک:۲)

"وہ اللہ تعالیٰ جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔"

معتزلہ:

لیکن مقتول کی اجل کے بارے میں معتزلہ اہلسنّت کے خلاف عقائد کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجل کو قطع کیا ہے، معتزلہ کا صحیح قول یہ ہے کہ قاتل نے اس کی اجل کو قطع کیا ہے تو قاتل ان کے نزدیک تقدیرِ الٰہی کو تبدیل کرنے والا ہوگا۔ کہتے ہیں اللہ نے مقتول کی اجل کو دراز کیا اور قاتل نے اس کو قطع کیا۔

(ب): مقتول کی موت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، یہ اہلسنّت کا مؤقف ہے۔ مقتول اپنی اجل کے ساتھ مرتا ہے یعنی جو وقت اس کی موت کا مقرر ہے اسی وقت مقررہ پر اس کی موت واقع ہوتی ہے۔

اہل سنت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آجال کا وقت مقرر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق بغیر کسی تردد کے تمام کائنات کے لیے تقدیر مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۝"

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2018ء

پہلا پرچہ: عقائد و کلام

﴿حصہ اول......عقائد نسفیہ﴾

سوال نمبر 1: واسباب العلم للخلق ثلاثة الحواس السليمة والخبر الصادق والعقل

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ اسباب ثلاثہ کی وضاحت ہو جائے؟

(ب) خبر متواتر کی تعریف اور حکم سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: مخلوق کے لیے علم کے اسباب تین ہیں:

1- سلامت حواس، 2- سچی خبر، 3- عقل

عبارت کی تشریح:

مذکورہ بالا عبارت میں انسان کے لیے ذرائع علم بتائے جا رہے ہیں یعنی وہ ذرائع جن سے انسان علم حاصل کرتا ہے وہ تین قسم کے ہیں۔ تین طریقوں سے انسان علم حاصل کرتا ہے: (i) حواس خمسہ، (ii) خبر صادق، (iii) عقل۔

انسان اور جانور میں فرق نمایاں ہوتا ہے، انسان اپنی حقیقت کو جان پاتا ہے۔ اب ان تین ذرائع علم کی وضاحت درج ذیل ہے:

اسباب ثلاثہ کی وضاحت: حواس سلیمہ:

جس قوت کے ذریعے کسی چیز کو محسوس کیا جائے اسے حس کہتے ہیں، جس کی جمع حواس ہے۔ سلیم سے مراد ہے کہ وہ سلامت ہوں اور ان میں کوئی عیب نہ ہو مثلاً اندھا، بہرا نہ ہو۔ ظاہر حواس پانچ ہیں:

1- سمع: سننے کی طاقت، 2- بصر: دیکھنے کی طاقت، 3- شم: سونگھنے کی طاقت، 4- ذوق: چکھنے کی قوت، 5- لمس: چھونے کی قوت

جس حس (قوت) کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس سے صرف اسی چیز کی پہچان حاصل ہوگی جیسے آنکھ کے ذریعے صرف دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا دیکھنے کے لیے یہی حس یعنی بصر ہی استعمال ہوگی۔

خبر صادق:

اس سے مراد یہ ہے سچی خبر کے ذریعے علم حاصل ہو اور خبر یقیناً دوسری ذات یا شخصیت سے حاصل ہوتی ہے جبکہ حواس خود انسان کی ذات میں موجود ہوتے ہیں۔ خبر صادق کی دو قسمیں ہیں: 1- خبر متواتر، 2- خبر

رسول۔ایسے رسول کی خبر جس کی رسالت معجزہ کے ساتھ ثابت ہو یعنی سچے نبی کی خبر۔

عقل:

علم کا تیسرا ذریعہ عقل ہے، اگر عقل کے ذریعے غوروفکر کے بغیر صرف پہلی توجہ سے علم حاصل ہو تو یہ علم ضروری (یقینی) ہے جیسے اس بات کا علم کہ ہر چیز اپنی چیز سے بڑی ہوتی ہے اور اگر غوروفکر کیا جائے یعنی دلیل میں نظر کر کے عقل کے ذریعے علم حاصل ہو وہ علم اکتسابی ہوتا ہے جیسے آدمی نے آگ دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دھواں بھی ہوتا ہے' یہ علت سے معلول پر استدلال ہوتا ہے۔عقل سے حاصل ہونے والے علم کی دو قسمیں ہیں:

1-علم ضروری، 2-علم اکتسابی

(ب):خبر متواتر:

خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جو اتنی بڑی قوم کی زبانوں پر ہو جس کا عقلی طور پر جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو سکتا ہو۔

حکم:اس خبر سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے جیسے زمانہ ماضی میں گزرے ہوئے بادشاہوں کی خبریں۔

سوال نمبر2:(الف) اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کون کون سی ہیں؟ بیان کریں۔

جواب:(الف):اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر نوٹ:

اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے کوئی شئی خارج نہیں ہے، ہر چیز اسی کے ارادہ ومشیت سے وجود میں آتی ہے' وہ ہر چاہت پر قادر ہے، وہ بے نیاز ہے، کوئی اس کو پابند نہیں کر سکتا، وہ جو چاہے کر سکتا ہے، وہ جس چیز کو پیدا فرمانا چاہے ''کن'' کہہ کر پیدا فرما دیتا ہے، کوئی بھی اس کو اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا، وہ چاہے تو تندرست کو بیمار کر دے، اگر چاہے تو بیمار کو تندرست کر دے۔وہ چاہے تو خوشحال کو تنگ دست کر دے' تو تنگ دست کو خوشحال کر دے۔اگر وہ چاہے تو خوشی کو غمی میں بدل دے، اور غمی کو خوشی میں بدل دے۔اگر وہ چاہے گناہ گار کو سزا دے اور چاہے تو گناہ گار کو بخش دے۔اگر وہ چاہے تو گھروں والوں سے گھر چھین لے، اور چاہے تو بے گھروں کو گھر عطا فرما دے۔جس کے لیے چاہے وسعت پیدا کر دے، جس کے لیے چاہے تنگی پیدا کر دے، جسے چاہے سیدھی راہ پر گامزن کر دے جسے چاہے گمراہ کر دے۔اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی کو محیط ہے، کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں ہے۔

ہر وہ چیز جو ہمیں خوردبین سے بھی نظر نہیں آتی اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی علم ہے، ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اس کے علم میں ہے، بغیر اس کی مرضی کے پتہ بھی حرکت نہیں کرتا اور ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ

"علیم بذات الصدور" ہے۔ وہ ہر چھپے اور ظاہر کو جانتا ہے، وہ ہمارے دلوں پر گزرنے والے وساوس اور خیالات سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کون کون سے خیالات راسخ ہیں، ہر وہ چیز جو ہمیں نظر نہیں آتی وہ اس کے علم میں ہے، وہ سب کو ہر حال میں جانتا ہے۔ جب انسان محو استراحت ہوتا ہے وہ ذات تب بھی انسان سے باخبر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کے بارے میں اشاعرہ کا مذہب ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی ذات پر زائد ہیں۔ عبارت میں شئ علم وقدرت دونوں کے لیے ثابت ہے لیکن علم کے لیے "شئ" اور ہے اور قدرت کے لیے "شئ" اور ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم مقدورات سے زیادہ ہے۔ ذات و صفات اور محال "معلومات" تو ہیں لیکن "مقدورات" نہیں۔ مقدور ہر وہ شئ ہے جو ممکن ہو۔ اختصار کی وجہ سے علم و قدرت کو جمع کر دیا گیا ہے، محال مقدور نہیں اور اس پر عدم قدرت نقص نہیں، اس لیے کہ محالات کے ساتھ ارادہ کا تعلق محال ہے تو یہ عجز بھی نہیں۔

(ب): اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ:

اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ درج ذیل ہیں:

لیس بعرض: اللہ تعالیٰ عرض نہیں ہے، کیونکہ عرض اپنے قیام میں غیر کا محتاج ہے اور عرض کی بقاء ممتنع ہے۔

ولا جسم: اللہ عزوجل کا جسم بھی نہیں ہے، کیونکہ جسم جواہر مفردہ سے مرکب ہوتا ہے اور جسم متغیر ہوتا ہے یعنی کسی مکان میں ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

ولا جوھر: ہمارے نزدیک "جزء لا یتجزی" ہے اور یہ متغیر بھی ہے اور جسم کا ایک ٹکڑا بھی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

ولا مصور: اللہ عزوجل صورت اور شکل والا بھی نہیں ہے جیسے انسان کی شکل وصورت ہوتی ہے، کیونکہ شکل وصورت جسم کا خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔

ولا محدود: اللہ عزوجل محدود بھی نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نہ حد ہے اور نہ نہایت۔

ولا معدود: اللہ تعالیٰ عدد و کثرت والا بھی نہیں ہے۔

ولا متبعض ولا متجز: اللہ تعالیٰ نہ ابعاض والا ہے، نہ اجزاء والا ہے اور نہ ہی ابعاض واجزاء سے مرکب ہے، کیونکہ ان میں اجزاء کی حاجت ہے اور یہ وجوب کے منافی ہے۔

ولا متناہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی کوئی انتہا نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ انتہا مقادیر واعداد کی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ مقادیر واعداد سے پاک ہے۔

ولا یوصف بالماھیۃ: وہ کسی شئ کے ساتھ جنس میں شریک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں

"ماھو" کے ذریعے سوال ہو سکے۔

ولا یوصف بالکیفیة: اللہ عزوجل کسی کیفیت (حرارت وبرودت) سے بھی متصف نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام اجسام کی صفات ہیں اللہ عزوجل جسم سے پاک ہے۔

ولا یتمکن فی مکان: اللہ تعالیٰ کسی مکان میں متمکن نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ متمکن کا معنی ہے ایک بُعد کا دوسرے بُعد میں نفوذ۔ بُعد کی دو قسمیں ہیں: عرضی اور جوہری۔

سوال نمبر 3: (الف) مقتول کی اَجل کے بارے میں اہلسنّت اور معتزلہ کا اختلاف واضح کریں؟
(ب) مقتول کی موت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے یا قاتل؟ اہل سنت کا مذہب مع الدلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف): اہلسنّت کا عقیدہ:

مقتول کی اجل کے بارے میں اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اسی وقت پر فوت ہوتا ہے۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ عین قرآن کے مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۝" (الاعراف:۳۴)

"جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہوتے ہیں نہ آگے۔"

موت بھی مخلوق ہے جو بندے کے ساتھ قائم ہوتی ہے نہ یہ کہ بندہ کی تخلیق ہے اور نہ ہی اس کا کسب اور عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ" (الملک:۲)

"وہ اللہ تعالیٰ جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔"

معتزلہ:

لیکن مقتول کی اجل کے بارے میں معتزلہ اہلسنّت کے خلاف عقائد کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجل کو قطع کیا ہے، معتزلہ کا صحیح قول یہ ہے کہ قاتل نے اس کی اجل کو قطع کیا ہے تو قاتل ان کے نزدیک تقدیرِ الٰہی کو تبدیل کرنے والا ہوگا۔ کہتے ہیں اللہ نے مقتول کی اجل کو دراز کیا اور قاتل نے اس کو قطع کیا۔

(ب): مقتول کی موت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، یہ اہلسنّت کا موّقف ہے۔ مقتول اپنی اجل کے ساتھ مرتا ہے یعنی جو وقت اس کی موت کا مقرر ہے اسی وقتِ مقررہ پر اس کی موت واقع ہوتی ہے۔

اہل سنت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آجال کا وقت مقرر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق بغیر کسی تردد کے تمام کائنات کے لیے تقدیر مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۝"

قال اللہ تعالیٰ:

"وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠"

ان آیات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ہر شخص کے لیے ایک وقت مقرر ہے، جب وہ وقت مقرر آئے گا، پھر اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ لہٰذا اگر کوئی مقتول ہے تو وہ بھی اپنے مقررہ وقت پر ہی مرتا ہے۔

﴿حصہ دوم......الحق المبین﴾

سوال نمبر 4: (الف) کیا تمام علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کفر ہے؟ اپنا موقف دلیل دے کر ثابت کریں؟

(ب) توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ تفصیلاً جواب دیں۔

جواب: (الف): تمام علماء امت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین کفر ہے۔ شرح شفاء میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

دلیل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے "لاریب" کلام "قرآن مجید" میں ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝"

"اے ایمان والو! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "رَاعِنَا" کہہ کر نہ پکارا کرو بلکہ "انْظُرْنَا" کہا کرو اور دھیان لگا کر سنتے رہا کرو، کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

اس آیت طیبہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب اور طرزِ تخاطب میں تعظیم وتوقیر کو ملحوظ رکھنے کی جو ہدایت اللہ عزوجل نے فرمائی ہے، محتاجِ تشریح نہیں ہے۔ نیز اس آیت مبارکہ کی روشنی میں شان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ گستاخی کا جرم عظیم ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 5: (الف) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کا مسلک کیا ہے؟ الحق المبین کی روشنی میں جواب دیں۔

(ب) اکابر علماء دیوبند کی عبارات متنازعہ کو مفتیان دیوبند بھی کفریہ سمجھتے ہیں، آپ اس حوالے سے دار العلوم دیوبند کا فتویٰ مع جواب لکھیں؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب): جواب کے لیے حل شدہ پرچہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 6: (الف) ''علماء دیوبند کے علمی، دینی اور مذہبی کارناموں کی بنا پر یہ کہنا کہ ایسے لوگوں سے توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرزد ہونا محال ہے'' کیا یہ قول درست ہے؟

(ب) علماء دیوبند کی وہ عبارات ذکر کریں جن سے علماء اہلسنت نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سمجھ کر دیوبندیوں پر توہین خدا اور رسول کا حکم لگایا؟

جواب: (الف) اور (ب) دونوں اجزاء کے جواب کے لیے حل شدہ پرچہ جات، علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف زیروزبر، زلزلہ، علامہ محمد منشاء تابش قصوری کی تالیف دعوتِ فکر، صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف بہار شریعت (حصہ اول) اور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ''الحق المبین'' کا مطالعہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

الورقة الثانية: الميراث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم قال علماء نا تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) فرائض کا اصطلاحی معنی لکھیں نیز میت کے ترکہ کے ساتھ متعلقہ حقوق بالترتیب سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۱۲+۳

سوال نمبر 2: الفروض المقدرة فی کتاب الله تعالى ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس على التضعيف والتنصيف

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اصحاب فروض کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) جدہ صحیحہ کی تعریف کریں اور والد کے حالات سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) زوجہ کے حالات لکھیں اور بتائیں کہ والدہ کو ثلث الکل اور ثلث ما بقی کن کن صورتوں میں ملتا ہے؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) عصبہ کی تعریف کریں۔ نیز عصبہ بغیرہ میں کتنی اور کون کون سی عورتیں ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4: درج ذیل ورثاء میں میت کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ (کوئی چار اجزاء حل کریں) ۴×۱۰=۴۰

(الف) والد والدہ چچا

میـــــــــــت

(ب) مادری بھائی حقیقی بہن حقیقی بھائی

میـــــــــــت

(ج) بیوی ۲ بیٹیاں پوتا

میــــــــــت

(د) والد پوتی

میــــــــــت

(ہ) خاوند مادری بہن والد

میــــــــــت

(و) بیٹا پوتا پوتی

میــــــــــت

(ز) ۲پوتیاں چچا

میــــــــــت

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: علم الفرائض (سراجی)

سوال نمبر 1: **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم قال علماء نا تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة**

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) فرائض کا اصطلاحی معنی لکھیں نیز میت کے ترکہ کے ساتھ متعلقہ حقوق بالترتیب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے لوگو!) تم علم فرائض سیکھو اور اُسے لوگوں کو سکھاؤ، پس بیشک یہ نصف علم ہے۔ ہمارے علماء کرام نے فرمایا: میت کے مال متروکہ (ترکہ) کے ساتھ چار حقوق تعلق رکھتے ہیں۔“

تشریح:

مذکورہ بالا عبارت میں علم فرائض کی اہمیت حدیث مبارکہ کی روشنی میں اجاگر کروائی جارہی ہے کہ علم فرائض کو حاصل کرنا کس حد تک ضروری ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم فرائض حاصل کرو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ اس کے سیکھنے اور سکھانے کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا اس لیے ضروری ہے کیونکہ یہ نصف علم ہے۔ عبارت میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میت جو مال چھوڑ جائے اس کے ساتھ چار حقوق وابستہ ہیں اور وہ چار حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

1- تجہیز وتکفین، 2- قضائے دین، 3- وصیت، 4- تقسیم وراثت۔

میت کے مال متروکہ سے چار حقوق کی ادائیگی کرنا اسی ترتیب سے لازم ہے۔ لہٰذا ورثاء پر لازم ہے کہ وہ میت کے مال متروکہ کو انہیں چار حقوق کی ترتیب سے تقسیم کریں۔

(ب): فرائض کا اصطلاحی معنی:

فرائض فریضہ کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے مقررہ حصہ۔ اصطلاح شریعت میں علم فرائض اس علم کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے میت کے ترکہ میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

ترکہ سے متعلق بالترتیب حقوق:

میت کے مال متروکہ سے بالترتیب چار حقوق وابستہ ہیں:

1-تجہیز و تکفین:

ترکہ سے متعلق پہلا حق تجہیز و تکفین ہے، جہاز ایسے ضروری امور کو کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران مسافر جن کی طرف محتاج ہو۔ اس طرح تجہیز کا مطلب یہ ہوا کہ میت کے سفر آخرت میں میت کے لیے ضروری اشیاء کو فراہم کرنا جیسے غسل، تابوت اور کفن و دفن۔ تکفین بھی تجہیز میں داخل ہے۔ یہ تخصیص بعد التعمیم ہے۔

2-قضائے دین:

ترکہ سے متعلق دوسرا حق قضائے دین ہے۔ قرض کی دو قسمیں ہیں:

1-حقوق اللہ عزوجل سے متعلق، 2-حقوق العباد سے متعلق

اول کا حکم وصیت کا ہی ہے، وصیت کرے تب ادا کی جائے گی اور وہ بھی 1/3 مال سے۔ دوسرے کا ثبوت (حقوق العباد سے متعلق) دو چیزوں سے ہوتا ہے: 1-شرعی شہادت، 2-اقرارِ میت۔ پھر اقرارِ میت کی دو قسمیں ہیں: 1-حالت صحت میں اقرار، 2-مرض الموت میں اقرار۔ وہ قرض جو حقوق اللہ سے متعلق ہو مثلاً حج فرض تھا ادا نہیں کیا، زکوٰۃ فرض تھی ادا نہیں کی وغیرہ۔ تو ان حقوق کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ میت نے اس قرض کی ادائیگی کی وصیت نہ کی ہو، تو اس صورت میں ادائیگی قرض ضروری نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ میت نے اس قرض کو ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو پھر ورثاء پر ضروری ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تیسرے حصے سے وصیت پوری کریں۔ وہ قرض جو حقوق العباد سے متعلق ہوں مثلاً رقم ادھار لی تھی وغیرہ تو اس قرض کی ادائیگی کی بھی دو صورتیں ہیں: وہ قرض جو شرعی شہادتوں سے ثابت ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ قرض میت کے اقرار سے ثابت ہو۔ ان دونوں صورتوں میں قرض کی ادائیگی لازم ہوگی۔ میت کے ورثاء پر لازم ہوگا کہ وہ میت کے اموال متروکہ میں سے اس کے قرض کی ادائیگی کا فریضہ سرانجام دیں۔

3-وصیت:

ترکہ سے متعلق تیسرا حق وصیت ہے اگر میت نے اپنی زندگی میں کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں جگہ صرف کر دینا اور مدرسہ بنا دینا وغیرہ۔ تو تجہیز و تکفین اور قضائے دین کے لیے میت کی جائیداد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس کے تیسرے حصہ سے میت کی وصیت پوری کی جائے گی۔

4-تقسیم میراث:

ترکہ سے متعلق چوتھا حق تقسیم میراث ہے۔ میت کی تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور تعمیل وصیت کے بعد میت کا جو مال بچے اس کو ترتیب شرعی کے مطابق تقسیم کیا جائے گا یعنی قرآن مقدس و سنت رسول صلی اللہ

علیہ وسلم اور اجماع امت سے جو ترتیب ثابت ہے اس ترتیب کو تقسیم میراث میں ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

سوال نمبر 2: الفروض المقدرة فی کتاب الله تعالٰی ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتنصیف

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اصحاب فروض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

(ب) جدہ صحیحہ کی تعریف کریں اور والد کے حالات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) میں چھ حصے مقرر ہیں: نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث اور سدس تضعیف وتنصیف کے ساتھ۔''

اصحابِ فروض کی تعداد:

جن افراد کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں ان کو اصحابِ فروض کہا جاتا ہے اور اصحابِ فروض کل تعداد میں بارہ (12) ہیں جن میں سے چار مرد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1-باپ، 2-جد صحیح، 3-خیفی بھائی، 4-خاوند

اور آٹھ (8) عورتیں شامل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1-بیوی، 2-والدہ، 3-جدہ صحیحہ، 4-پوتی، 5-بیٹی، 6-اخوات شقیقہ، 7-اخوات ابویہ، 8-اخوات امیہ

(ب): جدہ صحیحہ کی تعریف:

جدہ صحیحہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ جب میت کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ ہو جیسے والد کی والدہ یعنی دادی اور والدہ کی والدہ یعنی نانی۔

والد کے حالات:

باپ کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: فرض مطلق ہے یعنی محض سدس ($1/6$) ملے گا۔

دوسری حالت: سدس ($1/6$) اور تعصیب ہے۔

تیسری حالت: صرف تعصیب ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) زوجہ کے حالات لکھیں اور بتائیں کہ والدہ کو ثلث الکل اور ثلث ماقی کن کن صورتوں میں ملتا ہے؟

(ب) عصبہ کی تعریف کریں۔ نیز عصبہ بغیرہ میں کتنی اور کون کون سی عورتیں ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف): زوجہ کے حالات:

زوجہ کی دو حالتیں مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی حالت: پہلی حالت ربع ($^1/_4$) اولاد کی غیر موجودگی میں۔

دوسری حالت: دوسری حالت ثمن ($^1/_8$) ہے اولاد کی موجودگی میں۔

والدہ کو ثلث الکل اور ثلث ماقبی ملنے کی صورتیں:

اگر میت نے والد، والدہ، خاوند و بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہو تو ان حالات میں خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد کا ثلث ($^1/_3$) میت کی والدہ کو ملے گا۔ اگر میت نے والد کی جگہ جد صحیح کو چھوڑا ہو تو پھر میت کی والدہ کو ثلث ماقبی (زوجین میں سے کسی ایک کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ حال کا تیسرا حصہ) نہیں ملے گا بلکہ ثلث الکل (کل جائیداد کا تیسرا حصہ) ملے گا۔

(ب): عصبہ کی تعریف:

عربی زبان میں لفظ عصبہ کے معنی پٹھے کے آتے ہیں اور اصطلاح شرع میں عصبہ وہ شخص کہلاتا ہے، جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بلکہ اصحاب فروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ اسی شخص کو ملے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام میراث کا وہ شخص مالک بن جائے گا۔

عصبہ بغیرہ میں عورتوں کی تعداد

عصبہ بغیرہ اس عورت کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی مذکر کے ساتھ ملا کر عصبہ بنا دیا ہو۔

واضح رہے عصبہ بغیرہ فقط وہ عورت بن سکتی ہے جس کا حصہ:

نصف ($^1/_2$) 1/2 یا ثلثان ($^2/_3$) مقرر ہو اور وہ فقط چار عورتیں ہیں:

1- بیٹی، 2- پوتی، 3- سگی بہن، 4- علاتی بہن

سوال نمبر 4: درج ذیل ورثاء میں میت کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

(الف) والد　　والدہ　　چچا

میـــــت

(ب) مادری بھائی　　حقیقی بہن　　حقیقی بھائی

میـــــت

(ج) بیوی　۲ بیٹیاں　پوتا

میـــــت

(د) والد پوتی

میــــــــــت

(ہ) خاوند مادری بہن والد

میــــــــــت

(و) بیٹا پوتا پوتی

میــــــــــت

(ز) ۲ پوتیاں چچا

میــــــــــت

جواب:

(الف)

مسئلہ 6

میــــــــــت

والد	والدہ	چچا
1/6	1/3	عصبہ
1	2	3

(ب)

مسئلہ 6 = عول

میــــــــــت

مادری بھائی	حقیقی بہن	حقیقی بھائی
1/6	1/2	1/3
1	2	4

(ج)

مسئلہ 24

میــــــــــت

بیوی	2 بیٹیاں	پوتا
1/8	2/3	1/6
3	16	1+4

(د) مسئلہ 6

میـــــــــــت

والد	پوتی
1/6	عصبہ
1	5

(ہ) مسئلہ 6

میـــــــــــت

خاوند	مادری بہن	والد
1/2	1/6	عصبہ
3	1	2

(و) مسئلہ 1

میـــــــــــت

بیٹا	پوتا	پوتی
1	محجوب	محجوب

(ز) مسئلہ 3

میـــــــــــت

2 پوتیاں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

الورقة الثالثة: الفقه

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وينعقد بلفظ النكاح والتزويج والهبة والتمليك والصدقة وقال الشافعي لاينعقد الا بلفظ النكاح والتزويج لان التمليك ليس حقيقة فيه ولا مجازا عنه لان التزويج للتلفيق والنكاح للضم ولا ضم ولا ازدواج بين المالك والمملوك أصلا

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کی دلیل بیان کریں اور بتائیں کہ بیع، اجارہ، اباحت، احلال اور وصیت میں سے کس کس لفظ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: قال لايحل للرجل ان يتزوج بامه ولا بجداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالى حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم الأية والجدات امهات اذ الام هى الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع

(الف) عبارت کا ترجمہ کرکے خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟ صرف احناف کا مذہب مع الدلائل لکھیں۔ ۱۵

سوال نمبر 3: ونكاح المتعة باطل وهو ان يقول لامرأة اتمتع بك كذا مدة بكذا من المال وقال مالك هو جائز لانه كان مباحا فيبقى الى ان يظهر ناسخه قلنا ثبت النسخ باجماع الصحابة وابن عباس صح رجوعه الى قولهم فتقرر الاجماع

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟ اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۸=۱۶

(ب) نکاح شغار اور نکاح مؤقت میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۷+۷=۱۴

سوال نمبر 4: ويصح النكاح وان لم يسم فيه مهرا لان النكاح عقد انضمام وازدواج لغة فيتم بالزوجين ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل فلا يحتاج الى ذكره

لصحة النكاح وكذا اذا تزوجها بشرط ان لا مهر لها لما بينا

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں نیز اگر اس مسئلہ میں کسی امام کا اختلاف ہو تو نشاندہی ضرور کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مہر کی کم از کم مقدار کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے صرف پانچ صورتوں کے بارے میں بتائیں کہ ان میں کتنی اور کون کون سی طلاق ہوگی؟ تحریر کریں؟ ۵×۶=۳۰

(۱) لو قال أنت طالق الطلاق، (۲) لو قال رقبتك طالق، (۳) لو قال انت طالق ثلاثة انصاف تطليقتين، (۴) لو قال انت طالق من واحدة الى ثنتين، (۵) لو قال انت طالق واحدة فى ثنتين، (۶) لو قال انت طالق من ههنا الى الشام

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وينعقد بلفظ النكاح والتزويج والهبة والتمليك والصدقة وقال الشافعي لاينعقد الا بلفظ النكاح والتزويج لان التمليك ليس حقيقة فيه ولا مجازا عنه لان التزويج للتلفيق والنكاح للضم ولا ضم ولا ازدواج بين التمالك والمملوك أصلا.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کی دلیل بیان کریں اور بتائیں کہ بیع، اجارہ، اباحۃ، احلال اور وصیت میں سے کس کس لفظ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''یہ (نکاح) لفظ نکاح، تزویج، ہبہ، تملیک، اور صدقہ کے ذریعے بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ صرف لفظ نکاح اور تزویج کے ذریعے ہی منعقد ہوتا ہے، کیونکہ لفظ تملیک اس کے بارے میں حقیقی مفہوم نہیں رکھتا اور اسے مجازی طور پر بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (لفظ) تزویج، تلفیق (ملانے) کے لیے استعمال ہوتا ہے اور لفظ نکاح، ضم (ملانے) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مالک اور مملوک کے درمیان اصل کے اعتبار سے زوج ہونے کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔''

تشریح وتوضیح:

مذکورہ بالا عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کون سے الفاظ کے ذریعے نکاح منعقد ہوتا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک پانچ الفاظ کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے: نکاح، تزویج، ہبہ، تملیک اور صدقہ۔

ایک فریق یہ کہے: تم میرے ساتھ نکاح کر لو، تم میرے ساتھ تزویج (شادی) کر لو، تم مجھے اپنا آپ ہبہ کر دو، تم مجھے مالک بنا دو، تم مجھے صدقہ کر دو اور دوسرا فریق یہ کہے: میں نے تم سے نکاح کیا، میں نے تم سے تزویج (شادی) کی، میں نے تمہیں اپنا آپ ہبہ کیا اور میں نے تمہیں اپنا مالک بنایا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح صرف دو الفاظ کے ذریعے منعقد ہوتا ہے: ایک نکاح اور دوسرا تزویج۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ لفظ ''تملیک'' نکاح کے مفہوم

پر نہ تو حقیقی طور پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی مجازی طور پر دلالت کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ تزویج کا مطلب ایک دوسرے سے ملانا اور لفظ نکاح کا مطلب ضم کرنا ہے۔ لیکن مالک اور مملوک کے درمیان یہ مفہوم پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح میں دونوں فریق ہم پلہ ہوتے ہیں جبکہ مالک اور مملوک کا مرتبہ ہم پلہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اس لفظ کے ذریعے نکاح کا مفہوم مراد نہیں لیا جا سکتا۔

(ب): مذکورہ مسئلہ میں احناف کی دلیل:

احناف کی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی کنیز کا مالک بناتا ہے، تو اس کنیز کی ملکیت حاصل ہونے کے نتیجے میں دوسرے شخص کو اس کنیز سے تمتع کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ شادی کرتا ہے تو اس عقد کے نتیجے میں اسے اس خاتون سے تمتع کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے مجازی طور پر یہاں مناسبت کا مفہوم پایا جا رہا ہے جبکہ ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کا بھی یہی حکم ہوگا۔

لفظ ''بیع'' سے نکاح کا حکم: لفظ ''بیع'' کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

لفظ ''اجارہ'' سے نکاح کا حکم: اجارہ کا مطلب ہے کسی شخص کو معاوضہ دے کر اس کی خدمات حاصل کرنا۔ صحیح قول کے مطابق نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

لفظ ''اباحت'' سے نکاح کا حکم: کوئی چیز کسی کے لیے مباح کر دینا۔ لفظ ''اباحت'' کے ذریعے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

لفظ ''احلال'' سے نکاح کا حکم: اس کا مطلب ہے کوئی چیز کسی کے لیے حلال کر دینا۔ لفظ ''احلال'' سے بھی نکاح جائز نہیں ہوتا۔

لفظ ''وصیت'' سے نکاح کا حکم: لفظ ''وصیت'' سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوتا، کیونکہ نکاح کا تعلق حیات سے ہوتا ہے اور وصیت کا تعلق وفات کے بعد ہوتا ہے، جس کی تعمیل وفات کے بعد ضروری ہے۔

سوال نمبر 2: قال لایحل للرجل ان یتزوج بامه ولا بجداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالی حرمت علیکم امهاتکم وبناتکم الأیة والجدات امهات اذ الام هی الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ب) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟ صرف احناف کا مذہب مع الدلائل لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ: فرماتے ہیں: کسی بھی مرد کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ شادی کرے اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اپنی دادیوں، نانیوں کے ساتھ شادی کرے۔ خواہ وہ مردوں کی

طرف سے ہوں یا خواتین کی طرف سے ہوں۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام قرار دی گئی ہیں۔''

دادیاں، نانیاں بھی ''امہات'' میں شامل ہیں، کیونکہ لغت میں ''ام'' بنیاد کو کہتے ہیں یا پھر ان کی حرمت ''اجماع'' سے ثابت ہوگی۔''

خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ دادیاں، نانیاں ''امہات'' میں شامل ہوں گی۔لغوی طور پر ''ام'' اصل کو کہا جاتا ہے۔

چونکہ یہ رشتہ، آدمی کی اصل یا اصل کی حیثیت میں ہوتا ہے اس اعتبار سے انہیں حرام قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہاں لغوی معنی پر اعتبار نہ بھی کیا جائے تو ان خواتین کی حرمت ''اجماع'' سے ثابت ہے، کیونکہ اس بات پر تمام امت متفق ہے کہ یہ خواتین دائمی طور پر مرد کے لیے نکاح کے اعتبار سے حرام ہیں۔

جواب: (ب): اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس سے احناف کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یعنی جس عورت کے ساتھ اس نے زنا کیا ہو اس کی ماں اور بیٹی اس شخص پر حرام ہو جاتی ہیں۔

احناف کا مذہب مع دلائل:

احناف کے نزدیک زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے،ان کی دلیل یہ ہے کہ وطی جزء ہونے کا سبب بنتی ہے اولاد کے واسطے کی وجہ سے یہاں تک کہ وطی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو میاں بیوی میں سے ہر ایک کی طرف مکمل طور پر منسوب کیا جا سکتا ہے اور اس اصول کے نتیجے میں جس عورت کے ساتھ زنا کیا گیا ہے اس کے اصول و فروع پر زنا کرنے والے مرد کے اصول و فروع کی مانند ہو جائیں گے۔اس کے برخلاف بھی اسی طرح ہوگا اور کسی جزء سے تمتع کرنا حرام ہے۔

سوال نمبر 3: **ونكاح المتعة باطل وهو ان يقول لامرأة اتمتع بك كذا مدة بكذا من المال وقال مالك هو جائز لانه كان مباحا فيبقى الى ان يظهر ناسخه قلنا ثبت النسخ باجماع الصحابة وابن عباس صح رجوعه الى قولهم فتقرر الاجماع**

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) نکاح شغار اور نکاح مؤقت میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اس سے مراد یہ ہے: مرد عورت سے یہ کہے: میں اتنے مال کے عوض میں اتنے عرصہ تک تم سے تمتع کرتا رہوں گا۔امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ جائز ہے۔اس کی دلیل یہ

ہے: یہ پہلے مباح تھا، تو اس کی یہ صورت باقی رہے گی یہاں تک کہ اس کو منسوخ کرنے والی چیز ظاہر ہو جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں: اس کا منسوخ ہونا صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہے۔ جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے، تو ان کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مؤقف کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا اجماع پختہ ہو گیا۔"

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت:

مذکورہ بالا عبارت میں نکاح متعہ کے بارے میں یہ حکم بیان کیا ہے: ایسا نکاح باطل قرار دیا جائے گا، اس کی مثال یہ دی ہے کہ مرد عورت سے یہ کہے: "میں اتنی مدت تک اپنے مال کے عوض تم سے تمتع (صحبت) کرتا رہوں گا۔"

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ ان کے نزدیک متعہ کرنا جائز ہے تو یہ روایت درست نہیں ہے، کیونکہ دیگر تمام فقہاء کی طرح امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ بھی متعہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاح متعہ باطل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو جائز قرار دیتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور صحابہ کرام کے اجماع کے نتیجے میں اس کو باطل قرار دیا جائے گا۔

(ب): نکاح شغار کی تعریف:

نکاح شغار سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ اس کا شوہر اپنی بیٹی یا بہن کی شادی اس شخص سے کر دے گا۔

حکم: دونوں عقد ایک دوسرے کا معاوضہ بن جائیں گے تو یہ دونوں عقد درست ہوں گے۔ تاہم مہر مثل واجب ہوگا۔

نکاح مؤقت کی تعریف:

نکاح مؤقت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں دس دن کے لیے شادی کرے۔

حکم: نکاح مؤقت باطل ہے۔

سوال نمبر 4: ویصح النکاح وان لم یسم فیہ مھرا لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغۃ فیتم بالزوجین ثم المھر واجب شرعا ابانۃ لشرف المحل فلا یحتاج الی ذکرہ لصحۃ النکاح وکذا اذا تزوجھا بشرط ان لا مھر لھا لما بینا

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں نیز اگر اس مسئلہ میں کسی امام کا اختلاف ہو تو نشاندہی ضرور کریں؟

(ب) مہر کی کم از کم مقدار کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: نکاح درست ہوتا ہے اگر چہ اس میں مہر طے نہ کیا گیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے نکاح کا مطلب انضمام (ملنے) یا ازدواج (شادی ہونے) کے عقد کا نام ہے اور وہ زوجین (میاں بیوی) سے مکمل ہو جاتا ہے، پھر شریعت کے اعتبار سے مہر واجب ہے، یہ اس محل کی عزت و احترام کو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ اس لیے نکاح کے درست ہونے میں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عورت کے ساتھ اس شرط پر شادی کرتا ہے کہ اس (عورت) کو مہر نہیں ملے گا (تو وہ نکاح درست ہوگا) اس کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

تشریح:

مذکورہ بالا عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر نکاح میں ایجاب وقبول کرتے وقت مہر مقرر نہ کیا جائے، یا اس کا تذکرہ نہ کیا جائے تو نکاح درست ہوتا ہے۔

اس کی پہلی دلیل یہ ہے:

لغوی اعتبار سے لفظ "نکاح" کا مطلب انضمام اور ازدواج ہے اور یہ مفہوم میاں بیوی کی موجودگی میں مکمل ہو جاتا ہے، اس لیے مہر کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جب مہر شرعی طور پر واجب ہے تو واجب کے بغیر نکاح مکمل کیسے ہو سکتا ہے؟

تو اشارے کے طور پر اس کا جواب دیا گیا ہے: محل یعنی ملک بضعہ کی شرافت واحترام کے اظہار کے لیے اس کو مقرر کیا گیا ہے، اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اس کے بغیر نکاح درست ہی نہیں ہو سکتا۔ یہاں یہ مسئلہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر اس شرط پر شادی کی جائے کہ عورت کو کوئی مہر نہیں ملے گا تو نکاح درست ہوتا ہے۔

اختلاف کی نشاندہی:

اس بارے میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے مختلف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اگر یہ شرط رکھی جائے تو نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا۔

(ب): مہر کی کم از کم مقدار:

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ کسی بھی چیز کے سودے میں، جو چیز قیمت بن سکتی ہو،

وہ مہر بھی بن سکتی ہے۔

دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ مہر عورت کا حق ہے۔ لہٰذا اس کی مقدار کا تعین عورت کے ذمے ہوگا، وہ کم یا زیادہ کوئی بھی حق متعین کر سکتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل قیاس اور عقل پر مبنی ہے اس لیے کہ اس کو ترک کر دیا گیا۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب:

- امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے اور اس سے کم مہر نہیں ہوگا۔

دلیل: احناف کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک ہے:

"دس درہم سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔"

سوال نمبر 5: درج ذیل صورتوں کے بارے میں بتائیں کہ ان میں کتنی اور کون کون سی طلاق ہو گی؟ تحریر کریں؟

(۱)لو قال أنت طالق الطلاق، (۲)لو قال رقبتك طالق، (۳)لو قال انت طالق ثلاثة انصاف تطليقتين، (۴)لو قال انت طالق من واحدة الى ثنتين، (۵)لو قال انت طالق واحدة فی ثنتين، (٦)لو قال انت طالق من ھھنا الى الشام

جواب: 1-لو قال انت طالق الطلاق کا حکم:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: "انت طالق الطلاق" پھر وہ بولا کہ میں نے اپنے لفظ "طالق" کے ذریعے ایک طلاق مراد لی ہے اور اپنے لفظ "طلاق" کے ذریعے دوسری مراد لی ہے تو اس شخص کی تصدیق کی جائے گی، کیونکہ ان دونوں میں سے ہر لفظ طلاق واقع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو گویا اس شخص نے یہ کہا "انت طالق و طالق"

تو دو رجعی طلاقیں واقع ہو جائیں گی جبکہ وہ عورت مدخول بہا ہو۔

2-لو قال رقبتك طالق کا حکم:

"لو قال رقبتك طالق" کی صورت میں عورت پر ایک طلاق واقع ہو گی۔

3-لو قال انت طلاق ثلاثة انصاف تطليقتين کا حکم:

ایسی صورت میں عورت کو ایک طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ طلاق کو ٹکڑوں/اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

4-لو قال انت طالق من واحد الی ثنتین کاحکم:

ایسی صورت میں ایک قول کے مطابق دو طلاقیں واقع ہوں گی، کیونکہ یہ دونوں مل کر ڈیڑھ طلاقیں ہو رہی ہیں جنہیں مکمل کیا جائے گا (تو دو ہو جائیں گی) اور ایک قول کے مطابق تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، کیونکہ ہر نصف اپنی ذات کے اعتبار سے مکمل ہے، تو یہ تین ہو جائیں گی۔

5-لو قال انت طالق واحدة فی ثنتین کاحکم:

ایسی صورت میں اگر اس نے ضرب اور حساب کی نیت کی یا اس شخص نے کوئی نیت نہیں کی، تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: دو طلاقیں ہوں گی، کیونکہ عرف کا حساب کیا جائے گا۔

6-لو قال انت طالق من ھھنا الی الشام کاحکم:

ایسی صورت میں ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور مرد رجوع کرنے کا حق رکھے گا۔ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں طلاق بائنہ ہوگی، کیونکہ مرد نے طلاق کو طوالت کے ساتھ موصوف کیا ہے۔ ہم یہ کہیں گے بلکہ اس نے طلاق کو "قصر" کے ساتھ موصوف کیا ہے، یہ واقع ہوگی تو کسی بھی جگہ واقع ہو سکتی ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

الورقة الرابعة: لمسند الامام الاعظم و آثار السنن

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دوسوال حل کریں۔

﴿حصہ اول......مسند امام اعظم﴾

سوال نمبر 1: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبداللہ ما کنتم تعدون الذنوب شرکا قال لا قال ابو سعید قلت یا رسول اللہ هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرك باللہ تعالٰی

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ صیغے بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) کیا گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعن اللہ القدرية وما من نبی ولا رسول الا لعنهم ونهی امته عن الكلام معهم

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور لفظ نبی کے بعد لفظ رسول کا ذکر کرنے کی حکمت تحریر کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) قدریہ کے عقائد ونظریات سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: عن قیس بن ابی حازم قال سمعت جریر بن عبداللہ یقول قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر ليلة البدر لا تضامون فی رؤيته فانظروا ان لا تغلبوا فی صلوة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں اہل سنت کا مذہب تحریر کریں؟ ۱۰

﴿حصہ دوم......آثار السنن﴾

سوال نمبر 4: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا قام احدکم یصلی فانه یستره اذا کان بین یدیه مثل آخرة الرحل فاذا لم یکن بین یدیه مثل آخرة الرحل فانه یقطع

صلوته الحمار والمراۃ والکلب الاسود

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور سترہ کی مقدار سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) حدیث شریف میں قطع صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ کو خاص کرنے کی وجہ لکھیں۔ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر5: عن علی بن ابی طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مفتاح الصلوۃ الطہور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) اگر نمازی نے اللہ اکبر کی بجائے اللہ الکبیر یا اللہ الاکبر یا اللہ العظیم سے نماز کو شروع کیا تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ طرفین کا مذہب لکھیں۔ ۱۰

سوال نمبر6: عن ابی وائل قال کانوا یسرون التعوذ والبسملۃ فی الصلوۃ

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز تسمیہ کے جزو سورت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں احناف وشوافع کے اقوال لکھیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) نماز میں قرأت بسملہ جہراً ہوگی یا سراً؟ احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: مسندِ امامِ اعظم و آثار السنن

حصہ اول......مسند امام اعظم

سوال نمبر 1: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبداللہ ما کنتم تعدون الذنوب شر کا قال لا قال ابو سعید قلت یا رسول اللہ هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرك باللہ تعالٰی

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ صیغے بیان کریں؟

(ب) کیا گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا موقف لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ: "حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ تعالٰی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: آپ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) گناہوں کو شرک نہیں سمجھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس امت میں کوئی ایسا گناہ ہے جو کفر تک پہنچتا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، صرف کسی کو اللہ تعالٰی کا شریک کرنا۔"

خط کشیدہ صیغے:

قُلْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

یُبَلِّغُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل۔

(ب): کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر:

کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔

دلیل: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کے دن آپ کس کے لیے شفاعت کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کبیرہ گناہ کرنے والوں، بڑے گناہ کرنے والوں اور خون ریزی کرنے والوں کے لیے۔"

مذکورہ بالا روایت کا تعلق شفاعت سے بھی ہے اور اس روایت کے ذریعے خوارج کے موقف کی تردید ہو جاتی ہے۔ کبیرہ گناہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

بات کی صراحت فرمادی ہے کہ میری شفاعت کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لیے بھی ہوگی۔

سوال نمبر 2: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله القدرية وما من نبی ولا رسول الا لعنهم ونهى امته عن الكلام معهم

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور لفظ نبی کے بعد لفظ رسول کا ذکر کرنے کی حکمت تحریر کریں؟

(ب) قدریہ کے عقائد ونظریات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تقدیر کے منکرین پر لعنت کی ہے، ہر نبی اور ہر رسول نے ان پر لعنت کی ہے اور اپنی امت کو ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع کیا ہے۔''

لفظ نبی کے بعد رسول ذکر کرنے میں حکمت:

نبی اور رسول کے مابین فرق ہے۔ نبی اپنے پہلے رسول کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے اور اپنی قوم کو بھی اس کا حکم دیتا ہے۔ نبی صاحب کتاب نہیں ہوتا مگر رسول صاحب کتاب ہوتا ہے۔ نبی کے بعد لفظ رسول لانے کی ایک حکمت تخصیص بعد التعمیم ہے اور دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔

(ب): قدریہ کو معتزلہ بھی کہتے ہیں، قدریہ کا اکثر عقائد میں سلف صالحین کے ساتھ عقائد میں اختلاف ہے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ قدریہ کا عقیدہ کہ مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔ جو شخص بغیر توبہ کے مرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا لیکن اس کا عذاب کفار کے عذاب سے خفیف ہوگا۔

☆ ان کا عقیدہ ہے کہ جمیع حیوانات کے افعال اختیاریہ ہیں، انہی کے خلق سے صادر ہوتے ہیں اور ان افعال کے ساتھ اللہ عزوجل کی تخلیق کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

☆ ان کا عقیدہ ہے کہ آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار نہیں ہوگا۔

☆ وہ اللہ عزوجل کے صفات ازلیہ کے بھی منکر ہیں، جس صفت کے ساتھ انسان متصف ہوسکتا ہے اللہ عزوجل کے لیے اس صفت کے منکر ہیں۔

☆ وہ شفاعت کے منکر ہیں۔

☆ ان کا عقیدہ ہے کہ بعض کام اللہ عزوجل کی مشیت کے بغیر بھی ہوجاتے ہیں۔

سوال نمبر 3: عن قيس بن ابی حازم قال سمعت جرير بن عبدالله يقول قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر ليلة البدر لا تضامون في رؤيته فانظروا ان لا تغلبوا في صلوة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ب) رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں اہل سنت کا مذہب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: قیس بن ابو حازم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کو یوں دیکھو گے جیسے چودھویں رات میں چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں اسے دیکھنے میں کوئی الجھن نہیں ہو رہی۔ تم اس چیز کا خیال رکھنا کہ تم اس نماز کے بارے میں سستی کا شکار نہ ہو جانا جو سورج نکلنے سے پہلے ہوتی ہے اور جو سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔

خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس چیز کا خیال رکھنا کہ تم اس نماز کے بارے میں سستی کا شکار نہ ہو جانا جو سورج نکلنے سے پہلے ہوتی ہے اور جو سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز سے مراد فجر کی نماز ہے اور سورج غروب ہونے سے پہلی نماز سے مراد نماز عصر ہے۔ ان دو نمازوں کا ذکر حضورؐ نے حدیث مبارکہ میں صراحتاً اس لیے فرمایا ہے:

انہی دو اوقات میں اہل جنت اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوا کریں گے، انہی دو اوقات میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا کریں گے۔

نماز عصر کے بارے میں قرآن مجید میں بھی فرمایا:

"اپنی نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی (وسطیٰ) نماز کی۔"

اس لیے ہمیں چاہیے کہ نماز پنجگانہ کا اچھے طریقے سے اہتمام کریں۔

(ب): رؤیت کا معنی ہے کسی چیز کو آنکھ کے ذریعے مکمل طور پر دیکھنا اور اس کا منکشف ہونا ہے جیسے ہم چاند کو دیکھیں اور پھر آنکھ بند کر لیں تو وہ دونوں حالتوں میں ہمارے لیے واضح اور منکشف ہے لیکن دیکھنے کی حالت میں زیادہ واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رؤیت عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے۔ عقل اسے جائز قرار دیتی ہے اور نقلی دلیل اسے واجب قرار دیتی ہے۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور موجود کو دیکھا جا سکتا ہے، اسی لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○" (سورۃ القیامۃ: ۲۲-۲۳)

"اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے۔"

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انکم سترون ربکم کماترون القمر لیلة البدر"

بے شک تم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھو گے جیسے چودھویں رات میں چاند کو دیکھتے ہو۔

دنیا میں رؤیت ممکن ہے اس کی نقلی یا سمعی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

"ربی ارنی"

اے میرے رب مجھے (اپنا آپ) دکھا۔

اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو اس کی طلب جہالت ہوتی (معاذ اللہ) اور انبیاء کرام اس (جہالت) سے پاک ہیں۔

﴿حصہ دوم......آثار السنن﴾

سوال نمبر 4: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا قام احدکم یصلی فانه یستره اذا کان بین یدیه مثل آخرة الرحل فاذا لم یکن بین یدیه مثل آخرة الرحل فانه یقطع صلوته الحمار والمرأة والکلب الاسود

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور سترہ کی مقدار سپرد قلم کریں؟

(ب) حدیث شریف میں قطع صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ کو خاص کرنے کی وجہ لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نمازی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ اس کا سترہ بن جاتی ہے اور جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو بے شک اس کی نماز کو گدھا، عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتے ہیں۔"

سترہ کی مقدار:

اس کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ (1/2 فٹ) اور موٹائی ایک انگل ہونی چاہیے۔

(ب): قطع صلوٰۃ کا مطلب ہے نماز کو توڑ دینا۔ نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو باطل نہیں کرتا۔ جمہور علمائے وصحابہ وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ کوئی چیز یا کوئی آدمی اگر نمازی کے آگے سے گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ جہاں تک اس حدیث یا اس جیسی دوسری روایات کا تعلق ہے سب دراصل نمازی کے سامنے سترہ کھڑا کرنے کی اہمیت اور تاکید بیان کرنے میں مبالغے کے طریقے پر ہیں۔

الحمار کی وجہ خصوصیت/تخصیص:

گدھے کے ساتھ چونکہ اکثر و بیشتر شیاطین رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے چیخنے کے وقت اعوذ پڑھنا مستحب ہے، اس لیے جب گدھا نمازی کے آگے سے گزرے گا تو نمازی کا دل اس احساس کی بناء پر

کہ اس کے ہمراہ شیاطین ہوں گے گدھے کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔

المرأۃ کی وجہ خصوصیت/تخصیص:

عورت جب نمازی کے سامنے سے گزرے گی تو نمازی کا ذہن اس کی طرف منتشر ہو جائے گا' نفسانی خواہشات غالب آ جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور نمازی اپنی نماز کا خشوع وخضوع کھو بیٹھتا ہے۔ اس لیے حدیث مبارکہ میں مرأۃ کی تخصیص فرمائی گئی ہے۔

الکلب الاسود کی وجہ تخصیص:

کتا نہ صرف نجس عین ہے بلکہ اس سے تکلیف پہنچنے کا بھی خطرہ رہتا ہے' اس لیے اس کے گزرنے کی صورت میں بھی ذہن تیزی کے ساتھ اس کی طرف بھٹک جاتا ہے، اس لیے اس کی تخصیص حدیث مبارکہ میں کی گئی ہے۔

سوال نمبر 5: عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔

(ب) اگر نمازی نے اللہ اکبر کی بجائے اللہ الکبیر یا اللہ الاکبر یا اللہ العظیم سے نماز شروع کی تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ طرفین کا مذہب لکھیں۔

جواب: (الف): اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

''حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کی چابی طہارت ہے، اس کی ابتداء تکبیر اور اس کی تحلیل (تکمیل) سلام پھیرنا ہے۔''

(ب): اگر نمازی نے تکبیر تحریمہ یعنی ''اللہ اکبر'' کی جگہ ''اللہ اجل''، ''اللہ اعظم'' اور ''الرحمٰن اکبر'' کہہ لیا تو حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو درست ہوگا۔ یعنی ان الفاظ کے ذریعے اگر نمازی نماز شروع کرے تو اس کی نماز شروع ہو جائے گی۔

مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ اکبر''، ''واللہ الاکبر'' اور اللہ الکبیر کے علاوہ ان کی جگہ کوئی اور کلمات کہنا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: عن ابی وائل قال کانوا یسرون التعوذ والبسملة فی الصلوة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز تسمیہ کے جزوِ سورت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں احناف وشوافع کے اقوال لکھیں؟

(ب) نماز میں قرأت بسملہ جہراً ہوگی یا سراً؟ احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔

اقوالِ احناف وشوافع:

اس حدیث مبارکہ میں تسمیہ کے بارے میں احناف کا قول یہ ہے کہ تسمیہ جزوِ سورت نہیں ہے جبکہ شوافع کا قول ہے کہ تسمیہ جزوِ سورت ہے۔

(ب): نماز میں قرأت بسملہ سراً ہوگی۔ تسمیہ کی شرعی حیثیت کے تحت تسمیہ سورت فاتحہ کا حصہ نہیں ہے۔ اس امر سے مترشح ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہری نمازوں میں قرأت بالجہر کا آغاز "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o" سے کرتے تھے۔ بسم اللہ کی قرأت جہراً نہ فرماتے تھے۔

اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم جہری قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے فرمایا کرتے تھے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی جہراً بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکی دور میں ابتداء نماز میں بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے اس پر مشرکین مکہ استہزاء کرتے، کیونکہ وہ مسیلمہ کذاب کو "الرحمٰن" کہتے تھے۔ تسمیہ سن کر وہ طعنہ دیتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل یمامہ کے معبود مسیلمہ کذاب کی طرف بلاتے ہیں، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ [illegible] صحابہ کرام کو بسم اللہ کی قرأت سراً (آہستہ) پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

الورقة الخامسة: للمؤطين

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اول......مؤطا امام مالک﴾

سوال نمبر 1: عن محمد بن علی بن الحسین انه قال وزنت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شعر حسن و حسين فتصدقت بزنته فضة.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ حسنین کریمین کا عقیقہ کس سن میں کیا گیا تھا؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) عقیقہ کا حکم شرعی کیا ہے؟ مع الدلیل تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: عن عائشة ام المؤمنين عن جد امة بنت وهب الاسدية انها اخبرتها انها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لقد هممت ان انهى عن الغيلة حتى ذكرت ان الروم و فارس يصنعون ذلك فلا يضر اولادهم شيئا.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ میں "ھا" ضمیر کا مرجع بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) غیلہ کا معنی لکھیں اور اس سے منع کرنے کا ارادہ فرمانے کی حکمت بیان کریں؟ ۳+۷=۱۰

سوال نمبر 3: عن عبدالله بن عباس قال سمعت عمر بن الخطاب يقول الرجم فی کتاب الله حق على من زنى من الرجال و النساء اذا احصن اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور آیت رجم تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) احصان کا لغوی معنی لکھیں نیز احناف کے نزدیک اس کا اصطلاحی معنی بھی بیان کریں؟ ۴+۶=۱۰

﴿حصہ دوم......مؤطا امام محمد﴾

سوال نمبر 4: عن ابی هریرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده قبل ان يدخلهما فی وضوئه فان احدكم لايدرى اين

باتت يده .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ نوم سے مراد عام نیند ہے یا رات کی نیند؟ جمہور کا قول سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) حدیث شریف میں امر "فليغسل" ندب کے لیے ہے یا وجوب کے لیے؟ اپنا مؤقف تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: نافع عن ابن عمر انه كان اذا رعف رجع فتوضا ولم يتكلم ثم رجع فبنى على ما صلى .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) کیا نکسیر وضوء کو توڑ دیتی ہے؟ امام مالک اور امام ابوحنیفہ علیہما الرحمہ کے مذاہب بیان کریں۔ ۱۰

سوال نمبر 6: نافع قال رايت صفية ابنة ابى عبيد تتوضأ وتنزع خمارها ثم تمسح براسها .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) خمار پر مسح کرنے کے جواز وعدم جواز کے بارے میں احناف کا مذہب دلیل دے کر بیان کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: مؤطین

﴿حصہ اوّل ...... مؤطا امام مالک﴾

سوال نمبر 1: عن محمد بن علی بن الحسین انه قال وزنت فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم شعر حسن و حسین فتصدقت بزنته فضة۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ حسنین کریمین کا عقیقہ کس سن میں کیا گیا تھا؟

(ب) عقیقہ کا حکم شرعی کیا ہے؟ مع الدلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: محمد بن علی بن حسین نے فرمایا: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کی تھی۔

سن عقیقہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ تین (۳) ہجری میں کیا گیا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ چار (۴) ہجری میں کیا گیا تھا۔

(ب): عقیقہ کا حکم شرعی:

عقیقہ کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ اصحاب ظواہر کے نزدیک عقیقہ کرنا فرض ہے۔

☆ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بچے کا عقیقہ کرنا واجب ہے، اگر اس کا عقیقہ نہیں کیا جاتا تو جب وہ عاقل و بالغ ہوگا تو زندگی بھر میں خود اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔

☆ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ تاہم لوگ باقاعدگی سے اس پر عمل کرتے ہیں۔

☆ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ عقیقہ کرنا نفلی عبادت ہے جو شخص چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔

☆ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ عقیقہ کرنا سنت ہے اس پر عمل واجب ہے۔

دلیل:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے، اس (کی پیدائش) کے ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچے کا عقیقہ کرو، اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی (سر کے بال) دور کرو۔''

سوال نمبر 2: **عن عائشة ام المؤمنين عن جدامة بنت وهب الاسدية انها اخبرتها انها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لقد هممت ان انهى عن الغيلة حتى ذكرت ان الروم و فارس يصنعون ذلك فلا يضر اولادهم شيئا .**

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ میں ''ھا'' ضمیر کا مرجع بیان کریں؟

(ب) غیلہ کا معنی لکھیں اور اس سے منع کرنے کا ارادہ فرمانے کی حکمت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ ''غیلہ'' سے منع کر دوں مگر پھر مجھے خیال آیا کہ اہل روم اور اہل فارس ایسا کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے۔''

''ھا'' ضمیر کا مرجع:

مندرجہ بالا حدیث شریف میں ''ھا'' ضمیر کا مرجع جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 3: **عن عبدالله بن عباس قال سمعت عمر بن الخطاب يقول الرجم فى كتاب الله حق على من زنى من الرجال و النساء اذا احصن اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف .**

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور آیت رجم تحریر کریں؟

(ب) احصان کا لغوی معنی لکھیں نیز احناف کے نزدیک اس کا اصطلاحی معنی بھی بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: رجم (کا حکم) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے اور حق ہے۔ جو مرد یا عورت محصن ہونے کے باوجود زنا کریں، تو انہیں رجم کر دیا جائے گا بشرطیکہ عورت کا زنا (بغیر نکاح

کے) حمل کے ذریعے، یا دونوں کا زنا (چار) گواہوں یا ان کے اپنے اعتراف کے ذریعے ثابت ہو۔

آیت رجم:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ج وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o (النور:۲)

(ب) احصان کا لغوی معنی:

احصان کا لغوی معنی ''پاکدامن'' ہونا ہے۔

اصطلاحی معنی:

''عاقل و بالغ مرد کا عاقلہ آزاد عورت سے نکاح صحیح میں جماع کرنا۔''

﴿حصہ دوم ...... مؤطا امام محمد﴾

سوال نمبر 4: عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومه فلیغسل یده قبل ان یدخلهما فی وضوئه فان احدکم لایدری این باتت یده ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ نوم سے مراد عام نیند ہے یا رات کی نیند؟ جمہور کا قول سپرد قلم کریں؟

(ب) حدیث شریف میں امر ''فلیغسل'' ندب کے لیے ہے یا وجوب کے لیے؟ اپنا موقف تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نیند سے بیدار ہو تو اسے اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں داخل کرنے سے پہلے دھولینا چاہیے، کیونکہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا۔

''نوم'' سے مراد:

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں ''نوم'' سے مراد رات کی نیند ہے۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 5: نافع عن ابن عمر انه کان اذا رعف رجع فتوضا ولم یتکلم ثم رجع فبنی علی ما صلی ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟
(ب) کیا نکسیر وضوء کو توڑ دیتی ہے؟ امام مالک اور امام ابوحنیفہ علیہما الرحمہ کے مذاہب بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب کبھی ان کی نکسیر جاری ہوتی تھی تو وہ واپس جا کر وضو کرتے تھے اور اس دوران کوئی کلام نہیں کرتے تھے پھر واپس آ کر وہیں سے نماز پڑھنا شروع کر دیتے تھے جہاں سے چھوڑ کر گئے تھے۔''

تشریح وتوضیح:

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں نکسیر کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اگر نماز کی حالت میں نکسیر جاری ہو جائے اور خون بہنا شروع ہو جائے تو آدمی پر وضو کرنا ضروری ہے، کیونکہ جاری خون کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ وضو کرے گا لیکن دوران وضو کسی سے گفتگو نہ کرے۔ اگر کسی سے گفتگو نہ کی تو وہ اپنی نماز پر بنا کرے گا یعنی جہاں پر چھوڑ کر گیا تھا وہیں سے شروع کرے گا لیکن اگر اس نے وضو کرتے وقت کسی سے بات کر لی تو پھر نئے سرے سے نماز ادا کرے گا۔

گفتگو کرنے کی صورت میں از سر نو نماز کی ادائیگی لازم ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر خون جاری نہ مثلاً آدمی نے ناک میں انگلی ڈالی اور اس پر خون کی سرخی پائی تو اس وجہ سے وضو کرنا ضروری نہیں ہوگا، کیونکہ وہ جاری نہیں ہے۔

(ب): امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ جب نماز کے دوران آدمی کی نکسیر پھوٹ پڑے تو وہ خون کو دھو دے اور نماز ادا کرتا رہے۔

جہاں تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے تو وہ اس چیز کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں جسے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ یہ حضرات واپس جا کر از سر نو وضو کرتے تھے اور پھر وہیں سے نماز پڑھنا شروع کر دیتے تھے جہاں سے چھوڑ کر گئے ہوتے تھے۔ اگر انہوں نے اس دوران کوئی کلام نہ کیا ہوتا۔ وضو اس خون کے نکلنے پر لازم ہوتا ہے جو بہہ نکلے یا قطروں کی شکل میں ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسی بات کے قائل ہیں۔

سوال نمبر 6: نَافِعٌ قَالَ رَأَيْتُ صَفِيَّةَ ابْنَةَ اَبِيْ عُبَيْدٍ تَتَوَضَّأُ وَتَنْزِعُ خِمَارَهَا ثُمَّ تَمْسَحُ بِرَأْسِهَا .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟
(ب) خمار پر مسح کرنے کے جواز وعدم جواز کے بارے میں احناف کا مذہب دلیل دے کر بیان کریں؟

جواب: (الف): اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں جبکہ ترجمہ حسب ذیل ہے:

''حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں

نے وضو کیا اور اپنی اوڑھنی الگ کر کے اپنے سر پر مسح کیا۔"

(ب): احناف کے نزدیک خمار (اوڑھنی) پر مسح کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اوپر والی حدیث مبارکہ اس پر دلیل ہے۔ کتب فقہ میں یہ مسئلہ بالتفصیل بیان کیا گیا ہے کہ دستار، رومال، چادر اور ٹوپی وغیرہ پر مسح درست نہیں ہے بلکہ ان کو اتار کر سر پر مسح کیا جائے گا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

الورقة السادسة: لأصول الحديث

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) ارباب حدیث کے کل کتنے اور کون کون سے مراتب ہیں؟ وضاحت کریں؟ ۲۰

(ب) کیا حدیث ضعیف میں وجوہ طعن کے بڑھ جانے سے وہ موضوع بن جاتی ہے؟ نیز حدیث موضوع کا حکم بیان کریں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: (الف) عقائد قطعیہ، احکام اور فضائل ومناقب میں سے ہر ایک کے اثبات کے لیے کس معیار کی حدیث کا ہونا ضروری ہے؟ ۳×۵=۱۵

(ب) حدیث ضعیف کی تعریف کرنے کے بعد اس کی تقویت کی کوئی دو صورتیں سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض احادیث وارد ہوں تو اس صورت میں آئمہ کرام کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں؟ ۱۵

(ب) مسلک احناف کے مشاہیر حفاظ میں سے صرف تین کے اسماء گرامی تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 4: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاندانی پس منظر اور آپ کی کنیت ابوحنیفہ کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذہانت وفطانت پر دلالت کرنے والا آپ کا کوئی ایک فتویٰ بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: (الف) اگر امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی حدیث ہو تو نقل کریں نیز بتائیں کہ آپ حدیث رسول کا کس طرح ادب واحترام کیا کرتے تھے؟ ۸+۷=۱۵

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین آئمہ کرام کے مکمل اسمائے گرامی مع تاریخ پیدائش وتاریخ وصال تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(الف) امام احمد بن حنبل، (ب) امام محمد، (ج) امام طحاوی، (د) امام بخاری، (ہ) امام مسلم، (و) امام ترمذی

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر 1: (الف) ارباب حدیث کے کل کتنے اور کون کون سے مراتب ہیں؟ وضاحت کریں؟

(ب) کیا حدیث ضعیف میں وجوہ طعن کے بڑھ جانے سے وہ موضوع بن جاتی ہے؟ نیز حدیث موضوع کا حکم بیان کریں۔

جواب: (الف): ارباب حدیث:

ارباب حدیث کے کل پانچ مراتب ہیں:

1- طالب، 2- شیخ، 3- حافظ، 4- حجت، 5- حاکم

1- طالب: حدیث کا متعلم یعنی حدیث سیکھنے والے کو کہتے ہیں۔

2- شیخ: حدیث کا معلم (پڑھانے والے) کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

3- حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

4- حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

5- حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً وسنداً اور تعدیلاً وجرحاً محفوظ ہوں۔

(ب): راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے، پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا جبکہ فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقے سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے، اس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

حدیث موضوع کا حکم:

حدیث موضوع سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث موضوع کو بغیر بیان وضع کے بیان کرنا جائز ہے۔ ایک حدیث متعدد ضعیف اسناد سے بیان کی جائے تو وہ قوی ہو جاتی ہے، اگر ایک حدیث

موضوع متعدد اسناد سے بیان کی جائے تو وہ پھر بھی موضوع ہی رہتی ہے، کیونکہ شر کے ساتھ شر مل جائے تو وہ پھر بھی شر ہی رہتا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) عقائد قطعیہ، احکام اور فضائل و مناقب میں سے ہر ایک کے اثبات کے لیے کس معیار کی حدیث کا ہونا ضروری ہے؟

(ب) حدیث ضعیف کی تعریف کرنے کے بعد اس کی تقویت کی کوئی دو صورتیں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف): عقائد قطعیہ:

عقائد قطعیہ جیسے توحید و رسالت اور مبدء و معاد وغیرہ کے اثبات کے لیے حدیث متواتر ہونی چاہیے، عام ازیں کے تواتر لفظی ہو یا معنوی۔

احکام:

ان کے اثبات کے لیے حدیث صحیح ہونی چاہیے یا کم از کم وہ حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو۔

فضائل و مناقب:

اس باب میں بالاتفاق احادیث ضعیفہ کا بھی اعتبار کرلیا جاتا ہے۔

(ب): حدیث ضعیف کی تعریف:

جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

حدیث ضعیف کی تقویت:

حدیث ضعیف کی تقویت کی دو صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی صورت: جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے اور اسے تقویت مل جاتی ہے۔

دوسری صورت: جب کسی حدیث ضعیف کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض احادیث وارد ہوں تو اس صورت میں آئمہ کرام کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں؟

(ب) مسلک احناف کے مشاہیر حفاظ میں سے صرف تین کے اسماء گرامی تحریر کریں؟

جواب: (الف): روایات مختلفہ میں مذاہب آئمہ:

جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض روایات وارد ہوں تو اس سلسلہ میں تتبع و تلاش سے جو آئمہ اربعہ کا

مسلک معلوم ہوسکا وہ مندرجہ ذیل ہے:

1-امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ مبارک:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہر روایت پر کسی نہ کسی طریقہ سے عمل ہو جائے اور جب تطبیق نہ ہو سکے تو اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اسلام اور اصول روایت کے قریب تر ہو۔

2-امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ مبارک:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں قوت سند کے لحاظ سے کسی ایک روایت کو لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

3-امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ مبارک:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہو۔

4-امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ مبارگ:

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں متقدمین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں۔

(ب): مسلک احناف کے مشاہیر میں سے تین حفاظ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر 1: حافظ ابوبشر دولابی رحمہ اللہ تعالیٰ

نمبر 2: حافظ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ

نمبر 3: حافظ ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

سوال نمبر 4: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاندانی پس منظر اور آپ کی کنیت ابوحنیفہ کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذہانت و فطانت پر دلالت کرنے والا آپ کا کوئی ایک فتویٰ بیان کریں؟

جواب: (الف): خاندانی پس منظر:

حضرت اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اہل فارس ہیں اور ہمیشہ سے آزاد ہیں، ہمارے خاندان میں غلامی نہیں آئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ کے دادا نعمان بن مرزبان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گہرے مراسم تھے۔

ایک مرتبہ نعمان بن مرزبان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فالودہ لے کر گئے، جس کو انہوں نے بے حد پسند کیا، فرمایا: جب ثابت پیدا ہوئے تو نعمان ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے کر گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثابت اور ان کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ حضرت اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ عزوجل کے فضل سے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی ہے۔

ابوحنیفہ کنیت کی وجہ تسمیہ:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کنیت ابوحنیفہ اس وجہ سے نہیں کہ آپ کی حنیفہ نامی کوئی بیٹی تھی بلکہ اس وجہ سے ہے کہ حنیفہ کا مطلب ہے: صاحب ملت حنفیہ یعنی باطل دین کو چھوڑ کر حق کی طرف آنے والے۔ اس وجہ سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔

(ب): امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذہانت وفطانت پر دلالت کرنے والا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ ایک شخص نے غصے میں طلاق کی قسم کھا کر اپنی بیوی سے کہا: میں اس وقت تک تم سے کلام نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو گی۔ جواباً بیوی نے بھی قسم کھائی: میں بھی تم سے اس وقت تک گفتگو نہیں کروں گی جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو گے۔ اس زمانے کے علماء نے فتویٰ دیا کہ ان میں سے جس نے بھی بات کر لی قسم ٹوٹ جائے گی۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تک یہ سوال پہنچا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو فرمایا: جاؤ جا کر اپنی بیوی سے گفتگو کرو کچھ نہیں ہوگا۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے فتویٰ کا علم ہوا تو بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے: تم حرام کو حلال کرتے ہو؟ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جواب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

خاوند نے قسم کھائی تھی کہ وہ بیوی کے بولنے سے پہلے بات نہیں کرے گا۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے ایسی قسم کھائی اور جب قسم کھائی تو اس نے خاوند سے بات کر لی تو اب جب خاوند اس سے بات کرے گا تو یہ کلام بیوی کی گفتگو کے بعد ہوگا، کیونکہ بیوی قسم کھا کر اس سے پہلے کلام کر چکی ہے اور جب بیوی بات کرے گی تو وہ بات خاوند کی اس گفتگو کے بعد ہوگی۔ لہٰذا دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

سوال نمبر 5: (الف) اگر امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی حدیث ہو تو نقل کریں نیز بتائیں کہ آپ حدیث رسول کا کس طرح ادب واحترام کیا کرتے تھے؟

(ب) درج ذیل آئمہ کرام کے مکمل اسمائے گرامی مع تاریخ پیدائش وتاریخ وصال تحریر کریں؟

(الف) امام احمد بن حنبل، (ب) امام محمد، (ج) امام طحاوی، (د) امام بخاری، (ہ) امام مسلم، (و) امام ترمذی

جواب: (الف): امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں حدیث مبارکہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے: عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے، پھر بھی انہیں عالم مدینہ سے بہتر کوئی عالم نہ مل سکے گا۔

حضرت سفیان بن عیینہ اور امام عبدالرزاق رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں امام مالک کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم وتدریس کی ابتداء کی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے، عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر تخت پر نہایت عجز وانکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ درس حدیث کے درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ روایت حدیث فرما رہے تھے، اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ پہلو بدلا اور نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اس قدر حدیث مبارکہ کا ادب واحترام فرماتے تھے۔

(الف) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا پورا نام اس طرح ہے: امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن بلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سال پیدائش: آپ ماہ ربیع الاول ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔

سال وفات: آپ نے ستتر (۷۷) سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

(ب) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام:

آپ کا نام ابوعبداللہ محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ تھا۔

سال پیدائش: آپ ۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور بعض نے کہا: ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔

سال وفات: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھاون (۵۸) برس کی عمر میں "رے" کے اندر "نبویہ" نامی ایک بستی میں وصال فرمایا۔

(ج) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام:

حضرت ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمۃ بن سلیم بن خباب الازری المصری الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سالِ پیدائش: آپ ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

سالِ وصال: آپ نے یکم ذیقعد ۳۲۱ھ میں وصال فرمایا۔

(د) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام:

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سالِ پیدائش: آپ ۱۳ شوال، ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے۔

سالِ وصال: آپ نے یکم شوال ۲۵۶ھ کو باسٹھ (۶۲) برس کی عمر میں وصال فرمایا۔

(ہ) امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام:

آپ کا نام امام مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری رحمہ اللہ تعالیٰ تھا۔

سالِ پیدائش: آپ ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔

سالِ وصال: آپ نے ۲۴ رجب ۲۶۱ھ میں وصال فرمایا۔

(و) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام:

آپ کا اسم گرامی امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔

سالِ پیدائش: آپ ۲۰۹ھ کو "بلخ" کے شہر "ترمذ" میں پیدا ہوئے۔

سالِ وصال: آپ نے ۱۳ رجب ۲۷۹ھ میں وصال فرمایا۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات از 2015 تا 2019ء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز® زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

الورقة الاولىٰ: العقائد والكلام

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: عقائد نسفیہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) اسبابِ علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ خبر صادق کی اقسام بیان کر کے ہر ایک کا حکم بیان کریں؟ ۶+۹=۱۵

(ب) عقائد نسفی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی کوئی دس صفات بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: (الف) تکوین کا کیا مطلب ہے نیز اللہ کی رؤیت ممکن ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔ ۷+۸=۱۵

(ب) قیامت میں کیا کیا ہونا حق ہے۔ نیز جنت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہے یا قیامت کے دن پیدا کی جائیں گی؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: (الف) نصوص کو کونسے معانی پر محمول کرنا چاہیے اور اس کے برعکس کرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز دابۃ الارض کیا چیز ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) کراماتِ اولیاء کے بارے میں عقیدۂ اہل سنت بیان کریں؟ ۱۰

﴿حصہ دوم: الحق المبین﴾

سوال نمبر 4: (الف) ذوالخویصرہ تمیمی کون تھا اور اس کے بارے میں کون سی آیت نازل ہوئی؟ اور کیوں؟ پورا واقعہ قلمبند کریں۔ ۱۵

(ب) توہین رسول میں عرف عام اور قائل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے کتنے اور کون کون سے اسباب لکھے ہیں جن کی وجہ سے کسی علم میں برائی آسکتی ہے؟ ۱۵

(ب) علماء اہل سنت عبارات دیوبند کے سیاق وسباق کو دیکھے بغیر ان پر فتویٰ لگا دیتے ہیں، الزام کا تحقیقی جواب دیں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) امام احمد رضا نے علماء دیوبند کی عبارات کو توڑ مروڑ کر علماء حرمین سے کفر کے فتویٰ پر دستخط کرا کر حسام الحرمین میں شائع کیے بعد میں علماء دیوبند نے درست عبارات انہیں دکھائیں تو علماء حرمین نے ان دیوبند کی تصدیق کی۔ شبہ کا ازالہ کریں؟ ۱۵

(ب) نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟ علماء دیوبند اور علماء اہل سنت کا مذہب بیان کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال اول 2019ء

پہلا پرچہ: عقائد وکلام

حصہ اول: عقائد نسفیہ

سوال نمبر 1: (الف) اسبابِ علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ خبر صادق کی اقسام بیان کر کے ہر ایک کا حکم بیان کریں؟

(ب) عقائد نسفی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی کوئی دس صفات بیان کریں؟

جواب: (الف) اسباب علم:

اسباب علم پانچ ہیں:

(۱) سمع یعنی سننے کی حس۔ (۲) بصر یعنی دیکھنے کی حس۔ (۳) شم یعنی سونگھنے کی حس۔ (۴) لمس یعنی چھونے کی حس۔ (۵) ذوق یعنی چکھنے کی حس۔

خبر صادق کی اقسام:

خبر صادق کی دو اقسام ہیں:

(۱) خبر متواتر: اس سے ''علم ضروری'' حاصل ہوتا ہے۔

(۲) خبر الرسول المؤید بالمعجزہ: اس سے ''علم استدلالی'' حاصل ہوتا ہے۔

(ب) عقائد نسفی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی دس صفات:

۱- لیس بعرض: اللہ تعالیٰ عرض سے پاک ہے۔

۲- ولا جسم: اللہ تعالیٰ جسم سے بھی پاک ہے۔

۳-ولا جوھر: ہمارے نزدیک جو "جزء لا یتجزیٰ" ہے اور یہ متحیز بھی ہے، جسم کا ایک جز بھی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

۴-ولا مصور: اللہ تعالیٰ شکل وصورت سے پاک ہے۔

۵-ولا محدود: ذات باری تعالیٰ محدود ہونے سے پاک ہے۔

۶-ولا معدود: اللہ تعالیٰ عدد و کثرت سے پاک ہے۔

۷-ولا متناہ: اللہ تعالیٰ انتہاء سے پاک ہے۔

۸-ولا یوصف بالماھیۃ: کسی چیز کی جنس میں شریک نہیں ہے کہ اس کے بارے میں "ما ھو" کے ساتھ سوال کیا جائے۔

۹-ولا یوصف بالکیفیت: اللہ تعالیٰ کیفیت اور جسم سے پاک ہے۔

۱۰-ولا یتمکن فی مکان: اللہ تعالیٰ مکان میں موجود ہونے سے بھی پاک ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) تکوین کا کیا مطلب ہے نیز اللہ کی رؤیت ممکن ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

(ب) قیامت میں کیا کیا ہونا حق ہے۔ نیز جنت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہے یا قیامت کے دن پیدا کی جائیں گی؟

جواب: (الف) تکوین کا مفہوم اور رؤیت باری تعالیٰ حق یا ناحق:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) قیامت میں کیا ہونا حق ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی چند علامات بیان کی ہیں:

(۱) دجال کا آنا۔ (۲) دابۃ الارض کا نکلنا۔ (۳) یاجوج و ماجوج کا پھیلنا۔ (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ (۵) حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور اور سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا حق ہے۔

جنت و دوزخ کی پیدائش:

اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدہ جنت و دوزخ کے وجود کا ہے، یہ دونوں پیدا ہو چکے ہیں اور ان کا انکار کفر ہے۔ جنت مسلمانوں کی مستقل رہائش گاہ ہوگی، اس کے وجود کا "خالدین فیھا" کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔ جہنم کافروں کے لیے مستقل ٹھکانہ ہوگا جس کا "اعدت للکافرین" کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) نصوص کو کونسے معانی پر محمول کرنا چاہیے اور اس کے برعکس کرنے کا کیا حکم ہے؟

نیز دابۃ الارض کیا چیز ہے؟

(ب) کراماتِ اولیاء کے بارے عقیدۂ اہل سنت بیان کریں؟

جواب: (الف) نصوص کا اطلاق:

نصوص شرعیہ اپنے ظاہر معانی پر محمول ہیں، ان کا دوسرے معانی کی طرف پھیرنا جن کا اہل باطن دعویٰ کرتے ہیں، گمراہی والحاد ہے۔ اسی طرح معصیت کو جائز خیال کرنا یا اسے چھوٹا خیال کرنا کفر ہے۔

(ب) کراماتِ اولیاء کا حق ہونا:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے ثابت ہے جس طرح معجزات انبیاء حق ہیں اسی طرح کرامات اولیاء حق ہیں۔ قرآن کریم میں کرامات کا تذکرہ موجود ہے مثلاً آصف بن برخیا کا ملکہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پیش کر دینا، حضرت مائی مریم رضی اللہ عنہا کے لیے بے موسے پھل پیش ہونا، کھجور کے خشک تنے کو حرکت دینے سے تازہ کھجوروں کا آ موجود ہونا اور اصحاب کہف کے جسموں کا محفوظ رہنا وغیرہ۔

﴿حصہ دوم: الحق المبین﴾

سوال نمبر 4: (الف) ذوالخویصرہ تمیمی کون تھا اور اس کے بارے میں کون سی آیت نازل ہوئی؟ اور کیوں؟ پورا واقعہ قلمبند کریں۔

(ب) توہین رسول میں عرف عام اور قائل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ذوالخویصرہ تمیمی کا تعارف:

ذوالخویصرہ تمیمی کا اصل نام "حرقوص بن زہیر" ہے، یہی خوارج کا بانی ہے۔ صحیحین کی روایات میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ تمیمی نے کہا: یارسول اللہ! عدل سے کام لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں؟ آپ نے جواب دیا: تم اسے چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے تم اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے تو ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر، کمان سے۔

ذوالخویصرہ تمیمی کے بارے میں نازل ہونے والی آیت:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا

هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (التوبہ)

(ب) توہین رسالت میں عرف یا قائل کی نیت کا اعتبار:

توہین رسالت میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا، توہین آمیز عبارت پڑھتے ہوئے یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ قائل نے نیت کی ہے یا نہیں، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ بولتے ہوئے نیت کا اعتبار نہیں ہوتا اور کلمہ توہین ہر صورت میں توہین ہی قرار پاتا ہے بشرطیکہ قائل کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کلمہ، کلمہ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہوسکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں بغیر نیت توہین کے بھی اس کلمے کا بولنا یقیناً موجب توہین ہوگا۔ دیکھئے صحابہ کرام کو بہ نیت تعظیم "راعنا" کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے لیکن یہودی چونکہ اس کلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہ نیت توہین استعمال کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو "راعنا" کہنے سے منع کر دیا اور اس حکم کے بعد اس کلمے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولنا توہین اور موجب عذاب قرار دے دیا۔

سوال نمبر 5: (الف) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے کتنے اور کون کون سے اسباب لکھے ہیں جن کی وجہ سے کسی علم میں برائی آسکتی ہے؟

(ب) علماء اہل سنت عبارات دیوبند کے سیاق وسباق کو دیکھے بغیر ان پر فتویٰ لگا دیتے ہیں، الزام کا تحقیقی جواب دیں؟

جواب: (الف) کسی علم میں برائی آنے کے اسباب:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان اسباب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا جن کی وجہ سے علم میں برائی پیدا ہوسکتی ہے:

(۱) توقع ضرر، (۲) استعداد عالم کا قصور، (۳) علوم شرعیہ میں بے جا غور کرنا۔ ان تین اسباب کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پایا جانا ممکن نہیں ہے، کیونکہ عصمت الٰہیہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ضرر کی توقع نہیں ہوسکتی۔ اس طرح آپ کی استعداد مقدمہ میں قصور کا پایا جانا بھی محال ہے۔ بے جا غور وفکر کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قطعاً ممکن نہیں ہے۔

(ب) اغیار کی طرف سے اعلیٰ حضرت پر ایک اعتراض اور اس کا جواب:

علماء دیوبند کی طرف سے امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہ اعتراض عائد کیا جاتا ہے کہ ان کی عبارتوں کے سیاق وسباق کو نہیں دیکھتے، جو فقرہ قابل اعتراض ہوتا ہے فقط اس کو پکڑ لیتے ہیں؟

اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچے کے منہ پر ایک لکڑی رکھ کر

ایک دھاگے میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک ٹولہ کی لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے۔ پھر مسلمان کو اس سے دودھ پلایا جائے، وہ کہے گا: میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا، کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے۔ پلانے والا کہے گا: بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں، خنزیر کی ایک چھوٹی سی بوٹی کی وجہ سے وہ سارا دودھ حرام کیسے ہو گیا؟ پس علماء دیوبند، علماء اہل سنت کی طرف سے یہی جواب سمجھ لیں۔ ان کی عبارات میں محبوبانِ خدا میں ہزار تعریفیں ہوں مگر جب تک توہین آمیز فقروں سے توبہ نہ کریں گے اہل سنت ان سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔

سوال نمبر 6: (الف) امام احمد رضا نے علماء دیوبند کی عبارات کو توڑ مروڑ کر علماء حرمین سے کفر کے فتویٰ پر دستخط کرا کر حسام الحرمین میں شائع کیے بعد میں علماء دیوبند نے درست عبارات انہیں دکھائیں تو علماء حرمین نے ان دیوبندی کی تصدیق کی۔ شبہ کا ازالہ کریں؟

(ب) نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟ علماء دیوبند اور علماء اہل سنت کا مذہب بیان کریں؟

جواب: (الف) الزام کا جواب:

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر مذکورہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند کی عبارتوں میں ردوبدل کیا ہے، یا غلط عقائد ان کی طرف منسوب کیے ہیں بلکہ واقع یہ ہے کہ حسام الحرمین کے شائع ہونے کے بعد علماء دیوبند نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنی عبارات میں خود قطع و برید کی، اپنے اصل عقائد چھپا کر علماء عرب و عجم کے سامنے اہل سنت کے عقائد ظاہر کیے جس پر علماء دین نے تصدیق فرمائی۔

(ب) حالت نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آنے کا مسئلہ:

حالت نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا اچھا ہے یا برا؟

اس بارے میں علماء دیوبند اور علماء اہل سنت کا نظریہ مختلف ہے۔ فریق اول کے ہاں یہ نظریہ برا ہے، کیونکہ یہ نماز سے متصادم ہے۔ فریق ثانی کے نزدیک ایسا تصور نماز سے ہرگز متصادم نہیں ہے بلکہ قبولیت نماز کا ذریعہ ہے، کیونکہ آپ کے پاکیزہ تصور سے نماز مقبول ترین درجہ حاصل کر لیتی ہے اور آپ کے وسیلہ سے مقبول عبادت بن جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

المو افق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

الورقة الثانية: الميراث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ:- آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض وعلموها فانها نصف العلم

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور علم میراث کے نصف علم ہونے کی کوئی تین وجوہ بیان کریں؟ ۱۵=۱۲+۳

(ب) اصحاب فرائض کی تعریف کر کے بتائیں کہ میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے اور کون کون سے حقوق وابستہ ہوتے ہیں؟ ۱۵=۱۲+۳

سوال نمبر 2: (الف) زوج اور زوجہ کے احوالِ وراثت بیان کریں؟ ۱۵=۷+۸

(ب) حجب کی تعریف کریں اور حجب حرمان کے افراد بیان کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

سوال نمبر 3: (الف) مخارج فروض کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے ملا کر مسئلہ کا مخرج بتائیں؟ ۱۵=۱۰+۵

(ب) سگی بہنوں کے کتنے اور کونسے حالات ہیں؟ وضاحت کریں۔ ۱۵

سوال نمبر 4: درج ذیل ورثاء میں میت کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ (کوئی چار اجزاء حل کریں) ۴۰=۱۰×۴

(الف) میـــــــت

باپ بیٹی

(ب) میـــــــت

بیٹا ۳ بیٹیاں

(ج) میـــــــت

شوہر ۲ بیٹیاں ماں

(د) میـــــت

بیوی ماں ۳ بیٹیاں

(ہ) میـــــت

۳ سگی بہنیں چچا

(و) میـــــت

بہن بیٹی دادی بھائی

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (برائے طالبات) سال اول 2019ء

دوسرا پرچہ: المیراث

سوال نمبر 1: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تعلموا الفرائض وعلموها فانها نصف العلم

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور علم میراث کے نصف علم ہونے کی کوئی تین وجوہ بیان کریں؟

(ب) اصحاب فرائض کی تعریف کر کے بتائیں کہ میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے اور کون کون سے حقوق وابستہ ہوتے ہیں؟

جواب: (الف) حدیث کا ترجمہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے لوگو!) علم فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ، بے شک یہ نصف علم ہے۔''

علم میراث کے نصف علم ہونے کی وجوہات:

علم میراث کے نصف علم ہونے کی تین وجوہات درج ذیل ہیں:

(i) باعتبار حالت:

انسان کی دو حالتیں ہیں: زندگی اور موت۔ علم فرائض کے علاوہ باقی تمام دینی علوم کا تعلق انسان کی حالت حیات سے ہے، جبکہ علم فرائض کا تعلق انسان کی حالت ممات سے ہے۔ اس وجہ سے یہ علم نصف علم کہلاتا ہے یا اسی وجہ سے اس علم کو نصف علم قرار دیا گیا ہے۔

(ii) باعتبار سبب ملک:

ملک کے دو اسباب ہیں:

(i) ضروری، (ii) اختیاری

علم فرائض کے علاوہ باقی تمام علوم ملک اختیاری کا سبب بنتے ہیں جبکہ علم فرائض ملک ضروری کا سبب بنتا ہے۔ اس وجہ سے اس علم کو نصف علم قرار دیا گیا ہے۔

(iii) دوسرے علوم وفنون کے مقابل علم الفرائض کی اہمیت اور افادیت زیادہ ہے، کیونکہ اس میں انصاف پر مبنی احکام ومسائل کی تفصیل ہے اور وفات کی صورت میں یہ اچانک پیش آتے ہیں۔

(ب) اصحاب فرائض کی تعریف اور میت سے وابستہ حقوق:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: (الف) زوج اور زوجہ کے احوالِ وراثت بیان کریں؟

(ب) حجب کی تعریف کریں اور حجب حرمان کے افراد بیان کریں؟

جواب: (الف) زوج اور زوجہ کے احوالِ وراثت:

زوج کے احوال:

خاوند کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت نصف ہے، اولاد کی غیر موجودگی میں

دوسری حالت ربع ہے، اولاد کی موجودگی میں

زوجہ کے احوال:

بیوی کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت ربع (1/4) اولاد کی غیر موجودگی میں۔

دوسری حالت ثمن (1/8) اولاد کی موجودگی میں۔

(ب) حجب کی تعریف اور حجب حرمان کے افراد:

حجب کے لغوی معنی ہیں رکنا۔ اہل فرائض کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے کہ معین وارث کا کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض جائیداد لینے سے رک جانا۔

حجب حرمان کے افراد کی تعداد چھ ہے:

(۱) والد، (۲) والدہ، (۳) بیٹا، (۴) بیٹی، (۵) خاوند، (۶) بیوی

سوال نمبر 3: (الف) مخارج فروض کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے ملا کر مسئلہ کا مخرج بتائیں؟

(ب) سگی بہنوں کے کتنے اور کونسے حالات ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) مخارج فروض کی تعداد:

مخارج فروض چھ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) نصف (½)، (۲) ربع (¼)، (۳) ثمن (1/8)

ان تینوں کو "نوع اول" کہتے ہیں۔

(۴) ثلثان (2/3)، (۵) ثلث (1/3)، (۶) سدس (1/6)

ان تینوں کو "نوع ثانی" کہتے ہیں۔

مسائل کے مخارج:

اگر نوع اول میں سے نصف (½) اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ چھ (6) سے بنے گا۔

اگر نوع اول سے ربع (¼) ہو اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ بارہ (12) سے بنے گا۔

اگر نوع اول سے ثمن (1/8) ہو اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ چوبیس (24) سے بنے گا۔

(ب) سگی بہنوں کے احوال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4: درج ذیل ورثاء میں میت کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

(الف) میـــــت

باپ بیٹی

(ب) میـــــت

بیٹا ۳ بیٹیاں

(ج) میـــــت

شوہر ۲ بیٹیاں ماں

(د) میت

بیوی　　ماں　　۳ بیٹیاں

(ہ) میت

۳ سگی بہنیں　　چچا

(و) میت

بہن　　بیٹی　　دادی　　بھائی

جواب: ورثاء میں میت کی جائیداد کی تقسیم:

(الف) مسئلہ 12

میت

باپ	بیٹی
¼	½
عصبہ 3+3	6

(ب) مسئلہ ۱۱ عول

میت

بیٹا	۳ بیٹیاں
4	عصبہ بانصیر 2/3+
	3

(ج) مسئلہ 13/12

میت

شوہر	۴ بیٹیاں	ماں
¼	2/3	1/3
3	6	4

(د) مسئلہ 24

میت

بیوی	ماں	۳ بیٹیاں
1/8	1/3	2/3
3	8	14

(ہ) مسئلہ 7/6 عول

میـــــــــــت

۳ سگی بہنیں	چچا
2/3	عصبہ
3	4

(و) میـــــــــــت

بہن	بیٹی	دادی	بھائی
عصبہ	½	محجوبہ	عصبہ
1	3	0	2

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

الورقة الثالثة: الفقه

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ:- پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واذا طلق امرأته طلاقاً بائنا او رجعیا لم یجز له ان یتزوج باختها حتی تنقضی عدتها وقال الشافعی ان کانت العدة عن طلاق بائن او ثلاث یجوز لانقطاع النکاح بالکلیة اعمالا للقاطع ولهذا لو وطنها مع العلم بالحرمة یجب الحد

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور احناف کی دلیل اور امام شافعی کی دلیل کا جواب دیں؟ ۲۵=۵+۱۰+۱۰

(ب) کن الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور کن الفاظ سے منعقد نہیں ہوتا؟ ائمہ کا مؤقف مع الدلائل بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا عند ابی حنیفة و ابی یوسف فی ظاهر الروایة وعن ابی یوسف انه لا ینعقد الابولی وعند محمد ینعقد موقوفا

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے اس میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) بالغہ باکرہ کو نکاح پر مجبور کرنا ولی کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ احناف و شوافع کا مؤقف مع الدلیل قلمبند کریں۔ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 3: الکفاءة فی النکاح معتبرة قال علیه السلام الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ کفو کے لیے کن کن چیزوں کا اعتبار کیا جاتا ہے؟ ۱۵=۱۰+۵

(ب) اگر کوئی عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کرلے تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے نیز اگر وہ کفو میں حق مہر مثلی سے کم پر نکاح کرے تو کیا حکم ہوگا؟ ۱۵

سوال نمبر 4: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم لقوله علیه السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون ولان الاهلیة بالعقل الممیز وهما عدیما العقل والنائم عدیم الاختیار

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) طلاق حسن کی تعریف کریں نیز اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اس کو تین طلاقیں سنت کے مطابق دینے کا کیا طریقہ ہے؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 5: (الف) اگر کوئی شخص اپنی غیر مدخول بھا منکوحہ کو اکٹھی تین طلاقیں یا متفرق تین طلاقیں دے تو کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اور کیوں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے یا شوہر اسے طلاق دے دے تو حاملہ یا حائضہ ہونے کی حالت میں اس کی عدت کتنی ہوگی؟ ۱۰

درجہ عالمیہ (برائے طالبات) سال اول 2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: واذا طلق امراته طلاقاً بائنا او رجعیا لم یجز له ان یتزوج باختها حتی تنقضی عدتها وقال الشافعی ان کانت العدة عن طلاق بائن او ثلاث یجوز لانقطاع النکاح بالکلیة اعمالا للقاطع ولهذا لو وطنها مع العلم بالحرمة یجب الحد

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور احناف کی دلیل اور امام شافعی کی دلیل کا جواب دیں؟

(ب) کن الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور کن الفاظ سے منعقد نہیں ہوتا؟ ائمہ کا موقف مع الدلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق بائنہ یا طلاق رجعی دے، تو اس کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اس کی بہن کے ساتھ شادی کرے، تاوقتیکہ اس عورت کی عدت نہ گزر جائے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر عدت، طلاق بائن کی وجہ سے ہو یا تین طلاقوں کی وجہ سے ہو، تو ایسا کرنا جائز ہے، کیونکہ نکاح کلی طور پر منقطع ہو گیا اور قاطع (یعنی طلاق) پر عملدر آمد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر وہ شخص حرمت کا علم رکھنے کے باوجود اس (پہلی) بیوی کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے، تو اس پر حد واجب ہوگی۔''

احناف کی دلیل اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب:

مذکورہ بالا مسئلہ میں احناف کی دلیل یہ ہے: اگر چہ عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں لیکن پھر بھی وہ نکاح مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا، بلکہ نکاح کے بعض احکام پھر بھی باقی رہتے ہیں، کیونکہ اس عدت کے دوران بیوی کا خرچ ادا کرنا شوہر پر لازم ہوتا ہے، اسی طرح شوہر بیوی کو گھر سے نکلنے سے روک سکتا ہے۔ فراش کا حکم بھی برقرار رہتا ہے۔ ''فراش کا حکم برقرار رہنے'' کا مطلب یہ ہے: اگر طلاق کے بعد عورت دوسری شادی نہیں کرتی اور طلاق کے بعد دو سال گزرنے سے پہلے، کوئی بچہ جنم دیتی ہے تو وہ بچہ اسی مرد کا شمار ہوگا کیونکہ نکاح سے متعلق یہ تین احکام ابھی باقی ہیں، اس لیے جزوی اعتبار سے نکاح کا حکم برقرار رہے گا، اس لیے اس عورت کی عدت کے دوران، اگر مرد اس کی بہن سے شادی کر لیتا ہے تو اس صورت میں نکاح میں ''جمع بین اختین'' کی صورت لازم آئے گی اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤقف پر یہ دلیل پیش کی تھی: نکاح مکمل طور پر منقطع ہو چکا ہے، اس لیے قاطع تین طلاقوں پر عمل کیا جائے گا، تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے: قاطع سے پہلے، مثبت یعنی نکاح ثابت ہوتا ہے، تو جب نکاح کا وجود، قطع کی وجہ سے پہلے ہے، تو نکاح کا ثبوت بھی قاطع کے ثبوت سے پہلے ہوگا، اس لیے جب تک نکاح مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا، اس وقت قاطع کو مؤثر تسلیم نہیں کیا جائے گا، اور مرد کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ اپنی بیوی کی بہن کے ساتھ شادی کرے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری دلیل یہ پیش کی تھی: اگر مرد علم رکھنے کے باوجود، اس تین طلاق یافتہ یا بائنہ طلاق یافتہ عورت کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے، تو اس پر حد جاری ہوگی۔

تو اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ کتاب ''المبسوط'' میں ''کتاب الطلاق'' میں اشارے کے طور پر، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس صورت میں حد واجب نہیں ہوگی، اگر حد کے وجوب کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو ہم کہیں گے: صحبت حلال ہونے کے اعتبار سے ملکیت زائل ہوتی ہے، اسی لیے زنا ثابت ہو جائے گا لیکن جو امور ہم نے ذکر کیے ہیں، ان کے حوالے سے ابھی حق ختم نہیں ہوا ہے، اس لیے اگر مرد، دوسری بہن سے شادی کر لیتا ہے تو وہ دو بہنوں کو جمع کرنے والا شمار ہوگا۔

(ب) الفاظ نکاح کا مسئلہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا عند ابی حنیفة و ابی یوسف فی ظاهر الروایة وعن ابی یوسف انه لا ینعقد الا بولی وعند محمد ینعقد موقوفا

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے اس میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟
(ب) بالغہ باکرہ کو نکاح پر مجبور کرنا ولی کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا مؤقف مع الدلیل قلمبند کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

آزاد، عاقل اور بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے، اگرچہ ولی نے اسے منعقد نہ کروایا ہو خواہ وہ لڑکی باکرہ ہو ثیبہ ہو، یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔ ظاہر روایت کے مطابق امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بھی منقول ہے: نکاح صرف ولی کی موجودگی میں منعقد ہوگا۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ منعقد ہو جائے گا (لیکن ولی کی اجازت پر) موقوف ہوگا۔

مسئلہ کی وضاحت:

مذکورہ بالا عبارت میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے: اگر عورت اپنے الفاظ کے ذریعے، ولی کے بغیر ''کفو'' میں نکاح کرتی ہے، یا ''کفو'' سے باہر نکاح کر لیتی ہے، تو کیا دونوں کے درمیان فرق ہوگا یا نہیں؟
ظاہر روایت کے مطابق تو اس عورت کے کیے ہوئے نکاح کے ''کفو'' میں ہونے یا ''کفو'' میں نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے، تاہم اگر عورت نے غیر ''کفو'' میں نکاح کیا ہو، تو اس صورت میں ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہوگا۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بھی منقول ہے: اگر غیر ''کفو'' میں نکاح کیا ہو، تو وہ نکاح جائز نہیں ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا یعنی ایسی عورت کے ساتھ کیا ہوا نکاح درست ہوتا ہے، اور وہ ولی کی اجازت پر موقوف نہیں ہوگا۔

(ب) بالغہ باکرہ کو نکاح کے لیے مجبور کرنا:

ولی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ باکرہ بالغہ لڑکی کو نکاح پر مجبور کرے۔ اس بارے میں قیاس کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے: وہ نکاح کے معاملات سے ناواقف ہوتی ہے، چونکہ اسے تجربہ نہیں ہوتا، اس لیے اس کا باپ اس کا مہر اس کی اجازت کے بغیر قبضہ میں لے سکتا ہے۔
ہماری دلیل یہ ہے: وہ آزاد ہے تو کسی دوسرے شخص کو اس کے ساتھ زبردستی کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ نابالغہ پر تصرف کا حق اس کی عقل میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے، اور وہ (کمی) بلوغت کے ہمراہ مکمل (یعنی ختم) ہو جاتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خطاب اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے (یعنی وہ شرعی احکام کی پابند ہو جاتی ہے)

سوال نمبر 3: الکفاءۃ فی النکاح معتبرۃ قال علیہ السلام الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ کفو کے لیے کن کن چیزوں کا اعتبار کیا جاتا ہے؟

(ب) اگر کوئی عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے نیز اگر وہ کفو میں حق مہر مثلی سے کم پر نکاح کرے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

نکاح میں "کفو" کا اعتبار کیا جائے گا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواتین کا نکاح ان کے سرپرست لوگ کریں اور ان کا نکاح صرف ان کے ہم پلہ لوگوں میں کیا جائے۔

وہ امور جن میں کفاءت معتبر ہے:

درج ذیل امور میں کفاءت معتبر ہوگی:

(۱) حسب ونسب، (۲) دین ومذہب، (۳) تنگ دستی وخوشحالی، (۴) پیشہ وخاندان۔

(ب) عورت کا غیر کفو میں نکاح کرنے کا حکم:

جب عورت غیر کفو میں نکاح کر لیتی ہے، تو اس کے اولیاء کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادیں تاکہ اپنی ذات کو لاحق ہونے والی عار کو دور کر سکیں۔

اپنے ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرتی ہے اور اپنا مہر، مہر مثل سے بھی کم متعین کرتی ہے، تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے اولیاء کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہاں تک کہ یا تو وہ شوہر اسے پورا مہر مثل دے گا یا اس سے علیحدگی اختیار کرے گا۔ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں: اولیاء کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 4: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم لقولہ علیہ السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون ولان الاھلیۃ بالعقل الممیز وھما عدیما العقل والنائم عدیم الاختیار

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) طلاق حسن کی تعریف کریں نیز اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اس کو تین طلاقیں سنت کے مطابق دینے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

ہر شوہر کی (دی ہوئی) طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ وہ شوہر عاقل ہو اور بالغ ہو۔ پاگل اور سوئے شخص کی

طلاق واقع نہیں ہوتی، اس کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ''ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے بچے اور پاگل کی دی ہوئی طلاق کے۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلیت عقل کی وجہ سے ہوتی ہے، جو تمیز کر سکتی ہے اور یہ دونوں (یعنی بچہ اور پاگل) عقل نہیں رکھتے۔

مسئلہ کی وضاحت:

مذکورہ عبارت میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر شوہر عاقل اور بالغ ہو، تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، مگر بچہ، پاگل شخص یا سویا ہوا شخص طلاق دے، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اس کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالیہ ہے: ''بچے اور پاگل کی دی ہوئی طلاق کے علاوہ ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔''

اس مسئلہ میں عقلی دلیل بھی پیش کی گئی ہے: طلاق دینے کی اہلیت اس عقل کی بنیاد پر ہوتی ہے جو تمیز کر سکتی ہو اور بچہ اور پاگل شخص ایسی عقل کے مالک نہیں ہوتے۔ سوئے ہوئے شخص کو اپنی ذات پر اختیار نہیں ہوتا، اس لیے عارضی طور پر اسے بھی عدیم العقل قرار دیا جائے گا۔

(ب) طلاق حسن کی تعریف:

طلاق حسن سے مراد طلاق سنت ہے اور وہ یہ ہے: آدمی مدخول بھا (بیوی) کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے۔

غیر حائضہ عورت کو طلاق دینے کا مسنون طریقہ:

اگر عورت کو کم سنی یا عمر رسیدہ ہونے یا مریضہ ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور مرد اسے سنت کے مطابق تین طلاقیں دینے کا ارادہ کرے، تو وہ اسے ایک طلاق دے گا، جب ایک مہینہ گزر جائے تو دوسری طلاق دے گا، کیونکہ اس عورت کے حق میں مہینہ حیض کے قائمقام ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں۔''

یہ قائمقام ہونا صرف حیض کے ساتھ مخصوص ہے، یہاں تک کہ استبراء میں اس کے حق میں مہینے کا اعتبار کیا جائے گا، اور وہ چیز حیض ہے، طہر نہیں ہے۔ مرد نے اگر طلاق مہینہ کے آغاز میں دی ہو، مہینوں کا اعتبار چاند کے حساب سے ہوگا مگر درمیان میں دی ہو تو علیحدگی کرنے میں دنوں کا اعتبار ہوگا اور عدت میں بھی دنوں کا اعتبار ہوگا۔ یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے مہینے کے ذریعے پہلے مہینہ کو مکمل کر لیا جائے گا، اور درمیان کے چاند کا حساب ہوگا۔

سوال نمبر 5: (الف) اگر کوئی شخص اپنی غیر مدخول بھا منکوحہ کو اکٹھی تین طلاقیں یا متفرق تین طلاقیں دے تو کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اور کیوں؟

(ب) جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے یا شوہر اسے طلاق دے دے تو حاملہ یا حائضہ ہونے کی حالت میں اس کی عدت کتنی ہوگی؟

جواب: (الف) اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں یا متفرق طور پر تین طلاقیں دینے کا مسئلہ:

اگر شوہر نے غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی، کیونکہ طلاق محذوف کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور اس کا مطلب ''طلاقاً ثلاثاً'' ہوگا، اس لیے صرف ''انت طالق'' کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ تینوں اکٹھی ہو جائیں گی۔ اگر غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاق الگ الگ دی جائیں تو وہ پہلی ہی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی جبکہ دوسری اور تیسری طلاقیں واقع نہیں ہوں گی، جیسے شوہر نے یوں کہا: تمہیں طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، کیونکہ ہر لفظ الگ طور پر واقع ہوا ہے مگر اس کے لیے یہ بات شرط ہے، کلام میں کوئی ایسی بات ذکر نہ کی جائے جو صدر کلام میں تغییر پیدا کر دیتی ہے یعنی یہ ہو کہ کلام کا پہلا حصہ آخری حصہ پر موقوف ہو جائے۔ اس لیے پہلی طلاق اس وقت ہی واقع ہو جائے گی، دوسری طلاق اس وقت پہنچے گی جبکہ وہ پہلے ہی بائنہ ہو چکی ہوگی (لہٰذا وہ لغو ہو جائے گی)

(ب) عدت کی مدت:

شوہر کی وفات کی صورت میں آزاد عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی۔ بیوہ کنیز کی عدت دو ماہ پانچ دن ہے۔ اگر عورت (جو بیوہ ہوئی ہے) حاملہ ہو، تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ حاملہ عورت کی عدت کی مدت وضع حمل ہے۔ اگر مطلقہ عورت بیوہ ہو جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے: جب طلاق بائنہ ہو یا تین طلاقیں دی گئی ہوں، مگر طلاق رجعی دی گئی ہو تو وہ وفات کی عدت بسر کرے گی۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

الورقة الرابعة: لمسند الامام الاعظم و آثار السنن

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: مسند امام اعظم﴾

سوال نمبر 1: عن جابر قال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم حدثنا عن دیننا کاننا ولدنا له، انعمل بشیء قد جرت به المقادیر وجفت به الاقلام ام فی شیء نستقبل فیه العمل قال بل فی شیء قد جرت به المقادیر وجفت به الاقلام......

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ صیغے بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) اگر ہمارے بارے میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے اور ہمارا مستقبل طے ہو چکا ہے تو پھر ہمیں عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مدلل جواب دیں۔ ۱۰

سوال نمبر 2: عن انس بن مالك قال قلنا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم لمن تشفع یوم القیمة قال لاهل الکبائر واهل العظائم واهل الدماء

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) کیا قیامت میں رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے؟ نیز بتائیں کہ قیامت کے دن شفاعت کون کون کریں گے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یجمع الله تعالیٰ العلماء یوم القیمة فیقول انی لم اجعل حکمتی فی قلوبکم الا وانا ارید بکم الخیر اذهبوا الی الجنة فقد غفرت لکم علی ما کان منکم

(الف) اعراب لگا کر حدیث کا ترجمہ و تشریح کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) علم دین کے طالب/طالبہ کی فضیلت پر ایک مدلل مضمون تحریر کریں؟ ۱۰

حصہ دوم: آثار السنن

سوال نمبر 4: عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوة: رواه الشيخان

(الف) اعراب لگا کر حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مؤقف بیان کر کے دلیل دیں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد مرد کو ہاتھ سینہ پر باندھنے چاہئیں یا ناف کے نیچے؟ اپنے مؤقف کو دلیل سے مزین کریں۔ ۱۰

سوال نمبر 5: عن عبادة بن الصامتؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب، رواه الشيخان

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز تشریح اس طرح کریں کہ احناف کا مؤقف ترجیحاً ثابت ہو جائے؟ ۸+۷=۱۵

(ب) جہری نمازوں میں تعوذ وتسمیہ جہراً پڑھنا چاہیے یا سراً؟ مدلل جواب دیں۔ ۱۰

سوال نمبر 6: عن ابن عباس ان النبی صلى الله عليه وسلم قال البسوا من ثيابكم البياض فانها اطهر و اطيب و كفنوا فيها موتاكم

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ نماز جنازہ پڑھنے کا کتنا اجر وثواب ہے؟ ۷+۸=۱۵

(ب) کیا شوہر اپنی متوفاۃ بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟ یا بیوی اپنے متوفی شوہر کو غسل دے سکتی ہے؟ دلیل سے بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (برائے طالبات) سال اول 2019ء

چوتھا پرچہ: مسند امام اعظم و آثار السنن

حصہ اوّل: مسند امام اعظم

سوال نمبر 1: عن جابر قال یا رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا عن ديننا كانا ولدنا له، انعمل بشيء قد جرت به المقادير وجفت به الاقلام ام في شيء نستقبل فيه

العمل قال بل فی شیء قد جرت بہ المقادیر وجفت بہ الاقلام......

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ صیغے بیان کریں؟

(ب) اگر ہمارے بارے میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے اور ہمارا مستقبل طے ہو چکا ہے تو پھر ہمیں عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ہمارے دین کے بارے میں بتائیں گویا ہم اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں؟ کیا ہم کوئی ایسا عمل کریں جس کے بارے میں تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم خشک ہو چکے ہیں؟ یا کوئی صورت ہے جو آگے جا کر رونما ہوگی؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ ایسی صورت ہے جس کے بارے میں تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم خشک ہو چکے ہیں۔

خط کشیدہ صیغے:

حدثنا: حدث: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ نا: ضمیر برائے جمع متکلم منصوب متصل منصوب محلاً مفعول ہے۔ بیان کرنا، بتانا۔

ولدنا: صیغہ جمع متکلم فعل ماضی مجہول ثلاثی مجرد مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضرِبُ۔ پیدا ہونا، وجود میں آنا۔

جرت: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب ضَرَبَ یَضرِبُ۔ جاری ہونا، چل جانا۔

جفت: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ خشک ہو جانا۔

نستقبل: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال۔ آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونا۔

(ب) مستقبل طے شدہ ہے تو پھر عمل کی ضرورت:

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ ہمارے بارے میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے اور ہمارا مستقبل بھی طے شدہ ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

اس پر دلیل یہ روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر جان کے لیے اللہ تعالیٰ نے داخلے کا وقت اور نکلنے کا وقت مقرر کر دیا ہے اور وہ اسی جگہ پہنچے گی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے

کا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تم عمل کرو، کیونکہ ہر شخص کے لیے وہ کام آسان ہو جائے گا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ جو شخص اہل جنت میں سے ہوگا اس کے لیے اہل جنت کے عمل کو آسان کر دیا جائے گا اور جو شخص جہنمی ہوگا اس کے لیے اہل جہنم کے عمل کو آسان کر دیا جائے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اب عمل کی حقیقت واضح ہوگئی۔"

اس روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ کوئی بھی انسان یہ نہیں کہہ سکتا: جب سب کچھ قدرت کی طرف سے لکھا جا چکا ہے تو پھر ہم نیک اعمال کیوں کرتے ہیں؟

سوال نمبر 2: عَنْ آنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ تَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ وَاَهْلِ الْعَظَائِمِ وَاَهْلِ الدِّمَاءِ

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) کیا قیامت میں رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے؟ نیز بتائیں کہ قیامت کے دن شفاعت کون کون کریں گے؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کن لوگوں کی شفاعت کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: "کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے، برائی کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے اور خون ریزی کرنے والوں کے لیے۔"

(ب) قیامت کے دن رؤیت باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے امکان کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف یہ ہے: اس کا دیدار کرنا عقلی اعتبار سے ممکن ہے اور تمام اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ اہل ایمان، آخرت میں دیدار باری تعالیٰ سے سرفراز ہوں گے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تم اپنے پروردگار کو یوں دیکھو گے جیسے چودھویں رات میں چاند کو دیکھتے ہو، اور تمہیں اسے دیکھنے میں کوئی الجھن نہیں آرہی۔ تم اس بات کا خیال رکھنا کہ تم اس نماز کے بارے میں سستی کا شکار نہ ہو جانا جو آفتاب نکلنے سے پہلے ہوتی ہے اور جو غروب آفتاب کے بعد ہوتی ہے۔"

شفاعت کرنے والے لوگ:

قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کا باب (دروازہ) جو ہستی کھولے گی، وہ ہمارے آقا صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواص وعوام کی شفاعت کریں گے۔ پھر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام شفاعت کریں گے۔ بعدازاں اپنے مرتبہ ومقام کے مطابق اولیاء، شہداء، صالحین، علماء اور مشائخ اپنے عقید تمندوں اور متوسلین کی شفاعت کریں گے۔

سوال نمبر 3: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللهُ تَعَالَى الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَمْ اَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ كُمُ الْخَيْرَ اِذْهَبُوْا اِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ

(الف) اعراب لگا کر حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) علم دین کے طالب/ طالبہ کی فضیلت پر ایک مدلل مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ علماء کو جمع کرے گا اور فرمائے گا: میں نے اپنی حکمت تمہارے دلوں میں صرف اس لیے ڈالی تھی کہ میں نے تمہاری بھلائی کا ارادہ کیا تھا، اب تم جنت میں چلے جاؤ، کیونکہ میں نے تمہارے گناہ معاف کردیے ہیں۔

تشریح وتوضیح:

اس حدیث میں اہل علم کی عظمت وفضیلت بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کرام کو جمع کرے گا، ان پر شفقت ومہربانی کرتے ہوئے فرمائے گا: میں تمہیں بغیر حساب کے جنت دیتا ہوں، کیونکہ علم جیسی دولت تمہیں مرحمت فرمائی تھی، لہٰذا تم جنت میں داخل ہو جاؤ، اس طرح اہل علم بغیر حساب کے جنت میں داخل کردیے جائیں گے۔

(ب) طالب دین کی فضیلت وعظمت:

قرآن وحدیث میں طلباء دین کی عظمت وفضیلت بالتفصیل بیان کی گئی ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں چند حقائق حسب ذیل ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے: ''اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہی معبود ہے، فرشتے اور اہل علم بھی انصاف کے تقاضوں کے مطابق اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔''

۲- بیشک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ڈرتے ہیں۔

۳- کیا اہل علم اور جہلاء برابر ہوسکتے ہیں؟

۴- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طالب علم کے حصول علم سے خوش ہو کر فرشتے اس کے راستہ میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔''

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حصول علم کی غرض سے راستہ پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔''

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرنے کے بعد انسان کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین امور کے: (۱) صدقہ جاریہ، (۲) وہ علم جس کا مرنے کے بعد بھی انسان کو فائدہ ہو، (۳) نیک اولاد جو انسان کے لیے دعاء خیر کرے۔''

﴿حصہ دوم: آثار السنن﴾

سوال نمبر 4: عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ: رواہ الشیخان

(الف) اعراب لگا کر حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مؤقف بیان کر کے دلیل دیں؟

(ب) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد مرد کو ہاتھ سینہ پر باندھنے چاہئیں یا ناف کے نیچے؟ اپنے مؤقف کو دلیل سے مزین کریں۔

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔''

مسئلہ میں احناف کا مؤقف:

احناف کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا چاہیے، کیونکہ دیگر روایات میں اسی طرح مروی ہے۔ چونکہ بعض روایات میں کانوں کی لو سے اوپر تک اٹھانا بھی مذکور ہے، اس لیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کانوں کے نیچے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقے کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقے کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ یعنی کانوں کی لو تک اٹھانے کو اختیار کیا ہے۔

دلیل:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو

آپ اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے اور تکبیر کہتے۔ امام ہمام نے اس کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنے دونوں کانوں تک۔''

(ب) دوران نماز مرد حضرات کے ہاتھ باندھنے کی کیفیت:

احناف کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد مرد اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی ناف کے نیچے باندھے گا۔

اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ناف کے نیچے۔''

(ii) حضرت حجاج بن حسان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ابومجلز کو سنایا، راوی نے کہا: میں نے اس سے دریافت کیا کہ میں ہاتھ کیسے رکھوں؟ تو انہوں نے کہا: وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ہتھیلی کے ظاہر کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔

سوال نمبر 5: عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب، رواه الشیخان

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز تشریح اس طرح کریں کہ احناف کا مؤقف ترجیحاً ثابت ہو جائے؟

(ب) جہری نمازوں میں تعوذ وتسمیہ جہراً پڑھنا چاہیے یا سراً؟ مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی۔''

تشریح:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز میں فاتحہ الکتاب پڑھنا فرض نہیں ہے۔ آپ مذکورہ حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہاں کمال کی نفی مراد ہے یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ادا ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا کا اجر وثواب نہیں ملتا۔ آپ کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ''قرآن میں سے جو پڑھنا آسان ہو، وہ پڑھو۔''

(ب) جہری نمازوں میں تعوذ اور تسمیہ سراً پڑھنا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہری نمازوں کا آغاز ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝'' سے کرتے اور

بسم اللہ کی قرأت جہراً نہ فرماتے تھے۔ احناف کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اس بارے میں دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم جہری قرأت کا آغاز "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" سے کرتے تھے۔

(ii) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی جہراً "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھتے نہیں سنا۔

سوال نمبر 6: عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البسوا من ثیابکم البیاض فانھا اطھر و اطیب و کفنوا فیھا موتاکم

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ نماز جنازہ پڑھنے کا کتنا اجر وثواب ہے؟

(ب) کیا شوہر اپنی متوفاۃ بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟ یا بیوی اپنے متوفی شوہر کو غسل دے سکتی ہے؟ دلیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سفید کپڑے زیب تن کیا کرو، کیونکہ یہ تمہارے لیے بہترین کپڑے ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔"

نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں، ان میں سے ایک نماز جنازہ پڑھنا ہے۔ اس نماز کا اجر وثواب کثیر ہے۔ اس سلسلہ میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے نماز جنازہ پڑھی، اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے۔ جو شخص میت کی تدفین تک موجود رہا اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ دریافت کیا گیا: دو قیراط کیا ہوتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مثل ہیں۔"

(ii) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو ہو، وہ سب اس کے حق میں شفاعت

کریں، تو ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔

(ب) شوہر کا اپنی متوفاۃ بیوی کو غسل نہ دینا:

اگر کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے تو شرعی اعتبار سے شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا اور نہ اسے چھو سکتا ہے جبکہ دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے، نہ منہ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے۔ صرف اسے غسل دینے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت، ج:۱، ص:۸۱۳۔ مدینہ)

بیوی کا شوہر کو غسل دینا:

اگر شوہر فوت ہو جائے تو بیوی اپنے متوفی شوہر کو غسل دے سکتی ہے، کیونکہ شوہر کی وفات سے بیوی حالت عدت میں ہے اور عدت کی مدت تک اس کی زوجیت میں ہے۔ لہٰذا وہ اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے، اسے چھو سکتی ہے اور اسے غسل دے سکتی ہے۔ اس مؤقف پر دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جب آپ کا وصال ہوا، پھر باہر آئیں اور اپنے پاس مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزہ کی حالت میں ہوں اور بے شک یہ سرد دن ہے، تو کیا مجھ پر (میت کو غسل دینے کی وجہ سے) غسل کرنا لازم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

الورقة الخامسة: للمؤطين

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: مؤطا امام مالک﴾

سوال نمبر 1: عن جعفر بن محمد عن ابیه انه قال وزنت فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم شعر حسن و حسین و زینب و ام کلثوم فتصدقت بزنة ذلك فضة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ کیا یہ صدقہ عقیقہ کے طور پر کیا گیا تھا؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) عقیقہ کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں نیز بتائیں کہ لڑکے اور لڑکی کا عقیقہ کتنا ہے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: عن عائشة ام المؤمنین انها اخبرته ان افلح اخا ابی القعیس جاء یستأذن علیها وهو عمها من الرضاعة بعد ما نزل الحجاب قالت فابیت ان آذن له علی فلما جآء رسول الله صلی الله علیه وسلم اخبرته بالذی صنعت فامرنی ان اذن له علی

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور مختصر وضاحت کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) رضاعت کی مدت بیان کریں نیز دودھ کی کتنی مقدار سے رضاعت ثابت ہوگی؟ ائمہ کا مؤقف بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف علی نفسه بالزنا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وشهد علی نفسه اربع مرات فامر به رسول الله صلی الله علیه وسلم فرجم قال ابن شهاب فمن اجل ذلك یؤخذ الرجل باعترافه علی نفسه

(الف) روایت کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ اس شخص سے چار مرتبہ گواہی کیوں لی گئی جبکہ گواہ تو صرف دو ہوتے ہیں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) زنا اور سرقہ کی حد شرعی بیان کر کے دونوں کی حد پر دلالت کرنے والی آیت قرآنی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

﴿حصہ دوم: موطا امام محمد﴾

سوال نمبر 4: عن ابی هريرة ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فان توضانا به عطشنا افنتوضأ بماء البحر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماؤه الحلال ميتته

(الف) حدیث کا ترجمہ کر کے خط کشیدہ کی دلیل کے ساتھ وضاحت کریں کہ کیا تمام بحری جانور حلال ہیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) موطا امام محمد کی روشنی میں دلیل دے کر بتائیں کہ کتنا بڑا حوض ہو تو اس سے درندوں کے پینے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؟ ۱۰

سوال نمبر 5: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا معشر المسلمين هذا يوم جعله الله عيدا للمسلمين فاغتسلوا ومن كان عنده طيب فلا يضره ان يمس منه وعليكم بالسواك

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور کیا حدیث میں مذکور (اغتسلوا) امر کا صیغہ وجوب کے لیے ہے؟ دلیل دیں۔ ۸+۷=۱۵

(ب) تیمم کا طریقہ بیان کر کے اس کی مشروعیت کا پس منظر تحریر کریں؟ ۴+۶=۱۰

سوال نمبر 6: اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ اِذَا ابْتَدَءَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مِنْكَبَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ ۸+۷=۱۵

(ب) تکبیر تحریمہ کے وقت مرد ہاتھ کہاں تک اٹھائے؟ نیز رکوع و سجود کے وقت رفع یدین کیا جائے یا نہ؟ ایک ایک دلیل دیں۔ ۱۰

درجہ عالمیہ (برائے طالبات) سال اول 2019ء

پانچواں پرچہ: للمؤطین

﴿حصہ اوّل: موطا امام مالک﴾

سوال نمبر 1: عن جعفر بن محمد عن ابيه انه قال وزنت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شعر حسن و حسين و زينب و ام كلثوم فتصدقت بزنة ذلك فضة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ کیا یہ صدقہ عقیقہ کے طور پر کیا گیا تھا؟
(ب) عقیقہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ تحریر کریں نیز بتائیں کہ لڑکے اور لڑکی کا عقیقہ کتنا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم کے بالوں کا چاندی کے ساتھ وزن کر کے چاندی صدقہ کی تھی۔

صدقہ کی نوعیت:

خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پاک اولاد کے بالوں سے چاندی وزن کر کے جو صدقہ کی تھی، وہ بطور عقیقہ تھی۔ اس طرح ان سب بچوں کا یکبارگی عقیقہ کیا گیا تھا۔

(ب) عقیقہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''عقیقہ'' کا لغوی معنیٰ نومولود بچہ کے سر کے بال منڈوانا، پھر اس جانور کو عقیقہ کہا جانے لگا جو بچہ کی طرف سے بطور شکر خداوندی ذبح کیا جاتا ہے اور جانور ذبح کرتے وقت بچہ کے بال مونڈ دیے جاتے ہیں۔

لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں فرق:

احناف کے نزدیک عقیقہ کرنا مسنون ہے، نومولود کا عقیقہ والدین کریں، اس کا وقت زندگی بھر ہے، اگر والدین کی طرف سے عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو انسان خود بھی اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔ عقیقہ درحقیقت اولاد میں اضافہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے۔ لڑکی کی طرف سے ایک جانور اور لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کیے جائیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو بکرے ہوں گے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ہوگا۔''

سوال نمبر 2: عن عائشة ام المؤمنين انها اخبرته ان افلح اخا ابی القعيس جاء يستأذن عليها وهو عمها من الرضاعة بعد ما نزل الحجاب قالت فابيت ان آذن له علی فلما جآء رسول الله صلی الله عليه وسلم اخبرته بالذی صنعت فامرنی ان اذن له علی

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور مختصر وضاحت کریں؟
(ب) رضاعت کی مدت بیان کریں نیز دودھ کی کتنی مقدار سے رضاعت ثابت ہوگی؟ ائمہ کا مؤقف بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد کا یہ واقعہ ہے۔ آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس بارے میں عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت کی کہ میں اسے اندر آنے کی اجازت دے دیا کروں۔

مختصر وضاحت:

اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ نسب سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہی حرمت رضاعت سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ نسبی قرابت کی وجہ سے رشتے محرم ہیں، رضاعی قرابت کی وجہ سے بھی محرم ہیں اور جو نسبی قرابت کی وجہ سے غیر محرم افراد ہیں وہ رضاعی قرابت کی وجہ سے بھی غیر محرم ہیں۔ الحاصل رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب سے ثابت ہوتی ہے۔

(ب) رضاعت کی مدت اور ثبوت رضاعت کے لیے دودھ کی مقدار میں مذاہب آئمہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: **عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف على نفسه بالزنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهد على نفسه اربع مرات فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم قال ابن شهاب فمن اجل ذلك يؤخذ الرجل باعترافه على نفسه**

(الف) روایت کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ اس شخص سے چار مرتبہ گواہی کیوں لی گئی جبکہ گواہ تو صرف دو ہوتے ہیں؟

(ب) زنا اور سرقہ کی حد شرعی بیان کر کے دونوں کی حد پر دلالت کرنے والی آیت قرآنی تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے چار مرتبہ زنا کرنے کا اعتراف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ ابن شہاب نے کہا: جرم کے اقرار کی وجہ سے مجرم کو سزا دی جاتی ہے۔

چار مرتبہ گواہی لینے کی وجہ:

شرعی طور پر زنا دو امور سے ثابت ہوتا ہے: (۱) چار گواہ، (۲) اقرار۔ اقرار کی صورت میں مقر (اقرار

کنندہ) جب چار مختلف مجالس میں زنا کرنے کا اقرار کرے گا، تو زنا ثابت ہوگا اور اس پر رجم یا کوڑوں کی حد نافذ کی جائے گی۔ چار مجالس میں اقرار پر دلیل حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ہے، جب انہوں نے چار بار (مختلف مجالس میں) اقرار کیا تو ان پر رجم کی حد نافذ کی گئی۔

(ب) زنا کی حد شرعی:

قرآن وحدیث میں زنا کی حد شرعی بیان کی گئی ہے۔ اگر زانیہ اور زانی شادی شدہ ہوں تو دونوں کی حد شرعی رجم کرنا ہے یعنی انہیں رجم کیا جائے گا۔ اگر وہ دونوں غیر شادی شدہ ہوں تو ان کی حد شرعی سو کوڑے ہیں۔ کنیز اور غلام ہونے کی صورت میں زانی اور زانیہ کو پچاس (۵۰) کوڑے مارے جائیں گے۔

سرقہ کی حد شرعی:

سرقہ کی حد شرعی یہ ہے کہ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

حد شرعی پر دلالت کرنے والی آیت کریمہ:

۱- زنا کی حد شرعی پر دلالت کرنے والی آیت: وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (المائدہ:۴۳)

۲- سرقہ کی حد شرعی پر دلالت کرنے والی آیت: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (المائدہ:۳۸)

﴿حصہ دوم: موطا امام محمد﴾

سوال نمبر 4: عن ابی ہریرۃ ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انا نرکب البحر ونحمل معنا القلیل من الماء فان توضأنا بہ عطشنا افنتوضأ بماء البحر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الطھور ماؤہ الحلال میتتہ

(الف) حدیث کا ترجمہ کر کے خط کشیدہ کی دلیل کے ساتھ وضاحت کریں کہ کیا تمام بحری جانور حلال ہیں؟

(ب) موطا امام محمد کی روشنی میں دلیل دے کر بتائیں کہ کتنا بڑا حوض ہو تو اس سے درندوں کے پینے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کیا: ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لیکر چلتے ہیں، اگر ہم اس کے ساتھ وضو کر لیں تو پیاسے رہ جائیں، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا مردار حلال ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی میں رہنے والے جانور یعنی مچھلی وغیرہ کو ذبح کیے بغیر کھایا جا سکتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں: (۱) ٹڈی (مکڑی)، (۲) مچھلی۔

(ب) حوض کی کیفیت:

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ اگر حوض اتنا بڑا ہو کہ اس کے ایک کنارے میں حرکت دینے کی وجہ سے دوسرے کنارے میں حرکت پیدا نہ ہو تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔ یعنی اس میں درندے منہ ڈالیں یا اس میں نجاست گر جائے تو اس کا ذائقہ یا بو غالب آنے تک وہ نجس نہیں ہوگا۔ اگر حوض چھوٹا ہو یعنی اس کے ایک کنارے سے حرکت دینے سے دوسرا کنارہ حرکت کرے، تو اس میں کوئی درندہ منہ ڈال دے یا نجاست گر جائے، تو وہ پلید ہو جاتا ہے اور اس سے وضو درست نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 5: ان رسول اللہ صلی اللہ علیة وسلم قال یا معشر المسلمین ھذا یوم جعله اللہ عیدا للمسلمین فاغتسلوا ومن کان عندہ طیب فلا یضرہ ان یمس منه وعلیکم بالسواك

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور کیا حدیث میں مذکور (اغتسلوا) امر کا صیغہ وجوب کے لیے ہے؟ دلیل دیں۔

(ب) تیمم کا طریقہ بیان کر کے اس کی مشروعیت کا پس منظر تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! یہ وہ دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید قرار دیا ہے، تو تم غسل کیا کرو، اور جس کے پاس خوشبو ہو تو وہ اسے استعمال کرے تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم پر مسواک کا استعمال لازم ہے۔

''اغتسلوا'' کا حکم مع دلیل:

زیر بحث میں ''اغتسلوا'' خواہ امر کا صیغہ ہے، مگر یہ وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے

ہے یعنی عید کے دن غسل کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب و مسنون ہے۔

حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جمعہ کے دن غسل کرنے کے بارے میں، پچھنے لگوانے کے بعد غسل کرنے کے بارے میں اور عیدین کے دن غسل کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: اگر تم غسل کر لیتے ہو تو بہتر ہے لیکن اگر تم اسے ترک کر دیتے ہو تو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ میں نے ان سے کہا: کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے لیے جائے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔'' انہوں نے جواب دیا: ہاں، لیکن یہ واجب امور میں سے نہیں ہے۔

(ب) تیمم کا طریقہ:

آئمہ احناف کے نزدیک طریقہ تیمم یوں ہے کہ حصول طہارت کی نیت سے پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں سے ایک ضرب لگا کر چہرے کا مسح کرنا اور دوسری ضرب لگا کر دونوں بازوؤں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا ہے۔

تیمم کی مشروعیت کا پس منظر:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر پر تھے، جب ہم بیداء کے مقام پر یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے وہیں پڑاؤ کیا، لوگ بھی وہاں ٹھہر گئے، وہاں پانی موجود نہیں تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں تھا۔ کچھ لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے: آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرا دیا ہے اور لوگوں کو بھی جبکہ یہاں کوئی پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔

آپ مزید بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانوں پر سر اقدس رکھ کر سوئے ہوئے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگوں کو یہاں رکنے پر مجبور کیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے مجھ سے ناراضگی کا اظہار کیا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، وہ کہا۔ پھر انہوں نے میرے پہلو پر ہاتھ مارا، میں نے حرکت اس لیے نہیں کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے زانوں پر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، یہاں تک کہ صبح کے وقت پانی نہیں تھا، تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کے بارے میں آیت نازل کی تو لوگوں نے تیمم کیا اور ہم نے بھی تیمم کیا۔

اس وقت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو! یہ آپ کی پہلی برکت نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں جس اونٹ پر موجود تھی، جب ہم نے اسے اٹھایا تو وہ ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

سوال نمبر 6: اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ کَانَ اِذَا ابْتَدَءَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مِنْکَبَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا دُوْنَ ذٰلِکَ

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) تکبیر تحریمہ کے وقت مرد ہاتھ کہاں تک اٹھائے؟ نیز رکوع و سجود کے وقت رفع یدین کیا جائے یا نہ؟ ایک ایک دلیل دیں۔

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب نماز کی ابتداء کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو تب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(ب) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا اور رکوع و سجود کے وقت رفع یدین نہ کرنا:

تکبیر تحریمہ کے وقت مرد اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے گا جبکہ عورت اپنے کندھوں تک بلند کرے گی۔ تاہم رکوع و سجود سے اٹھتے وقت رفع یدین ہرگز نہیں کیا جائے گا۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔ آپ کے مؤقف کی تائید میں یہ حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑوں کی دُمیں، نماز میں حرکت پیدا نہ کرو۔"

زیر بحث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کی ترجمان ہے، جبکہ یہ روایت دوسری احادیث مبارکہ کے ساتھ منسوخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے کا ہے۔ واللہ تعالیٰ بالصواب۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

المواقف سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

الورقة السادسة: لاصول الحديث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:-سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) مندرجہ ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟ ۵×۴=۲۰
معلق، شاذ، صحیح لذاتہ، متواتر، مدرج، غریب، موضوع

(ب) کتب حدیث کے کل کتنے طبقات ہیں؟ کوئی سے دو طبقات کی وضاحت کریں۔
۴+(۲×۸)۱۶=۲۰

سوال نمبر 2: (الف) احادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل قلمبند کریں؟ ۱۵

(ب) حدیث ضعیف کی تقویت کی کوئی تین صورتیں تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کے معاصرین اور بعد کے تین ائمہ کے تاثرات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے سماع حدیث کیا تھا یا نہیں؟ اپنا مؤقف بالدلیل ثابت کریں۔ ۱۵

سوال نمبر 4: (الف) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و کردار اور علمی خدمات کا ایک مختصر مگر جامع جائزہ قلمبند کریں؟ ۱۵

(ب) امام بخاری کا فقہی مسلک اور آپ کی قوتِ حافظہ کے بارے میں اپنی تحقیق ضبط تحریر میں لائیں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 5: (الف) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف "شرح معانی الآثار" کا سبب تالیف، وجہ تسمیہ اور اسلوب بیان کریں؟ ۳+۴+۸=۱۵

(ب) صحیح بخاری کی کوئی سی تین شروحات کا مختصر تعارف بیان کریں؟ ۳×۵=۱۵

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (برائے طالبات) سال اول 2019ء

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر 1: (الف) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟
معلق، شاذ، صحیح لذاتہ، متواتر، مدرج، غریب، موضوع
(ب) کتب حدیث کے کل کتنے طبقات ہیں؟ کوئی سے دو طبقات کی وضاحت کریں۔

جواب: (الف) اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے رواۃ کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا ہو۔

(۲) شاذ: وہ حدیث ہے جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے (اس کا مقابل محفوظ ہے)

(۳) صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

(۴) متواتر: جو حدیث ہر دور میں اپنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان رواۃ کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

(۵) مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

(۶) غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی صحیح سے روایت میں منفرد ہو۔

(۷) موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

(ب) طبقات کتب حدیث:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقات بیان کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

پہلا طبقہ: ان کتابوں کا ہے جن کی صحت، شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہو جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

دوسرا طبقہ: ان کتابوں کا ہے جو صحت، شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہیں، اس طبقہ کی اکثر کتابوں میں اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں، بعض ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں لیکن ان کا ضعف بھی بیان کر

دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن ابی داؤد وغیرہ۔

تیسرا طبقہ: اس طبقہ میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور امام مسلم پر مقدم، ان کے معاصر یا ان کے مقارب تھے۔ حدیث میں اُن کی فنی مہارت تو مسلم تھی لیکن ان کی تصانیف میں دوسرے طبقہ کی بنسبت ضعیف روایات زیادہ ہیں، بلکہ بعض ایسی روایات بھی ہیں جو متہم بالوضع ہیں جیسے مسند امام شافعی، سنن ابن ماجہ وغیرہ۔

چوتھا طبقہ: چوتھے طبقہ میں ان متاخرین علماء کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہیں مل سکی اور یا انہوں نے ان روایات میں کوئی علت خفیہ دیکھ کر ترک کر دیا جیسے دیلمی وغیرہ۔

سوال نمبر 2: (الف) احادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل قلمبند کریں؟

(ب) حدیث ضعیف کی تقویت کی کوئی تین صورتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) احادیث سے ثابت ہونے والے احکام کی تفصیل:

احادیث سے ثابت ہونے والے وہ احکام و مسائل جن کا تعلق حلت و حرمت سے ہے، وہ چار قسم کے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- عقائد قطعیہ: جس طرح توحید و رسالت اور مبداء و معاد۔ عقائد قطعیہ کا اثبات احادیث متواترہ سے ہوتا ہے۔ اس میں بھی تعمیم ہے خواہ تواتر لفظی ہو یا معنوی ہو۔

۲- عقائد ظنیہ: ان کے اثبات کے لیے اخبار احاد ہی کافی ہیں۔

۳- احکام: ان کے اثبات کے لیے حدیث صحیح ہونی چاہیے یا کم از کم یہ کہ وہ حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو۔

۴- فضائل و مناقب: اس باب میں بالاتفاق احادیث ضعیفہ کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔

(ب) حدیث ضعیف کی تقویت کی تین صورتیں:

حدیث ضعیف کی تقویت کی تین صورتیں حسب ذیل ہیں:

پہلی صورت: حدیث ضعیف کی تقویت کی پہلی صورت یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ جب کسی ضعیف حدیث کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔

تیسری صورت: اگر کسی ضعیف کے موافق اہل علم میں سے کسی کا قول ہو تو اس سے بھی حدیث کی

تقویت ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کے معاصرین اور بعد کے تین ائمہ کے تاثرات تحریر کریں؟

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے سماعِ حدیث کیا تھا یا نہیں؟ اپنا مؤقف بالدلیل ثابت کریں۔

جواب: (الف) حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تین آئمہ کے تاثرات:

۱۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر حدیث کے معانی اور فقہی نکات جاننے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ وہ کہا کرتے تھے: میں جس کسی مسئلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اختلاف کرتا تو بعد میں غور وخوض سے مجھ پر یہی منکشف ہوتا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ اخروی نجات کے زیادہ قریب تھا۔

۲۔ حضرت ابو بکر عیاش رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ تعزیت کے سلسلہ میں سفیان کے گھر گیا، مجلس آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ جب امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ آئے تو سفیان نے کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کی اور اپنی جگہ میں ان کو بٹھایا اور خود سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ بعد میں میں نے ان سے اس قدر تعظیم کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب میں کہا: وہ علم میں ذی مرتبہ شخص ہیں، اگر میں ان کے علم کے لیے نہ اٹھتا تو ان کے سن و سال کی وجہ سے اٹھتا اور اگر سن وسال کی وجہ سے نہ اٹھتا تو ان کی فقہ کی وجہ سے اٹھتا اور اگر فقہ کی وجہ سے نہ اٹھتا تو ان کے تقویٰ کی وجہ سے اٹھتا۔

۳۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے سوال کیا: آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں میں نے ان کو ایسا شخص پایا کہ اگر وہ ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہتے تو اپنے علم کے زور سے ایسا کر سکتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مزید کہا: تمام لوگ فقہ میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے پروردہ ہیں، امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے تھے جن کو فقہ میں موافقت حق عطا کی گئی تھی۔

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا صحابہ کرام سے سماعِ حدیث کرنا:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے سماعِ حدیث کیا تھا۔ اس سلسلہ میں دلیل یہ

ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سال ولادت میں اختلاف ہے، حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہب بن جریر سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا وصال ۹۵ھ میں ہوا ہے اور مشہور ۹۳ھ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ بارہا بصرہ گئے تھے۔ اس لیے اس بات کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ سال کی عمر تک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی بار ملاقات کی ہوگی اور ان سے روایات کا حصول بھی کیا ہوگا۔

سوال نمبر 4: (الف) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و کردار اور علمی خدمات کا ایک مختصر مگر جامع جائزہ قلمبند کریں؟

(ب) امام بخاری کا فقہی مسلک اور آپ کی قوتِ حافظہ کے بارے میں اپنی تحقیق ضبط تحریر میں لائیں؟

جواب: (الف) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و کردار اور علمی خدمات:

خاندان وولادت: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کا سلسلہ نسب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ ابونعیم نے ان کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے: ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف۔ غزہ یا عسقلان کے مقام پر ۱۵۰ھ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔

اساتذہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے زمانہ کے بے مثل افاضل سے علمی استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے مسلم بن خالد زنجی، امام مالک بن انس، ابراہیم بن سعد وغیرہ اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

تلامذہ: فقہ، حدیث اور تفسیر میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کثیر شاگرد تھے جن میں زیادہ مشہور سلیمان بن داؤد ہاشمی، ابوبکر عبداللہ بن الزبیر حمیدی وغیرہ ہیں۔

فضائل وشمائل: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ طبعاً فیاض و جواد تھے، اپنی ضرورتوں پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے تھے، اہل جاہ وحشم اور ارباب ثروت واقتدار سے کبھی کسی چیز کی طمع اور توقع نہیں رکھتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ بے حد خلیق اور صاحب مروت تھے۔ اگر کوئی محبت وعقیدت سے نذرانہ پیش کرتا تو اس کو رد نہیں کرتے تھے۔

فیاضی وجوادی: سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ صنعاء سے مکہ مکرمہ آئے تو آپ کے پاس دس ہزار دینار تھے، ایک نے ایک جگہ خیمہ نصب کر کے قیام کیا، لوگوں کو پتہ چلا تو مختلف اطراف سے لوگ ملاقات کے لیے حاضر ہوئے جن میں بہت سے لوگ ضرورتمند بھی تھے۔ جب آپ لوگوں سے ملاقات سے فارغ ہوئے آپ کے پاس ایک دینار بھی باقی نہیں رہا تھا۔

زہد و عبادت: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علمی وجاہت اور فقہی متانت کے باوجود عبادت و ریاضت میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ رمضان کے نوافل میں ساٹھ (۶۰) مرتبہ "قرآن مجید" ختم کرتے تھے۔ عام ایام میں آپ رات کے تین حصے کرتے تھے۔ پہلے حصہ میں تصنیف وتالیف کا کام کرتے، دوسرے حصہ میں نوافل پڑھتے اور تیسرے حصہ میں نیند کیا کرتے تھے۔

علمی خدمات: آپ تاحیات قرآن وسنت کی اشاعت وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہے۔ ایک طرف علماء وفضلاء پیدا کیے اور دوسری طرف تصانیف کا انبار لگا دیا۔ آپ کی مشہور تصانیف میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب الام، (۲) المبسوط، (۳) مسند امام شافعی۔

وصال: ماہ رجب کی آخری تاریخ کو جمعہ کی شب مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد ۲۰۴ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار "مصر" کے شہر "قرافۃ" میں ہے۔

(ب) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فقہی مسلک:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے کلام میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ ان کا فقہی مسلک کیا تھا؟ تاہم آپ "الصحیح للبخاری" میں ایسی روایات بکثرت لائے ہیں جو مسلک امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مؤید ہیں اور غالباً اسی بنا پر بعض مشاہیر علماء نے ان کو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد گردانا ہے۔

قوت حافظہ:

حضرت امام بخاری کا ذہن بہت حاضر، بیدار اور نکتہ بین تھا۔ وہ قرطاس وقلم پر اعتماد نہیں کرتے تھے جتنا ان کو اپنے حافظہ اور ذہن پر اعتماد تھا۔ مگر وہ اپنی خداداد ذہانت اور بے مثل حافظہ کی وجہ سے ہمیشہ سرخ رو رہے۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سمرقند میں چار سو محدث جمع ہوئے اور انہوں نے امام بخاری کو مغالطہ دینے کے لیے شام کی اسناد عراق کی اسناد میں داخل کیں اور عراق کو شام میں، اسی طرح حرم کی اسناد یمن میں داخل کیں اور یمن کی حرم میں، وہ لوگ سات دن تک مسلسل اس قسم کے مغالطہ آمیز متون اور اسانید امام بخاری پر پیش کرتے رہے لیکن ایک بار بھی وہ امام بخاری کو نہ سند میں مغالطہ دے سکے اور نہ متن میں۔

سوال نمبر 5: (الف) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف "شرح معانی الآثار" کا سبب تالیف، وجہ تسمیہ اور اسلوب بیان کریں؟

(ب) صحیح بخاری کی کوئی سی تین شروحات کا مختصر تعارف بیان کریں؟

جواب: (الف) ''شرح معانی الآثار'' کا سبب تالیف:

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تالیف ''شرح معانی الآثار'' کا سبب تالیف خود تحریر فرماتے ہیں: مجھ سے بعض اہل علم حضرات نے فرمائش کی کہ میں ایک ایسی کتاب لکھوں جس میں احکام سے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو جمع کروں جو بظاہر متعارض ہوں۔ چونکہ ملحدین اور مخالفین اسلام اس ظاہری تعارض کی وجہ سے اسلام پر طعن کرتے ہیں، اس لیے ان متعارض روایات میں تطبیق دینے کے لیے علماء اسلام کی ان تاویلات کا ذکر بھی کروں جو کتاب وسنت، اجماع اور تاویل صحابہ سے مؤید ہیں۔

وجہ تسمیہ:

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف کا نام ''شرح معانی الآثار'' رکھا ہے، آثار سے مراد احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ ہیں یعنی احادیث اور آثار کے معانی میں فی نفسہا یا باہم ظاہری طور پر جو تعارض ہے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث وآثار کے معانی کی شرح اور وضاحت کر کے اس تعارض کو اٹھا دیا ہے۔

اسلوب بیان:

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث روایت کی ''نہ بغیر وضو کے نماز صحیح ہے، نہ بغیر بسم اللہ کے وضو۔'' پھر اس مضمون کی ایک اور حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یعنی ایک قوم کا یہی مذہب ہے کہ وضو ''بغیر بسم اللہ'' کے صحیح نہیں ہے۔

(ب) صحیح بخاری کی تین شروحات کا تعارف:

۱- مصابیح الجامع: یہ شرح علامہ بدر الدین محمد بن ابی بکر الدمامینی (المتوفی ۸۲۸ھ) کی ہے، یہ شرح سلطان ہند احمد شاہ بن محمد بن مظفر کی فرمائش پر لکھی گئی۔

۲- عمدۃ القاری: یہ شرح امام حافظ بدر الدین العینی (المتوفی ۸۵۵ھ) کی تصنیف ہے۔ صحیح بخاری کی اس سے بہتر شرح آج تک نہیں لکھی گئی۔ یہ شرح ۸۲۱ھ میں شروع کی گئی اور ۸۴۷ھ میں مکمل ہوئی، یہ شرح بارہ جلدوں اور ۱۲۵ اجزاء پر مشتمل ہے۔

۳- اعلام السنن: یہ شرح امام ابوسلیمان احمد بن محمد الخطابی (المتوفی ۳۳۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ صحیح بخاری کی سب سے پہلی شرح ہے۔ اس شرح میں علمی نکات اور لطائف بیان کیے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۰ء

پہلا پرچہ: عقائد و کلام

حصہ اوّل: عقائد نسفیہ

سوال نمبر۱: (الف) عقل سبب علم ہے یا نہیں؟ معجزہ کے ساتھ موید حدیث سے کون سا علم ثابت ہوتا ہے؟ علم اکتسابی کس کو کہتے ہیں؟

جواب: (الف):

عقل بھی علم کا سبب ہے اور عقل سے بھی علم حاصل ہوسکتا ہے، کیونکہ اکثر افعال عقل کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتے ہیں، اس لیے علم کا عقل سے حاصل ہونا کوئی محال کام نہیں ہے۔

معجزہ کے ساتھ مؤید حدیث سے حاصل ہونے والا علم:

اس رسول کی خبر جس کی رسالت کو اس کے معجزات سے تائید حاصل ہوتی ہے یعنی وہ نبوت کا دعویٰ کرے اور اس سے معجزات ظاہر ہوں، کیونکہ جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اس کے ہاتھوں معجزہ ظاہر نہیں ہوسکتا، کیونکہ اسے معجزہ دیا نہیں جاتا، خبر رسول سے علم استدلالی حاصل ہوتا ہے۔ یعنی دلیل میں نظر کرنے سے علم حاصل ہوتا ہے۔ یقین اور ثبوت سے خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم، علم ضروری کے مشابہ ہوتا ہے یعنی دونوں سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

علم اکتسابی کون سا علم؟:

جو علم عقل کے ساتھ استدلال کے ذریعے حاصل ہو، وہ اکتسابی علم کہلاتا ہے جیسے آدمی نے آگ دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دھواں بھی ہوتا ہے، یہ علت سے معلول پر استدلال ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی کوئی سی پانچ ذاتی صفات تحریر کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات:

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات درج ذیل ہیں:

وہ واحد ہے یعنی ایک ہے، کیونکہ واجب الوجود صرف وہی ہے کوئی دوسرا نہیں، وہ قدیم ہے (یعنی

حادث نہیں) وہ حی ہے (یعنی ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا' باقی ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اللہ فنا ہونے سے پاک ہے) وہ مصور نہیں (یعنی اس کی کوئی شکل وصورت نہیں وہ صورت سے پاک ہے) وہ محدود نہیں ہے (یعنی کسی حد میں نہیں ہے)' وہ معدود نہیں (یعنی اللہ کی گنتی نہیں ہوسکتی ہے وہ اس سے پاک ہے) وہ بصیر ہے (یعنی دیکھنے والا ہے' لیکن آنکھ سے پاک ہے) وہ قادر ہے یعنی طاقت والا ہے' ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' کوئی چیز اس کے قبضہ سے باہر نہیں ہے۔

سوال نمبر۲: (الف) کون سی چیزیں دلائل سمعیہ سے ثابت ہیں؟ استطاعت مع الفعل سے کیا مراد ہے اور یہ کس پر بولا جاتا ہے؟

جواب: (الف) دلائل سمعیہ سے ثابت ہونے والی اشیاء:

اللہ تعالیٰ ایسے کلام کے ساتھ متکلم ہے' جو اس کی ازلی صفت ہے' اس میں حروف اور آوازیں نہیں اور وہ ایسی صفت ہے جس میں سکوت یعنی خاموشی نہیں نہ ہی اس میں کوئی آفت آسکتی ہے جس طرح بندوں کی آواز بعض اوقات بند ہو جاتی ہے' یا بندہ خاموش ہو جاتا ہے پھر دوبارہ کلام کرتا ہے۔ اسی کلام کے ساتھ اللہ خبر دیتا ہے' حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے۔

استطاعت مع الفعل اور اس کا اطلاق:

اس سے مراد وہ طاقت ہے' جس کے ذریعے فعل ادا ہوتا ہے' فعل کے اسباب آلات ہیں' جن کے ذریعے فعل ادا ہوتا ہے اور جوارح اور اعضاء کی سلامتی کو استطاعت کہا جاتا ہے' جب آدمی کو یہ استطاعت حاصل ہو' تو وہ مکلف ہو جاتا ہے جیسے حج کی استطاعت' اس وقت ضرورت ہے' جب حج کرنے لگے' کوئی شخص پہلے سے کھڑا ہوسکتا تھا' نماز کے وقت کھڑا نہیں ہوسکتا' تو اس پر قیام فرض نہ ہوگا۔ اسی طرح جو کام انسان کی طاقت میں نہ ہو' وہ اس پر فرض نہیں ہوتا اور اللہ رحمٰن ورحیم اسے اس کا مکلف نہیں بناتا مثلاً کوئی شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا' تو اس پر روزہ لازم نہیں اور یہ نام استطاعت اسباب' آلات اور اعضاء کی سلامتی پر بولا جاتا ہے۔

(ب) بندہ کا م خود کو سچا مومن کہنا کب صحیح ہوتا ہے؟ اسعاد اور اشقاء کس کی صفات ہیں اور ان کا کیا معنی ہے؟

جواب: بندہ کا خود کو سچا مومن کہنے کی درست صورت:

جب بندہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کر لے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں یقینی طور پر اور سچا مومن

ہوں اور یہ کہنا درست نہیں کہ میں ''ان شاء اللہ'' مومن ہوں' کیونکہ انشاء اللہ اگرچہ برکت کے لیے استعمال ہوتا ہے' لیکن اس میں کسی کام کے ہونے اور نہ ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور ایمان کے بارے میں شک نہیں ہونا چاہیے' لہٰذا یوں کہے کہ میں یقینی طور پر مومن ہوں' انشاء اللہ نہ کہے۔

اسعاد اور اشقاء صفات اور ان کا معنی:

اسعاد کا معنی کسی کو خوش بخت یا خوش نصیب بنانا اور اشقاء کا معنی کسی کو بدنصیب بنانا ہے' اور یہ دونوں اللہ کے لیے خاص ہیں' یعنی اللہ کی صفات ہیں۔ خوش نصیب بنانا اور بدبخت کرنا بھی اسی کا کام ہے۔

سوال نمبر ۳: (الف) ملائکہ اور معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ لکھیں نیز اولیاء سے کس طرح کی کرامات کا ظہور ہوسکتا ہے؟

جواب: ملائکہ کے بارے میں عقیدہ:

فرشتے اللہ پاک کی نوری مخلوق ہیں' جو اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ارشاد خداوندی ہے: **وھم بامرہ یعملون** اور وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

فرشتے نہ ہی مذکر ہیں اور نہ ہی مؤنث' یہ اللہ کی نوری مخلوق ہیں۔ بت پرستوں کا یہ غلط عقیدہ ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں' جب کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے' شیطان جو اپنے رب کا نافرمان ہے وہ فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ'' وہ جن تھا' اپنے رب کا نافرمان ہوگیا۔ ہاروت' ماروت فرشتے تھے لیکن نہ تو ان سے کفر صادر ہوا اور نہ ہی گناہ کبیرہ' لہٰذا فرشتے گناہ سے معصوم ہیں۔

معراج المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے عقیدہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ سفر معراج ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں جسمانی طور پر پہلے سات آسمانوں' پھر جہاں تک اللہ نے چاہا معراج کرایا اور یہ واقعہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے' اس کا منکر بدعتی ہے' چونکہ یہ معجزہ ہے اور معجزہ عقل میں نہیں آتا' اس لیے بہت سے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے' لیکن جب یہ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے اور معجزہ ہے' تو اعتراض کی گنجائش کی کوئی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی۔ لہٰذا اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جو بات آپ نے فرما دی وہ حق اور سچ ہے۔

اولیاء سے کون سی کرامات کا ظہور ہوسکتا ہے؟:

کرامات کے حق ہونے پر دلیل صحابہ کرام اور اللہ کے نیک بندوں صوفیاء کرام سے تواتر کے ساتھ

ثابت ہونے والے واقعات درج ذیل ہیں۔ حضرت مریم علیہم السلام کے پاس پکا ہوا کھانا آنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی آصف بن برخیا کا بلقیس کا تخت لانا وغیرہ کرامات کے ثبوت کی واضح دلیل ہے۔ پتھروں اور بے زبان جانوروں کا کلام کرنا مثلاً اصحاب کہف کے کتے کا کلام کرنا۔

(ب) خلافت کتنا عرصہ رہی؟ رسل بشر اور رسل ملائکہ میں سے افضل کون ہوتے ہیں؟

جواب: عرصہ خلافت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت تیس سال رہی، اس کے بعد حکومت اور امارت رہی یعنی بادشاہ اور امیر رہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت تیس (۳۰) سال ہوگی۔

() بشر کا رسل ملائکہ سے افضل ہونا:

انسانوں کے رسول فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں اور فرشتوں کے رسول عام انسانوں سے افضل ہیں اور عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ انسانوں کے رسولوں کی فضیلت قطعی اور ضروری ہے اور عام انسانوں کو عام فرشتوں پر فضیلت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرنے اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ اعلیٰ کو سجدہ کرے جیسے ارشاد خداوندی ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور حضرت آدم کو تمام نام سکھائے، اس سے مقصود فرشتوں پر آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی جیسے ہے: بے شک آدم کو اللہ نے اور حضرت نوح کو اور حضرت آل عمران کو تمام جہانوں پر چن لیا۔

حصہ دوم: الحق المبین

سوال نمبر۴: (الف) الحق المبین کی روشنی میں دلائل سے ثابت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے؟

جواب: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر:

محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

اس مقام پر شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ قول کا حاصل اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو کہ کفر صریح نہ ہو لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح

ہواس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی۔

ایک اور اعتراض:

حدیث میں آیا ہے: (انما الاعمال بالنیات) یعنی عملوں کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند کی عبارتوں میں اگرچہ کلمات توہین پائے جاتے ہیں مگر ان کی نیت توہین اور تنقیص کی نہیں، اس لیے حکم کفر پر عائد نہیں ہو سکتا؟ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ حدیث کا مفاد صرف اتنا ہے کہ کسی نیک عمل کا ثواب نیت ثواب کے بغیر نہیں ملتا، یہ مطلب نہیں کہ ہر عمل میں نیت معتبر ہے۔

(ب) توہین کا دار و مدار واقعیت سے ہوتا ہے یا الفاظ و عبارات سے؟ وضاحت کریں۔

جواب: توہین کا مدار:

بعض لوگ توہین کو واقعیت پر موقوف سمجھتے ہیں، حالانکہ توہین و تنقیص کا تعلق الفاظ و عبارات سے ہوتا ہے، بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجب توہین نہیں ہوتا، لیکن اسی امر واقعہ میں بعض تفصیلات کا آ جانا توہین کا سبب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ان تفصیلات کا بیان واقعہ کے مطابق بھی کیوں نہ ہو جیسے عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جس کے ساتھ ارادہ الٰہیہ متعلق نہ ہو اور اس بناء پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد ہے یعنی ارادہ کی ہے، تو اس میں توہین نہیں لیکن اگر اس کی تفصیل بیان کرے، تو ظلم، چوری، شراب خوری اللہ کی مراد ہے، تو اگرچہ یہ کلام واقعہ کے مطابق ہے، لیکن ظلم و فسق وغیرہ کی تفصیلات آ جانے کے باعث خلاف ادب اور توہین آمیز ہو گا۔ اسی طرح بدلیل آیہ قرآنیہ: اللہ خالق کل شیء یہ کہنا بالکل جائز ہے کہ اللہ ہر شے کا خالق ہے، لیکن اللہ خالق القاذورات وغیرہا کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رذیل اشیاء کی تفصیل ابہام کفر کی وجہ سے یقیناً موجب توہین ہے۔

سوال نمبر ۵: (الف) بعض علوم کو برا کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے اس کی نفی کرنا کیسا ہے؟ دلائل سے بیان کریں؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر برائی سے پاک ہونا:

بعض علوم کو برا کہہ کر رسول اللہ کی ذات مقدسہ سے اس کی نفی کرنا بدترین جہالت اور بارگاہ نبوت سے کھلی عداوت ہے۔ ہمارے ناظرین کرام عقل و انصاف کی روشنی میں اتنی بات بخوبی جانتے ہیں۔

(۱) حضرت شاہ صاحب نے توقع ضرر (۲) استعداد عالم کا قصور (۳) علوم شریعہ میں بے جا غور کرنا کا رسول اللہ کے حق میں پایا جانا ممکن نہیں، کیونکہ علمیت الٰہیہ کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ضرر کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد مقدسہ میں قصور کا پایا جانا بھی محال

ہے۔علی ہذاالقیاس امور شریعہ میں بے جا غور وفکر کرنا بھی رسول اللہ کی ذات کے لیے قطعاً ناممکن ہے' ورنہ علوم شریعہ بھی معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مذموم ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ جن اسباب خارجہ کی وجہ سے کسی علم میں برائی پیدا ہوسکتی ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان کا پایا جانا ممکن نہیں۔لہٰذا ثابت ہوگیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ کیسا ہی علم کیوں نہ ہو وہ حضور کے حق میں برا نہیں ہوسکتا اور اگر ہم آنکھیں بند کر کے یہ تسلیم کرلیں کہ بعض علوم فی نفسہ برے ہوتے ہیں' تو میں عرض کروں گا جو چیز فی نفسہ بری اور مذموم ہو' وہ عیب ہے' عیب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محال نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے نہ صرف محال بلکہ محال عقلی اور ممتنع لذاتہ ہے۔لہٰذا ایسے علم کو جو فی نفسہ برا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کا ہونا عیب قرار پائے' اسے اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ثابت کرنا ناممکن ہوگا' کیونکہ صفت ذمیمہ کا اثبات یقیناً عیب لگانا ہے' جب اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے' تو برے علم سے بھی پاک ہونا اس کے لیے یقیناً واجب ہوگا۔ جو چیز بندوں کے حق میں عیب ہو' اللہ تعالیٰ کا اس سے منزہ ہونا ضروری ہے۔ دیکھیے کذب' جہل' ظلم' سفہ وغیرہ امور فی نفسہا جس طرح بندوں کے حق میں عیب ہیں مگر اللہ پاک ان سے پاک ہے۔

(ب) افضلیت اور اصالت مصطفویہ پر الحق المبین کی روشنی میں ایک جامع مضمون لکھیں؟

جواب: افضلیت واصالت مصطفویہ پر مضمون:

اظہار کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے امت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فرد مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو از روئے دلیل بہ ہئیت مخصوصہ اس کے ساتھ مختص نہیں' تو اس کمال کو حضور کے لیے اس بناء پر تسلیم کرلیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں' جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہوسکتا۔لہٰذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ اصول بالکل صحیح ہے۔ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب فروع کا ہر کمال اصل سے مستفاد ہے' تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک کمال فرع میں ہو اور اصل میں نہ ہو۔ بخلاف عیب کے یعنی یہ ضروری نہیں کہ فرع کا عیب اصل کے عیب کی دلیل بن جائے' ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ہرے بھرے درخت کی بعض ٹہنیاں سوکھ جاتی ہیں مگر جڑ تازہ رہتی ہے' اس لیے کہ اگر جڑ ہی خشک ہو جاتی تو اس کی ایک شاخ بھی سرسبز وشاداب نہ رہتی اور جب سوائے چند شاخوں کے سب ٹہنیاں سرسبز وشاداب ہوں تو معلوم ہوگا کہ جڑ تازہ ہے اور یہ چند شاخیں جو مرجھا کر خشک ہوگئی ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی اور باطنی طور پر ان کا تعلق اصل سے ٹوٹ گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض

اوقات فرع کا عیب اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ہوتا ہے، جب اصل میں عیب پایا جائے اور جب اصل کا عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو، تو پھر فروع کا کوئی عیب اصل کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ اصل کائنات یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہے، خود نام پاک محمد ہی اس کی دلیل ہے، کیونکہ لفظ محمد کی تعریف ہے بار بار تعریف کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ نقص وعیب کی مذمت کا موجب ہے نہ کہ تعریف کا۔لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ نبی پاک ہر عیب سے پاک ہیں۔

سوال نمبر ۶: (الف) اشیاء کے وقوع سے پہلے علم الٰہی سے متعلق اہل سنت اور اغیار کا عقیدہ تفصیلاً بیان کریں؟

(ب) الحق المبین کے مصنف کے حالات مختصراً بیان کریں؟

جواب: (الف) اشیاء کے وقوع سے قبل علم الٰہی کے حوالے سے اہل سنت اور اغیار کا عقیدہ

اغیار کا عقیدہ:

دیوبندی حضرات کے مقتداء مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے شاگرد رشید مولوی حسین علی صاحب ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی اور ان کے شاگرد و بعض دیگر علماء دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔ دیکھئے مولوی حسین علی صاحب اپنی تفسیر بلغۃ الخیران مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور بار اول ص ۱۵۷، ۱۵۸ پر ارقام فرماتے ہیں "اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں۔"

اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات قرآنی جیسا کہ وسیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔

اہل سنت کا عقیدہ:

اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے۔ دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱

من اعتقد ان اللہ لا یعلم الاشیاء قبل وقوعھافھو کافروان عد قائلہ من اھلك البدعة

(جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ اگر چہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو)

آیہ کریمہ وسیعلم الذین اور اس قسم کی دیگر آیات واحادیث میں مجاہدین وغیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین

سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائے گا۔ یہاں 'علم' سے تمیز مراد ہے۔ فلیعلمن اللہ بمنزلۃ فلیمیز اللہ کے ہے' جسے اللہ تعالیٰ کے قول لیمیز اللہ الخبیث من الطیب میں خبیث کا طیب سے جدا ہونا منصوص ہے' ایسے ہی ان آیات میں (جنہیں مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھا ہے) مومنین و منافقین اور مجاہدین وغیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے۔ دیکھئے بخاری شریف جلد ثانی ص ۷۰۳ پر مرقوم ہے:

فلیعلمن اللہ علم اللہ ذلک انما ھی بمنزلۃ فلیمیز اللہ کقولہ لیمیز اللہ الخبیث (انتہی)

یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم وکبیر کو ان کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔

علماء دیوبند اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب کے قائل ہیں۔ دیکھئے ضمیمہ براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۷۲

"الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔"

اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ:

اہل سنت کہتے ہیں کہ کذب کے تحت قدرت باری تعالیٰ ہونے سے بندوں کے جھوٹ کی تخلیق اور اس کے باقی رکھنے یا نہ رکھنے پر قدرت خداوندی کا ہونا مراد ہے یا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود صفت کذب سے متصف ہوسکتا ہے۔ اگر پہلی شق مراد ہے' تو اس میں آج تک کسی سنی نے اختلاف نہیں کیا۔ پھر یہ کہنا کہ امکان کذب کے مسئلہ میں شروع سے اختلاف رہا ہے۔ باطل محض اور جہالت وضلالت ہے اور اگر دوسری شق مراد ہو' تو اس سے بڑھ کر شان الوہیت میں کیا گستاخی ہوسکتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے متصف بالکذب ہونے کو ممکن قرار دیا جائے۔ اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ کفر خالص ہے۔ اعاذنا اللہ منھا۔

(ب) الحق المبین کے مصنف کے حالات زندگی: ولادت وابتدائی حالات:

بیہقی زماں غزالی دوراں ابوالنجم سید احمد سعید کاظمی کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے منسلک ہے۔ ۱۹۱۳ء میں آپ مراد آباد کے مضافاتی شہر امروہہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کا

اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ ایام طفولیت میں ہی والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے برادر معظم سید محمد خلیل کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی ہوئی۔ سید محمد خلیل کاظمی انتہائی جید فاضل عظیم محدث اور صاحب نظر درویش تھے۔ شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی اور ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبی ہوئی نعتیں کہا کرتے تھے۔ شاہ جہان پور کے مدرسہ بحر العلوم میں تدریسی خدمات انجام دیتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ حضرت علامہ کاظمی کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

حضرت نے ابتداء سے انتہاء تک تمام تعلیم اپنے برادر معظم سے ہی حاصل کی اور آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ سولہ سالہ کی عمر میں سند فراغت حاصل کی۔ دستار بندی کے موقع پر حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی۔ اس تقریب میں حضرت مولانا معوان صاحب رامپوری، حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا نثار احمد صاحب کانپوری و دیگر اکابر علماء اور اعاظم مشائخ اہل سنت موجود تھے جنہوں نے آپ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

ایام تحصیل ہی میں آپ نے امتناع کذب کے موضوع پر ایک انتہائی علمی اور پر مغز رسالہ تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان کے نام سے زیب رقم فرمایا۔ مختلف بد مذہبوں سے مباحثوں اور مناظروں میں حصہ لیا اور ہر بار خدا کے فضل و کرم سے غالب اور کامیاب رہے۔

عملی زندگی کا آغاز:

حضرت علامہ فراغت کے بعد بعض احباب سے ملاقات کے لیے لاہور تشریف لائے۔ یہاں حضرت سید محمد دیدار علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مستفیض ہوئے اور حضرت مولانا سید ابو البرکات اور مولانا سید ابو الحسنات سے ملاقات ہوئی۔ اسی اثناء میں ایک دن جامعہ نعمانیہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک کلاس میں حافظ محمد جمال صاحب مسلم الثبوت پڑھا رہے تھے۔ آپ بھی سماع کی خاطر ایک طرف بیٹھ گئے۔ اس وقت ماہیت مجردہ پر گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے بھی اس بحث میں حصہ لیا۔ آپ کی جودت طبع اور استحضار مسائل کے ملکہ سے حافظ محمد جمال صاحب بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے دبیر انجمن خلیفہ تاج الدین صاحب سے آپ کی قابلیت کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے آپ کو جامعہ نعمانیہ میں تدریس کی پیشکش کی۔ جس کو آپ نے اپنے برادر معظم کی اجازت کی شرط پر منظور کرلیا۔ جامعہ نعمانیہ میں تدریس کے دوران آپ کے ذمہ نور الانوار، قطبی، مختصر المعانی اور شرح جامی وغیرہ کی تدریس مقرر کی گئی۔ رفتہ رفتہ طلبہ کا میلان آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں اٹھائیس اسباق کی تدریس آپ کے ساتھ متعلق ہوگئی۔

تدریس کا تجربہ آپ کو دوران تعلیم ہی میں حاصل ہو گیا تھا۔ زمانہ تعلیم کے آخری دو سالوں میں آپ باقاعدہ اسباق پڑھایا کرتے تھے۔ وہ مہارت یہاں کام آئی اور نعمانیہ میں آپ کی تدریس کا سکہ بیٹھ گیا۔

۱۹۳۱ء میں آپ لاہور سے واپس امروہہ تشریف لے گئے اور چار سال تک امروہہ کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں حضرت محمد خلیل صاحب کاظمی کی سرپرستی میں تدریس فرماتے رہے۔ اس دوران مطلع العلوم کے حضرت مولانا خلیل اللہ سے مجلس ہوتی اور متعدد علمی مباحثے ہوتے۔ مشہور مناظر مولوی مرتضیٰ حسین دربھنگی سے بھی کئی بار مناظرے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ہمیشہ کامیاب و کامران رہے۔

لاہور کے زمانہ قیام میں حکیم جان عالم سے آپ کے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے جو لاہور سے واپسی کے بعد بھی برقرار رہے اور ان سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ انہیں کے اصرار پر آپ ایک سال کے لیے اوکاڑہ تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں اوکاڑہ میں گستاخان رسول کی بڑی شورش تھی۔ ہر طرف تنقیص رسالت کی مہم جاری تھی۔ آپ نے وہاں جا کر مسلک اہل سنت کی تبلیغ اور درس و تدریس کے سلسلہ کو جاری کیا۔ آپ کی مساعی سے بہت جلد فضا بہت بہتر ہو گئی اور عظمت رسول کے نعروں سے اوکاڑہ کے در و دیوار گونجنے لگے۔

ملتان میں آمد و خدمات:

حضرت سید نفیر عالم ایک درویش صفت بزرگ تھے۔ آپ کے برادر معظم نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ چنانچہ آپ نے حضرت نفیر کو اپنا شیخ صحبت بنا لیا تھا۔

حضرت سید نفیر عالم ہر سال ملتان میں خواجہ غریب نواز سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عرس منعقد کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں آپ کو وہاں تقریر کی دعوت دی۔ حضرت نفیر عالم نے جب آپ کی تقریر سنی تو دل و جان سے فدا ہو گئے اور تب سے ان کا پیہم اصرار رہا کہ آپ ملتان آ جائیں اور اہالیان ملتان کو مستفیض کریں۔ بالآخر ۱۹۳۵ء کے اوائل میں آپ ملتان تشریف لے آئے۔

ملتان آنے کے بعد آپ نے اپنے رہائشی مکان ہی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ متلاشیان حق اور تشنگان علم دور دور سے آ کر آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے رہے۔ نومبر ۱۹۳۵ء میں آپ نے مسجد حافظ فتح شیر بیرون لوہاری دروازہ میں قرآن مجید کا درس شروع کیا۔ بعض بدبختوں نے اس درس کو ناکام کرنا چاہا۔ چنانچہ علاقہ کے تمام مخالف علماء درس میں شرکت کرتے اور دوران درس مختلف قسم کے اعتراض کیا کرتے مگر خدا کے فضل سے وہ ہمیشہ ناکام رہے اور آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دور پھیل گئی۔ حضرت اٹھارہ سال تک مسلسل اس مسجد میں درس قرآن دیتے رہے اور اٹھارہ سال کے طویل

عرصہ کے بعد آپ نے یہاں درس قرآن مکمل کیا۔ اس اثناء میں آپ نے عشاء کے بعد حضرت چپ شاہ صاحب کی مسجد میں درس حدیث شروع کیا اور پہلے مشکوٰۃ کا اور اس کے بعد بخاری شریف کا درس مکمل کیا۔

انوار العلوم کا قیام:

ایک دفعہ دورانِ مناظرہ آپ پر مخالفوں نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا' دوران علاج ہر وقت عیادت کرنے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اس حملہ کا تو کوئی ایسا افسوس نہیں ہے' لیکن یہ حسرت دل میں رہ گئی کہ زندگی میں کوئی عظیم کام سرانجام نہیں دیا۔ منشی اللہ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو اس وقت آپ کی عیادت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ یہ سنتے ہی دس ہزار روپے آپ کی خدمت میں پیش کیے اور کہا کہ یہ آپ کی نذر ہیں۔ ان کی بیگم نے اپنے سونے کے کڑے اتار کر دیے کہ انہیں بیچ کر میری طرف سے نذر کر دیں۔ حضرت کی اہلیہ نے بھی اپنا تمام زیور اتار کر نذر کر دیا۔ آپ نے اس رقم سے ملتان کے وسط میں زمین خرید کر مدرسہ انوار العلوم قائم کر دیا۔

تحریک پاکستان میں کردار:

حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب نے برصغیر کی تقسیم اور مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے قیام کے لیے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مسلم لیگ کے سٹیج سے قیام پاکستان کے لیے جلسے کرتے رہے۔ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان کی توثیق کے لیے بنارس کانفرنس میں شرکت کی۔ جس زمانہ میں کانگریسی اور احراری علماء سر دھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی' حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ' پیر جماعت علی شاہ صاحب' مولانا ابوالحسنات' مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمہم اللہ کی رفاقت میں الگ قومیت اور آزاد پاکستان کے لیے سعی مسلسل اور جہد پیہم کر رہے تھے۔

جمعیۃ العلماء پاکستان کی بنیاد:

قیام پاکستان کے بعد حضرت نے نئے حالات کا مطالعہ کیا اور دیکھا کہ وہ لوگ جو کل تک پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اور دیکھتے دیکھتے وہ حکومت کی نظر میں سرمہ چشم بن کر سما گئے۔ اس وقت آپ نے اہل سنت کے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی۔

جامعہ اسلامیہ میں آمد:

محکمہ اوقاف نے علوم اسلامیہ کے تخصص اور تحقیق کے لیے بہاولپور میں جامع اسلامیہ کو قائم کیا۔ اس جامعہ کے شعبہ حدیث میں بلند پایہ محقق اور ماہر حدیث کی ضرورت تھی جو روایت و درایت دونوں فنون میں

قوی دستگاہ رکھتا ہو۔ بالآخر محکمہ کی نگاہیں آپ کی ذات پر جم گئیں اور اس نے آپ سے شیخ الحدیث کا منصب قبول کرنے کی درخواست کی۔ اگرچہ انوار العلوم کو چھوڑنا آپ کے لیے بار خاطر تھا تاہم جامعہ میں اہل سنت کی نمائندگی اور مسلک کے تحفظ کی خاطر آپ نے یہ عہدہ قبول کرلیا اور بعد کے واقعات نے یہ ثابت کردیا کہ آپ کا یہ فیصلہ بروقت اور صحیح تھا۔ آپ نے ۱۹۶۳ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک جامعہ اسلامیہ میں شعبہ حدیث کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا۔ ان گیارہ سالوں میں سنی طلباء کو آپ کی وجہ سے اپنے حقوق کے حصول میں انتہائی آسانی رہی اور کئی اسامیوں پر سنی علماء کا تقرر ہوا۔

تصانیف مبارکہ:

آپ کی چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے موضوع پر دو حصوں میں تسکین الخواطر تحریر فرمائی۔ یہ کتاب اب لاہور اور سکھر دو جگہوں سے طبع ہو چکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے اثبات میں ایک رسالہ حیات النبی تصنیف فرمایا' یہ بھی متعدد بار چھپ چکا ہے۔ امام سیوطی کے رسالہ انباء الاذکیاء کا ترجمہ فرمایا۔ یہ ترجمہ حیات النبی کے ساتھ لاحق کردیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج پر معراج النبی کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو مقبول خاص وعام ہے۔ میلاد کے موضوع پر میلاد النبی' غیب کے اثبات پر تقریر' حدیث پر حجیت حدیث' ردعیسائیت میں اسلام اور عیسائیت' مولانا مودودی کے بارے میں مکالمہ کاظمی ومودودی' قربانی پر تحقیق قربانی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی پر نفی الظل والفئی اور بیس رکعات تراویح کے اثبات پر کتاب التراویح تصنیف فرمائی۔ نیز بد مذہبوں کی عبارات پر تنقید وتبصرہ الحق المبین کے نام سے کیا۔

تفضیل جبرئیل کے موضوع پر کتاب تصنیف فرمائی اور اس کی شرح التقریر کے نام سے لکھی۔ اسلام اور سوشلزم اور طلباء کا اسلامی کردار وغیرہ کتابچے لکھے۔ یہ تمام کتابیں بارہا طبع ہو کر قارئین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ مولانا قاسم نانوتوی کی بعض عبارات کے رد میں التبشیر برد التحذیر تصنیف فرمائی اور قوالی کے جواز میں ایک اور رسالہ تصنیف کیا یہ دونوں ہنوز طبع نہیں ہوئے۔

تلامذہ کرام:

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ نہایت وسیع ہے' ان میں سے چند کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری' مولانا خورشید احمد' مولانا محمد حسین حقانی ایم۔ پی۔ اے سندھ' حضرت مولانا منظور احمد فیضی' حضرت مولانا عبدالمجید اویسی' حضرت مفتی غلام سرور قادری' حضرت مولانا

عبدالقادر خانیوال، حضرت مولانا پیر محمد پشاور، حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی ملتان، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، حضرت مولانا محمد مقصود احمد صاحب لاہور، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب شجاع آباد، حضرت مولانا حسن الدین ہاشمی جامعہ اسلامیہ، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، کراچی، حضرت مولانا سید سعادت علی قادری، حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی، حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی، حضرت مولانا خدا بخش اظہر اور علامہ غلام رسول سعیدی۔

وصال:

حضرت غزالی زماں، رازی دوراں تاحیات **قال اللہ تعالی و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم** کی صدائیں بلند کرتے رہے اور عشق رسول کے فروغ کے لیے کمربستہ رہے۔ بالآخر ۴ جون ۱۹۸۶ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کا مزار مرکزی عیدگاہ، ملتان میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

الورقة الثانية: الميراث

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر۱: قال علماء نا رحمهم الله تعلق بتركة الميت حقوق اربعه

(الف) میت کے ترکہ کے ساتھ متعلق حقوق اربعہ کون کون سے ہیں؟ نیز ان میں سے کوئی دو کی تفصیل سپرد قلم کریں۔ ۵+۵=۱۰

(ب) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔ ۱۵

سوال نمبر۲: (الف) والد اور والدہ کے احوال وراثت بیان کریں؟ ۸×۷=۱۵

(ب) عصبہ بنفسہ، بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے ان کے افراد بیان کریں؟ ۹+۶=۱۵

سوال نمبر۳: (الف) عول کی تعریف کریں اور بتائیں کہ ۶، ۱۲ اور ۲۴ کا عول کیا کیا آتا ہے؟ واضح کریں۔ ۳+۱۲=۱۵

(ب) بیٹی اور پوتی میں سے ہر ایک کے کتنے اور کون سے حالات ہیں؟ وضاحت کریں۔ ۷+۸=۱۵

سوال نمبر۴: درج ذیل ورثاء میں میت کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ (کوئی چار اجزاء حل کریں) ۴×۱۰=۴۰

(الف) میــــــــــت

بیٹا پوتا

(ب) میــــــــــت

بیوی ۳بیٹی ۲بیٹے

(ج) میــــــــــت

خاوند بیٹا بھائی

(و) میــــــــــــــت

بیٹی حقیقی بہن

(ہ) میــــــــــــــت

ماں بیوی چچا

(و) میــــــــــــــت

بیٹی چچا پھوپھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۰ء

دوسرا پرچہ: المیراث

سوال نمبر۱: قال علماء نا رحمهم الله تعلى تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة

(الف) میت کے ترکہ کے ساتھ متعلق حقوق اربعہ کون کون سے ہیں؟ نیز ان میں سے کوئی دو کی تفصیل سپرد قلم کریں۔

(ب) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) میت سے متعلق حقوق اربعہ اور دو کی تفصیل:

(۱) سب سے پہلے میت کے مال سے بغیر کنجوسی اور اسراف کے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جائے۔

(۲) میت کے قرضہ کی ادائیگی کی جائے گی (اگر قرضہ ہو)

(۳) جو مال بچ جائے گا اس کے تہائی حصہ سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی۔

(۴) پھر باقی مال ورثاء میں قرآن وسنت اور اجماع کے طریقے سے تقسیم کیا جائے گا۔

(الف) میت کے مقروض ہونے کی صورت میں اس کے قرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ خواہ تمام مال قرضہ کی ادائیگی میں دینا پڑے۔ اس لیے قرض کی ادائیگی فرض ہے، جو شہید کو بھی معاف نہیں ہے۔

(ب) شرعی نقطہ نظر سے آدمی اپنے ثلث مال سے وصیت کر سکتا ہے۔ اس سے زائد کی وصیت درست نہیں ہے تاکہ ورثاء میت کی حق تلفی نہ ہو۔ وراثت کی تقسیم سے پہلے مرحوم کی وصیت پوری کرنا بھی ضروری ہے۔ اس مسئلہ میں ورثاء میت کا متفق ہونا ضروری نہیں اور نہ سب سے اجازت لینا ضروری ہے۔

(ب) موانع ارث:

موانع ارث پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) اختلاف دین:

ایک آدمی مسلمان ہو اور دوسرا کافر ہو تو دونوں کا دین مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے ترکہ سے محروم رہیں گے۔

(۲) قتل:

ایک شخص نے دوسرے کو قتل کر دے اور ورثاء میں قاتل شامل ہو تو وہ ترکہ سے حصہ وصول کرنے میں محروم رہے گا۔

(۳) اندھی موت:

کچھ لوگ دیوار کے نیچے آ کر ہلاک ہو گئے، یا پانی میں ڈوب کر مر گئے لیکن علم نہیں ہے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون ہلاک ہوا۔ تو یہ سب باہم وارث بننے سے محروم رہیں گے۔

(۴) مرتد:

ورثاء میت میں سے کوئی مرتد ہو جائے (معاذ اللہ)، تو وہ وراثت سے محروم رہے گا۔

(۵) اختلاف دارین:

دو مختلف ممالک کے باشندے ہوں تو دونوں تاہم ترکہ سے محروم رہیں گے۔ یہ مانع غیر مسلم لوگوں کے لیے ہے۔ تاہم اختلاف ممالک کے باوجود مسلمان باہم ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

سوال نمبر۲: (الف) والد اور والدہ کے احوال وراثت بیان کریں؟

(ب) عصبہ بنفسہ، بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے ان کے افراد بیان کریں؟

جواب: (الف) والد کے احوال:

باپ کی تین حالتیں ہیں: (۱) چھٹا حصہ ملتا ہے، جبکہ میت نے بیٹا، پوتا، یا پڑپوتا چھوڑا ہو۔

مثال: مسئلہ ۶ میت

بیٹا/پوتا	باپ
بقیہ	چھٹا حصہ (۱/۶)
۵	۱

(۲) چھٹا حصہ ملتا ہے اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ بھی ملتا ہے، جبکہ میت نے بیٹی، پوتی، یا پڑپوتی چھوڑی ہو۔

مثال: مسئلہ ۶

میت

بیٹی/پوتی	باپ
آدھا حصہ (۱/۲)	چھٹا حصہ (۱/۶)
۳	۳=۱ + ۲

(۳) ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب ملتا ہے' جبکہ میت نے بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' پڑپوتی' پڑپوتا میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو۔

مثال:

مسئلہ ۶

میـــــــــــــــت

باپ	شوہر
بقیہ	آدھا (۱/۲)
۱	۱

(ب) والدہ (ماں) کے احوال:

ماں کی کل تین حالتیں ہیں۔ (ا) چھٹا حصہ ملتا ہے' جبکہ (i) میت کی ماں کے ساتھ میت کا بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' پڑپوتا' یا پڑپوتی موجود ہو۔

مثال:

مسئلہ ۶

میـــــــــــــــت

ماں	بیٹا
چھٹا حصہ (۱/۶)	بقیہ
۱	۵

(ii) میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بھائی بہن ہوں' خواہ حقیقی باپ شریک یا ماں شریک ہوں۔

مثال:

مسئلہ ۶×۳ تص ۱۸

میـــــــــــــــت

ماں	بھائی + بہن
چھٹا حصہ (۱/۶)	بقیہ
۱	۵
۳	۱۰......۱۵......۵

(۲) شوہر یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد جو مال باقی بچے اس میں سے ایک تہائی حصہ ملتا ہے' جبکہ

(i) شوہر فوت ہو جائے اور اس کے دیگر ورثاء کے علاوہ اس کی بیوی، باپ، چچا اور ماں موجود ہوں۔

مثال:

مسئلہ ۱۲

میـــــــــــــــــت

بیوی	ماں	باپ	چچا
چوتھا حصہ (۱/۴)	ایک تہائی (۱/۳)	بقیہ	محروم
۳	۳	۶	ـ

(ii) بیوی فوت ہو جائے اور اس کے دیگر ورثاء کے علاوہ اس کا شوہر، چچا اور ماں بھی موجود ہوں۔

مثال: مسئلہ ۶

میـــــــــــــــــت

شوہر	ماں	باپ	چچا
نصف حصہ (۱/۲)	ایک تہائی حصہ (۱/۳)	بقیہ	محروم
۳	۱	۱	ـ

(۳) کل مال کا ایک تہائی حصہ ملتا ہے، جبکہ

(i) میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا، یا پڑپوتی موجود نہ ہو۔

مثال: مسئلہ ۳: میـــــــــت

ماں	باپ
ایک تہائی (۱/۳)	بقیہ
۱	۲

(ii) میت کے دو یا دو سے زیادہ کسی بھی قسم کے بہن بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال:

مسئلہ ۶

میـــــــــــــــــت

ماں	بہن	چچا
ایک تہائی (۱/۳)	نصف حصہ (۱/۲)	بقیہ
۲	۳	۱

(iii) اگر شوہر فوت ہو جائے، تو اس کے دیگر ورثاء کے ساتھ اس کی بیوی اور باپ / چچا دونوں میں سے

کوئی ایک موجود نہ ہو۔

مثال:

مسئلہ ۱۲

میت

ماں	بیوی	بھائی
ایک تہائی (۱/۳)	چوتھا حصہ (۱/۴)	بقیہ
۴	۳	۵

(iv) اگر بیوی فوت ہو جائے' تو اس کے دیگر ورثاء کے ساتھ اس کا شوہر اور باپ / چچا میں کوئی موجود نہ ہو۔

مثال:

مسئلہ ۶

میت

ماں	شوہر	بھائی
ایک تہائی (۱/۳)	نصف حصہ (۱/۲)	بقیہ
۲	۳	۱

(ب) تعریفات عصبات ثلاثہ

(۱) عصبہ بنفسہ:

اس مرد کو کہا جاتا ہے جسے جب میت کی طرف منسوب کیا جائے' تو درمیان میں کسی مؤنث کا واسطہ نہ ہو جیسے بیٹا اور باپ وغیرہ۔

(۲) عصبہ بغیرہ:

اس عورت کو کہا جاتا ہے' جو ذوی الفروض میں سے ہو' اسے کسی مذکر نے عصبہ بنا دیا ہو۔ واضح رہے کہ عصبہ بغیرہ فقط وہ عورت بن سکتی ہے' جس کا حصہ نصف (۱/۲) یا ثلثان (۲/۳) مقرر ہو اور وہ فقط چار عورتیں۔ (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) سگی (۴) علاتی بہن۔

(۳) عصبہ مع غیرہ:

اس عورت کو کہتے ہیں' جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی عورت نے عصبہ بنا دیا ہو جیسے بیٹی کی موجودگی میں سگی بہن یا علاتی بہن عصبہ بن سکتی ہے۔

سوال نمبر۳: (الف) عول کی تعریف کریں اور بتائیں کہ ۶، ۱۲ اور ۲۴ کا عول کیا کیا آتا ہے؟ واضح کریں؟
(ب) بیٹی اور پوتی میں سے ہر ایک کے کتنے اور کون سے حالات ہیں؟ وضاحت کریں؟
۷+۸=۱۵

جواب: (الف) عول کی تعریف:

جب فرضی تنگ ہو جائے، تو مخرج پر اس کی مثل زیادتی کرنا، عولی کہلاتا ہے۔
مخارج سات ہیں، جن میں سے صرف تین میں عول ہوتا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے؟
۶ کا عول ۱۰ تک ہوتا ہے جفت اور طاق دونوں اعتبار سے۔
۱۲ کا عول ۱۷ تک ہوتا ہے، صرف طاق کے اعتبار سے۔
۲۴ کا عول ۲۷ تک ہوتا ہے، صرف ایک ہی عول۔

۲۴ کا عول:

(i) احناف کے نزدیک ۲۴ کا عول صرف ۲۷ تک آتا ہے، اس کی مثال درج ذیل ہے۔
اصل ۲۴ و بالعول ۲۷

بیوی	دو بیٹیاں	ماں	باپ
(۱/۸)	(۲/۳)	(۱/۶)	(۱/۶) سامعہ الصبہ
(۳)	(۱۵)	(۴)	(۴)

(ب) بیٹی کے احوال:

بیٹی کے تین احوال ہیں:
(۱) نصف حصہ ملتا ہے، جبکہ بیٹی اکیلی ہو۔
مثال:

مسئلہ ۶

میـــــــــــــــت

بیٹی	باپ
آدھا حصہ (۱/۲)	چھٹا حصہ + بقیہ
۳	۱+۲=۳

(۲) دو تہائی ملتا ہے، جبکہ بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔
مثال

مسئلہ ۳

میـــــــــــــــــــت

بیٹی　　بیٹی　　بھائی

دو تہائی حصہ (۲/۳)　　بقیہ

۱......۲......۱　　۱

(۳) ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب ملتا ہے، جبکہ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو۔

مثال:

مسئلہ ۱۲

میـــــــــــــــــــت

شوہر　　بیٹی　　بیٹا

چوتھا حصہ (۱/۴)　　بیٹی　　بیٹا

بقیہ (لڑکے کو لڑکی سے دوگنا)

۳　　۳......۹......۶

پوتی کے احوال:

پوتی کے چھ احوال ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

(۱) نصف حصہ ملتا ہے، جبکہ پوتی ایک ہو اور میت کا بیٹا بھی نہ ہو۔

مثال:　　مسئلہ ۴

میـــــــــــــــــــت

شوہر　　پوتی　　چچا

چوتھا حصہ (۱/۴) آدھا حصہ (۱/۲) بقیہ

۱　　۲　　۱

(۲) دو تہائی حصہ ملتا ہے، جبکہ پوتیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں اور ان کے ساتھ میت کا بیٹا و بیٹی بھی ہوں۔

مثال:　　مسئلہ ۲۴

میـــــــــــــــــــت

بیوی　　چچا　　پوتی　　پوتی

آٹھواں حصہ (۱/۸) بقیہ　　دو تہائی حصہ (۲/۳)

۳　　۵　　۸......۱۶......۸

(۳) چھٹا حصہ ملتا ہے، جبکہ پوتی ایک یا ایک سے زیادہ ہو اور اس کے ساتھ میت کی فقط ایک بیٹی ہو۔

مثال:

میت

بیوی	بیٹی	پوتی + پوتی	چچا
آٹھواں حصہ (۱/۸)	نصف حصہ (۱/۲)	چھٹا حصہ (۱/۶)	بقیہ
۳	۱۲	۲......۴......۲	۵

(۴) میت کے ترکہ سے کچھ نہیں ملتا جبکہ پوتیوں کے ساتھ میت کی دو بیٹیاں بھی ہوں بشرطیکہ میت کا پوتا یا پڑپوتا موجود نہ ہو۔

مثال: مسئلہ ۲۴

میت

بیوی	بیٹی + بیٹی	پوتی	چچا
آٹھواں حصہ (۱/۸)	دو تہائی حصہ (۲/۳)	محروم	بقیہ
۳	۸......۱۶......۸	ـ	۵

(۵) ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب کچھ ملتا ہے، جبکہ پوتیوں کے ساتھ میت کی دو بیٹیوں کے علاوہ پوتا یا پڑپوتا بھی ہو۔

مثال: مسئلہ ۶×۳ تص ۱۸

میت

باپ	بیٹی +	پوتی	پوتا
چھٹا حصہ (۱/۶)	نصف حصہ (۱/۲)	بقیہ	
(۱/۳)	(۳/۹)		
		۲......۶......۴	

(۶) میت کے ترکہ سے کچھ نہیں ملتا جبکہ میت کا بیٹا موجود ہو۔

مثال

مسئلہ ۶

میت

باپ	پوتی	پوتی	بیٹا
چھٹا حصہ (۱/۶)	محروم	محروم	بقیہ
۱	ـ	ـ	۵

سوال نمبر۴: درج ذیل ورثاء میں میت کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ (کوئی چار اجزاء حل کریں)

(الف) میت
بیٹا پوتا

(ب) میت
بیوی ۳ بیٹی ۲ بیٹے

(ج) میت
خاوند بیٹا بھائی

(د) میت
بیٹی حقیقی بہن

(ھ) میت
ماں بیوی چچا

(و) میت
بیٹی چچا پھوپھی

جواب:

(الف) مسئلہ۱

میت

بیٹا	پوتا
۱	محجوب

(ب) مسئلہ۲۴ عول ۲۵

میت

بیوی	۳ بیٹی	۲ بیٹے
۳	عصبہ	
	۲۱	
	۱۵	۱۰

(ج) مسئلہ۸

میــــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

خاوند	بیٹا	بھائی
۱/۴	عصبہ	محجوب
۲	۶	0

(د) مسئلہ۲

میــــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

بیٹی	حقیقی بہن
۱/۲	عصبہ
۱	

(ھ) مسئلہ۱۲

میــــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

ماں	بیوی	چچا
۱/۳	۱/۴	عصبہ
۴	۳	۵

(و) مسئلہ۲

میــــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

بیٹی	چچا	پھوپھی
۱/۲	عصبہ	محجوب
۱	۱	0

☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

الورقة الثالثة: الفقه

نوٹ: تین سوالات کے جوابات درکار ہیں۔

سوال نمبر۱: (الف) لایحل ان یتزوج بامه ولا بجَداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالی (حرمت علیکم امهاتکم) والجدات امهات اذ الام الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع۔

عبارت کا ترجمہ کریں؟ نیز دائمی حرمت کے اسباب بیان کریں؟

۱۰+۱۰=۲۰

(ب) زنا کے ذریعے حرمت مصاہرت ثابت ہونے سے متعلق اختلاف آئمہ تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۴

سوال نمبر۲: (الف) لایجوز للحران یتزوج بامة کتابیة لان جواز نکاح الاماء ضروری عنده لما فیه من تعریض الجزء علی الرق وقد اندفعت الضرورة بالمسلمة

عبارت کا ترجمہ کریں؟ نیز مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کرام کے صرف اقوال نقل کریں؟ ۱۰+۸=۱۸

(ب) "نکاح متعہ" اور "نکاح شغار" کی تعریف کریں۔ نیز متعہ سے متعلق صحابہ کرام بالخصوص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال ذکر کریں؟ ۶+۹=۱۵

سوال نمبر۳: (الف) وطلاق المکره واقع خلافا للشافعی هو یقول ان الاکراه لا یجامع الاختیار وبه یعتبر التصرف الشرعی۔

عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلے کی وضاحت فرمائیں؟ ۶+۶=۱۲

(ب) طلاق احسن، طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریفات کریں۔ نیز حالت حیض میں طلاق کا شرعی حکم بیان کریں؟ ۱۵+۶=۲۱

سوال نمبر۴: (الف) واذا ورثت المطلقة فی المرض فعدتها ابعد الاجلین۔

عبارت کا ترجمہ کریں؟ نیز تشریح کرتے ہوئے اس مسئلے سے متعلق امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ذکر کریں؟ ۵+۱۳=۱۸

(ب) کن صورتوں میں بیوی کا حق نان نفقہ ساقط ہو جاتا ہے؟ نیز حدیث پاک کی روشنی میں حق نفقہ کی مقدار کیا ہے؟ ۷+۸=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۰ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر ۱: (الف) لایحل ان یتزوج بامہ ولا بجداتہ من قبل الرجال والنساء القولہ تعالی (حرمت علیکم امہاتکم) والجدات امہات اذ الام الاصل لغۃ اوثبت حرمتھن بالاجماع۔

عبارت کا ترجمہ کریں؟ نیز دائمی حرمت کے اسباب بیان کریں؟

(ب) زنا کے ذریعے حرمت مصاہرت ثابت ہونے سے متعلق اختلاف ائمہ تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

کسی مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ وہ اپنی دادیوں اور نانیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرے خواہ مردوں کی طرف سے ہوں یا عورتوں کی طرف سے ہوں۔ اس (حرمت) کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: تم پر تمہاری مائیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ دادیاں اور نانیاں بھی ''امہات'' میں داخل ہیں، کیونکہ لغوی اعتبار سے ''ام'' بنیاد کو کہتے ہیں یا پھر ان کی حرمت اجماع سے ثابت ہے۔

دائمی حرمت کے اسباب:

دائمی حرمت کے اسباب حسب ذیل ہیں:

(۱) نسب:

اس قسم میں سات خواتین آتی ہیں: (۱) ماں (۲) بیٹی (۳) بہن (۴) پھوپھی (۵) خالہ (۶) بھتیجی (۷) بھانجی

(۲) حرمت مصاہرت:

اس حرمت کے حوالے سے چار قسم کی خواتین ہیں: (۱) زوجہ موطوہ کی لڑکیاں (۲) زوجہ کی ماں، دادیاں اور نانیاں (۳) باپ، دادا وغیرہ کی بیویاں (۴) بیٹے پوتے وغیرہ۔

(۳) حرمت بالملک:

عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی، خواہ تنہا اسی کی ملک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔

(۴) حرمت بالشرک:

مسلمان کا نکاح کسی مجوسیہ، آتش پرست، ستارہ پرست اور آفتاب پرست وغیرہ مشرکہ سے نہیں ہوسکتا۔

(۵) حرمت بالحرہ:

حرہ (آزاد عورت) نکاح میں ہوتے ہوئے کسی کنیز سے نکاح کرنا۔

(۶) حرمت بوجہ حق غیر:

دوسرے کی منکوحہ خاتون سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر وہ خاتون دوسرے کی عدت میں ہو، پھر بھی نہیں ہوسکتا۔

(۷) حرمت بعدد:

بیک وقت چار سے زائد خواتین سے نکاح کرنا حرام ہے۔

(۸) حرمت جمع بالاختین:

کسی مسلمان مرد کا دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا۔

(۹) حرمت بالرضاعت:

وہ بچہ اور بچی جو کسی عورت کا دودھ پی لے، تو ان کا باہم نکاح حرام ہوگا، کیونکہ وہ دونوں بہن بھائی قرار پائیں گے۔

(ب) مسئلہ مذکورہ میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں تاہم احناف کا مؤقف درج ذیل ہے:

احناف کا مذہب مع دلائل:

احناف کے نزدیک زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ وطی جزء ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اولاد کے واسطے کی وجہ سے یہاں تک کہ وطی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو میاں بیوی میں سے ہر ایک کی طرف مکمل طور پر منسوب کیا جاتا ہے اور اس اصول کے نتیجے میں جس عورت کے ساتھ زنا کیا گیا ہے، اس کے اصول و فروع پر زنا کرنے والے مرد کے اصول و فروع کی مانند ہوجائیں گے۔ اس کے برخلاف بھی اسی طرح ہوگا اور کسی جزء سے تمتع کرنا حرام ہے۔

سوال نمبر ۲: (الف) لایجوز للحر ان یتزوج بامۃ کتابیۃ لان جواز نکاح الاماء ضروری عندہ لما فیہ من تعریض الجزء علی الرق وقد اندفعت الضرورۃ بالمسلمۃ

عبارت کا ترجمہ کریں؟ نیز مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کرام کے صرف اقوال نقل کریں؟

(ب) "نکاح متعہ" اور "نکاح شغار" کی تعریف کریں۔ نیز متعہ سے متعلق صحابہ کرام بالخصوص سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال ذکر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

آزاد شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کنیز یا کتابیہ لونڈی سے نکاح کرے اس لیے کہ ان کے نزدیک کنیز سے نکاح کرنا ضرورت کے وقت جائز ہوتا ہے، جبکہ اس صورت میں آزاد کو غلام پر پیش کرنا لازم آتا ہے اور مسلمان عورت کی وجہ سے یہ ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔

مسئلہ مذکورہ کے حوالے سے اقوال آئمہ:

ابتدائے اسلام میں "متعہ" کو جائز قرار دیا گیا تھا جس کی دو وجوہات تھیں: (۱) غزوات کے موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں خصی ہونے کی اجازت طلب کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خصی ہونے سے منع کر دیا مگر "متعہ" کرنے کی اجازت عنایت کر دی۔ (۲) ابتدائے اسلام میں جب مسلمان دوسرے شہر میں جاتے، تو سامان کی حفاظت، کھانا کی تیاری اور دوسری ضروریات کی تکمیل کے لیے آدمی کی شدت سے ضرورت محسوس کرتے تھے۔ اس ضرورت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا، تو انہیں متعہ کی اجازت دی گئی۔

متعہ دوبارہ حلال قرار دیا گیا اور دو بار حرام قرار دیا گیا۔ فتح خیبر سے قبل متعہ حلال تھا مگر فتح خیبر کے دن حرام قرار دیا گیا۔ فتح مکہ کے دن متعہ دوسری بار حلال قرار دیا گیا، پھر صرف تین دن بعد اسے حرام قرار دیا گیا اور یہ حرمت تا قیامت کے لیے ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک بعض صحابہ کرام جن میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں، اس کے جواز کے قائل رہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حرمت متعہ کا اعلان ہونے پر تمام صحابہ کرام کا اس کی حرمت پر اجماع ہو گیا اور یہ اجماع آج تک قائم ہے۔ حضرت علامہ عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ دور فاروقی کے نصف تک متعہ کرتے رہے، لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعلان حرمت متعہ کے بعد اس کے حرام ہونے میں کسی کو شک نہ رہا۔ حضرت جابر بن زید اور حضرت ابوالشعثاء رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وصال سے قبل مسئلہ متعہ کے حوالے سے رجوع کر لیا تھا۔

حرمت متعہ کے حوالے سے حضرت سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: **نھی عن المتعة وقال الا انها حرام من یومکم هذا الی یوم القیامة** (الصحیح للمسلم) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع کیا اور فرمایا: خبردار! متعہ اس دن سے لے کر تا قیامت حرام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

(ب) نکاح متعہ اور نکاح شغار کی تعریف:

اس سے مراد ہے کہ مرد کسی عورت سے یہ کہے کہ میں اتنے مال کے عوض میں اتنے عرصہ تک تم سے تمتع کرتا رہوں گا۔

مذاہب آئمہ:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ پہلے مباح تھا' اب اس کی یہ صورت باقی رہے گی' یہاں تک کہ اس کو منسوخ کرنے والی چیز ظاہر ہو جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا منسوخ ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے۔

جاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے' تو ان کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موقف کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا اجماع پختہ ہو جائے گا۔

نکاح شغار:

نکاح شغار سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ اس کا شوہر اپنی بیٹی' یا بہن کا نکاح اس شخص سے کر دے گا۔

حکم

دونوں عقد ایک دوسرے کا معاوضہ بن جائیں گے' تو یہ دونوں عقد درست قرار پائیں گے۔ تاہم مہر مثل واجب ہوگا۔

سوال نمبر۳: (الف) **وطلاق المكره واقع خلافا للشافعي هو يقول ان الاكراه لا يجامع الاختيار وبه يعتبر التصرف الشرعي .**

عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلے کی وضاحت فرمائیں؟

(ب) طلاق احسن' طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریفات کریں۔ نیز حالت حیض میں طلاق کا شرعی حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جس شخص کو زبردستی طلاق دینے پر مجبور کیا گیا ہو'اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی' اس بارے میں امام شافعی کی رائے مختلف ہے' وہ فرماتے ہیں: مجبوری' اختیار کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اور اختیار کے سبب شرعی تصرف معتبر ہوتا ہے۔

مسئلہ کی توضیح:

اس عبارت میں مکرہ کی طلاق کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے یعنی کسی شخص کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے مجبور کیا جائے' تو وہ اس مجبوری کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے تو صورت میں وقوع طلاق کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی مگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی' کیونکہ اکراہ کی حالت میں شرعی حکم جاری نہیں ہوتا۔

(ب) طلاق احسن' طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریفات:

طلاق ثلاثہ کی وضاحت:

طلاق ثلاثہ کی توضیح درج ذیل ہے:

(۱) طلاق احسن:

شوہر اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو' پھر عدت پوری ہونے تک اس سے الگ رہے۔ اس طلاق کی عدت مکمل ہونے پر شوہر حلالہ کے بغیر مطلقہ سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ صحابہ اس طلاق کو افضل قرار دیتے تھے۔

(۲) طلاق حسن:

خاوند اپنی مدخولہ بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے' گویا ہر طہر میں ایک طلاق دے۔ یہ طلاق ''طلاق سنت'' کہلاتی ہے۔ گویا یوں طلاق دینا سنت سے ثابت ہے۔ طہر کے آخری ایام میں طلاق دینا زیادہ بہتر ہے۔

(۳) طلاق بدعت:

شوہر اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے' تو یہ طلاق بدعت ہوگی۔ اس طلاق کی صورت میں رجوع نہیں کیا جا سکتا بلکہ زوجین کے مابین مکمل علیحدگی ہو جاتی ہے۔

حالت حیض میں طلاق کا شرعی حکم:

شرعی نقطہ نظر سے طلاق کے لیے کسی وقت یا زمانہ کی کوئی قید نہیں ہے' جب بھی اور جس حالت میں طلاق دی جائے' تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس طرح حالت حیض میں دی گئی طلاق بھی شرعی طور پر واقع ہو جائے گی' اس لیے کوئی رکاوٹ و مانع موجود نہیں ہے۔

سوال نمبر۴: (الف) واذا ورثت المطلقة فی المرض فعدتها ابعد الاجلین۔

عبارت کا ترجمہ کریں؟ نیز تشریح کرتے ہوئے اس مسئلے سے متعلق امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ذکر کریں؟

(ب) کن صورتوں میں بیوی کا حق نان نفقہ ساقط ہو جاتا ہے؟ نیز حدیث پاک کی روشنی میں حق نفقہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب (الف) ترجمہ عبارت:

اور جب طلاق یافتہ عورت مرگ کی وجہ سے وارث بن رہی ہو تو اس کی عدت دونوں مدتوں میں سے دور کی مدت ہوگی۔

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے اقوال:

اگر تین حیض گزر گئے، مگر چار ماہ دس دن ابھی پورے نہیں ہوئے تو کہا جائے گا کہ ابھی تک عدت نہیں گزری ہے۔ یہاں تک کہ چار ماہ دس دن پورے ہو جائیں اور اگر چار ماہ دس گزر چکے ہوں لیکن تین حیض نہیں گزرے، بایں طور کہ عورت ممتدہ الطہر ہے، تو یہی کہا جائے گا کہ ابھی عدت نہیں گزری یہاں تک کہ تین حیض آجائیں اگرچہ سن ایاس تک انتظار کرنا پڑے، یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس کی عدت صرف تین حیض ہے۔

فائدہ: طلاق رجعی کی صورت میں بالاتفاق عورت عدۃ الوفات گزارے گی۔

(ب) حق نفقہ ساقط ہونے کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے:

(۱) نکاح اور مہر وصول کرنے کے بعد جو عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔

(۲) عورت صغیرہ ہو جو جماع کے قابل نہ ہو تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔

(۳) طلاق یافتہ عورت حالت عدت میں ہے، پھر شوہر کے وفات پا جانے کی صورت میں عورت کے لیے نفقہ نہیں ہوگا۔

(۴) اگر عورت کی معصیت کی وجہ سے زوجین میں تفرقہ ہوا تو عورت کے لیے نفقہ نہیں ہوگا۔

(۵) طلاق یافتہ عورت حالت عدت میں مرتد ہو جائے تو اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا۔

(۶) عورت کو قیدی بنا لیا گیا، یا وہ اغواء کر لی گئی، یا وہ غیر محرم کے ساتھ حج پر گئی، تو اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا۔

احادیث مبارکہ:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خاتون اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات بسر کرے، تو اس کے واپس آنے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۴۷۹۵)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور بیوی آنے سے انکار کر دے، تو خاوند ناراضگی کی حالت میں رات بسر کرے، تو تا صبح اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رات گزارنے اور اس کے بستر پر جانے سے رک جائے، تو اس کا نفقہ اور تقسیم کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ نفقہ تو استمتاع کے عوض ہے اور ایسی عورت کو اپنے خاوند کی نافرمان کہا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

الورقة الرابعة: لمسند الامام الاعظم و آثار السنن

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: مسند امام اعظم

سوال نمبر۱: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبدالله ما کنتم تعدون الذنوب شرکا قال لا قال ابو سعید قلت ا رسول الله هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرك بالله تعالی

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ صیغہ بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) کیا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر ہو جاتا ہے؟ اپنا مؤقف مدلل طور پر تحریر کریں۔۱۰

سوال نمبر۲: المسعر عن یزید قال کنت اری رای الخوارج فسالت بعض اصحاب النبی فاخبرنی ان النبی قال بخلاف ما کنت اقول فانقذنی الله تعالی به

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) خوارج کے عقائد تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان کریں کہ مذکورہ حدیث یہاں ذکر کرنے کا سبب معلوم ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر۳: قال ابو حنیفة ولدت سنة ثمانین و حججت مع ابی سنة ست و تسعین وانا ابن ست عشرة سنة فلما دخلت المسجد الحرام ورایت حلقة عظیمة فقلت لابی حلقة من هذه فقال حلقة عبدالله بن الحارث بن جزء الزبیدی

(الف) اعراب لگا کر حدیث کا ترجمہ و تشریح کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی ہیں یا تبع تابعی؟ اپنا مؤقف دلیل کے ساتھ لکھیں۔ نیز مذکورہ ملاقات میں انہوں نے جو حدیث سنی وہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

حصہ دوم: آثار السنن

سوال نمبر۴: عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وهو بمكة نحو بيت المقدس والكعبة بين يديه

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز ہجرت کے بعد کتنے مہینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) غیر قبلہ کی طرف متوجہ سواری پر نماز ادا کرنے کے بارے میں شرعی حکم بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر۵: عن وائل بن حجر رضی اللہ عنه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز تشریح اس طرح کریں کہ احناف کا مؤقف ترجیحاً ثابت ہو جائے۔ ۸+۷=۱۵

(ب) کیا تکبیر تحریمہ اور فاتحہ کے درمیان ثناء کے علاوہ کوئی اور کلمات پڑھے جا سکتے ہیں؟ اس حوالے سے اقوال آئمہ تحریر کریں۔ ۱۰

سوال نمبر۶: وعن ابی مسعود رضی اللہ عنه قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم يكبر في كل رفع وخفض وقيام وقعود

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز حدیث کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) رکوع وسجود وغیرہ میں جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور کا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں۔ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۰ء

چوتھا پرچہ: مسند امام اعظم وآثار السنن

حصہ اوّل: مسند امام اعظم

سوال نمبر ۱: عن ابی الزبیر قال قلت لجابر بن عبداللہ ما کنتم تعدون الذنوب شرکا قال لا قال ابو سعید قلت رسول اللہ هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرك باللہ تعالیٰ

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ صیغہ بیان کریں؟

(ب) کیا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر ہو جاتا ہے؟ اپنا مؤقف مدلل طور پر تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا آپ گناہوں کو شرک قرار نہیں دیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! ایک دفعہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس امت میں کوئی ایسا گناہ ہے، جو کفر تک پہنچتا ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں، سوائے اس کے کہ کسی کو اللہ کا شریک بنانا۔

خط کشیدہ الفاظ:

قلت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

یبلغ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل

(ب) کبیرہ گناہ کا حکم:

اس روایت اور دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا، ہاں وہ گناہگار ہوتا ہے۔

کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا:

دلیل: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کس کے لیے شفاعت کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کبیرہ گناہ کرنے والوں، بڑے گناہ کرنے

والوں اور خون ریزی کرنے والوں کے لیے۔''

مذکورہ بالا روایت کا تعلق شفاعت سے بھی ہے اور اس روایت کے ذریعے خوارج کے موقف کی تردید ہو جاتی ہے۔ کبیرہ گناہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی صراحت فرما دی ہے کہ میری شفاعت کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لیے بھی ہوگی۔

سوال نمبر ۲: المسعر عن یزید قال کنت اری رای الخوارج فسالت بعض اصحاب النبی فاخبرلی ان النبی قال بخلاف ما کنت اقول فانقذنی اللہ تعالی بہ

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) خوارج کے عقائد تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان کریں کہ مذکورہ حدیث یہاں ذکر کرنے کا سبب معلوم ہو جائے؟

اعراب و ترجمہ حدیث:

(الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے' ترجمہ ذیل ہے:

حضرت یزید بن صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں ابتداء خوارج کا عقیدہ رکھتا تھا' میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے خوارج کے عقائد کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب میں کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اس کے برعکس تھا جو میں کہتا تھا' اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بدعقیدہ ہونے سے بچا لیا۔

(ب) خوارج کے عقائد و افکار:

لفظ ''خوارج'' لفظ ''خارج'' کی جمع ہے: جس سے مراد دین سے نکلا ہوا۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محب اور جاں نثار قرار دیتے تھے لیکن حقیقت میں آپ کے خلاف تھے۔ وہ مرتکب کبیرہ کو دائمی جہنمی قرار دیتے تھے۔ انہوں نے عمل کو ایمان کا جز قرار دیا' جس کے نتیجہ میں کہا: ایمان بغیر عمل کے مکمل نہیں ہوتا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی خوب مخالفت کی۔ علاوہ ازیں متفقہ عقائد کے برعکس نئے عقائد ایجاد کیے' جس وجہ سے وہ مسلمانوں سے الگ جماعت قرار پائے۔ حضرت یزید بن صہیب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے متاثر ہو کر ان کے عقائد و افکار کو اختیار کر لیا۔ پھر مشیت ایزدی اور ایک صحابی کی راہنمائی سے ان کے عقائد سے تائب ہوئے۔

سوال نمبر ۳: قال ابو حنیفۃ ولدت سنۃ ثمانین و حججت مع ابی سنۃ ست و تسعین وانا ابن ست عشرۃ سنۃ فلما دخلت المسجد الحرام ورایت حلقۃ عظیمۃ فقلت لابی حلقۃ من ھذہ فقال حلقۃ عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی

(الف) اعراب لگا کر حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی ہیں یا تبع تابعی؟ اپنا مؤقف دلیل کے ساتھ لکھیں۔ نیز مذکورہ ملاقات میں انہوں نے جو حدیث سنی ذہ تحریر کریں۔

جواب: (الف) اعراب برحدیث وترجمہ وتشریح:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں' ترجمہ درج ذیل ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ۸۰ھ میں میری ولادت ہوئی' ۹۶ھ میں' میں اپنے والد گرامی کے ساتھ بیت اللہ کا حج ادا کرنے کے لیے گیا۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو کثیر لوگوں کو حلقہ کی شکل میں دیکھا' میں نے اپنے والد گرامی سے دریافت کیا: یہ کس کا حلقہ ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: یہ مجلس مشہور صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

تشریح:

اس عبارت سے متعدد امور پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی' یہ خیر القرون قرنی کے زمانہ سے متصل ہے۔

(۲) یہ تاریخ ولادت بتاتی ہے کہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے متعدد صحابہ کرام سے سماعت احادیث اور اکتساب احادیث کا اعزاز حاصل کیا۔

(۳) آپ کا خاندان بالخصوص والد گرامی اور خود نہایت درجہ کے عابد وزاہد اور اصحاب تقویٰ لوگ تھے۔

(۴) قدرت کی طرف سے آپ میں علم وعرفان کا جذبہ کمال درجہ کا عنایت کیا گیا تھا' آپ علمی و عرفانی مجالس کو نظر محبت سے دیکھتے تھے۔

(۵) عبادت وریاضت اور عنایت خداوندی سے آپ امام الآئمہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ پھر آپ سراج امت محمدیہ قرار پائے۔

(ب) امام اعظم رئیس التابعین:

صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کو حالت ایمان میں پایا ہو اور ایمان کی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہوا ہو۔ تبع تابعی اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں صحابہ کا دور پایا ہو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بلاشبہ تابعی ہیں بلکہ رئیس التابعین ہیں' کیونکہ آپ نے متعدد صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پھر تابعین اور تبع تابعین کے اکثر محدثین'

فقہاء اور مفسرین کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ اس پر سب سے بڑی دلیل آپ کی روایات اور احادیث مبارکہ ہیں۔

حصہ دوم: آثار السنن

سوال نمبر۴: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو بمکۃ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز ہجرت کے بعد کتنے مہینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی؟

(ب) غیر قبلہ کی طرف متوجہ سواری پر نماز ادا کرنے کے بارے میں شرعی حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرتے جبکہ کعبہ معظمہ آپ کے سامنے ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا عرصہ:

سوال یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کتنا عرصہ بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرتے رہے؟ اس حوالے سے مختلف اقوال ہیں مگر صحیح بخاری کی روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے، پھر آپ کی خواہش کے مطابق کعبہ معظمہ آپ کے لیے قبلہ قرار دیا گیا۔ شب معراج میں نماز فرض ہوئی، مکی زمانہ میں آپ اس طرح رخ کرتے کہ بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کرتے جبکہ حصول برکت کے لیے کعبہ معظمہ بھی آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ یعنی بیک وقت دو قبلوں کی طرف چہرۂ انور کر کے نماز ادا کرتے رہے۔

(ب) سواری پر غیر قبلہ کی طرف نماز ادا کرنے کا شرعی حکم:

شہر یا بستی سے باہر گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حالت سفر میں ہوتے، تو رات کی نماز علاوہ فرض نماز کے اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے۔ سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا آپ کا چہرہ انور بھی اسی سمت ہوتا۔ نیز وتر بھی سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے لہٰذا شہر یا بستی سے باہر خوردہ کوئی عذر ہو یا نہ ہو اور جدھر کو جانور کا رخ ہو ادھر ہی نماز پڑھ سکتا ہے، کیونکہ سواری پر نماز پڑھنے میں قبلہ کی طرف رخ کرنا شرط نہیں ہے مگر

شروع کرتے وقت ممکن ہو تو استقبال قبلہ مستحب ہے۔ یاد رہے سواری کے بغیر خلاف قبلہ نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر۵: عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز تشریح اس طرح کریں کہ احناف کا مؤقف ترجیحاً ثابت ہو جائے؟

(ب) کیا تکبیر تحریمہ اور فاتحہ کے درمیان ثناء کے علاوہ کوئی اور کلمات پڑھے جاسکتے ہیں؟ اس حوالے سے اقوال آئمہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ پر رکھا۔

توضیح اور احناف کا مؤقف:

یہاں دو مسئلے ہیں: پہلا مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھے جائیں گے یا نہیں؟

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نوافل میں ہاتھ باندھے جائیں گے۔ فرائض میں نہیں باندھے جائیں گے۔ (بلغۃ السالک ص ۱۱۸ ج۱)

دلیل: اس مسئلے میں ان کی جانب سے کوئی حدیث پیش نہیں کی جاتی' البتہ ایک عقلی دلیل پیش کی جاتی ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا ٹیک لگانا ہے اور ٹیک لگانا نوافل میں تو مطلقاً جائز ہے مگر فرائض میں بلاضرورت مکروہ ہے (حوالہ مذکورہ) چنانچہ اسی دلیل کی بنیاد پر انہوں نے نوافل میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کو بلا کراہت جائز کہا اور فرائض میں بلاضرورت مکروہ قرار دیا ہے۔

جواب: جمہور کی جانب سے مذکورہ عقلی دلیل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہاتھ باندھنے کے ثبوت میں احادیث موجود ہیں' اس لیے احادیث کے مقابلے میں عقلی دلیل کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ نوافل اور فرائض دونوں میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔

دلیل: اس سلسلہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں' چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے: ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری (مسلم شریف ص ۱۷۳: ج۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع یدین سنت ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں گے:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

دلیل: اس مسئلہ میں کوئی صحیح یا صریح حدیث ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ اس لیے وہ "علی صدرہ" والی روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره (صحیح ابن خزیمہ ص ۲۴۳ ج ا و التلخیص الجبیر ص ۲۲۴ ج ا) کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینہ کے اوپر رکھا۔

جواب: مذکورہ حدیث کا مدار مومل بن اسمٰعیل پر ہے اور وہ ضعیف ہیں۔ (آثار السنن ص ۶۵ ج ا) اس لیے حدیث قابل استدلال نہیں ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

دلیل: حضرت علی کا اثر ہے: ان من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السره (مسند احمد ص ۱۱۰ ج ا: و ابوداؤد کتاب الصلوۃ) کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت میں سے ہے۔ اور اصول حدیث کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی صحابی من السنۃ کہہ کر کوئی بات بیان کرتا ہے تو وہ مرفوع کے درجہ میں ہوتی ہے چنانچہ اس اصول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ اثر بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس سلسلہ میں تین روایتیں منقول ہیں: ایک امام شافعی کے مطابق ایک امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق اور تیسری یہ ہے کہ دونوں کے درمیان اختیار ہے۔

(ب) تکبیر تحریمہ اور فاتحہ کے درمیان ثناء کے علاوہ پڑھے جانے والے کلمات:

تکبیر تحریمہ کے بعد اور سورہ فاتحہ سے پہلے ثناء کے علاوہ پہلے دعائے استفتاح یعنی انی وجهت وجهي للذي فطر السموات الخ یا اللهم باعدبيني و بين خطايا الخ پڑھی جا سکتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس موقع پر دعاؤں کی بجائے ثناء پڑھنا افضل ہے۔ ان کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آغاز کے وقت ثناء پڑھا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مذکورہ دونوں دعاؤں میں سے کسی ایک کا پڑھنا افضل ہے۔ ان کی دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور سورہ فاتحہ کے درمیان رک جاتے تھے۔ اس موقع پر آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللهم باعد بيني و بين خطاياى كما باعدت الخ۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دونوں دعاؤں کا پڑھنا افضل ہے۔ آپ کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں مذکور ہے کہ حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں دعاؤ کو پڑھا کرتے تھے۔

سوال نمبر۶: وعن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی کل رفع وخفض وقیام و قعود

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں' نیز حدیث کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) رکوع وسجود وغیرہ میں جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور کا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہر بار اوپر آتے اور نیچے جاتے اور قیام وقعود کی طرف آتے جاتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔

توضیح وتشریح:

اس روایت میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ دوران نماز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود کے لیے جھکتے یا قیام کے لیے بلند ہوتے' تو تکبیر کہا کرتے تھے۔ دوران نماز ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر یعنی "اللہ اکبر" کہنا مسنون ہے۔

(ب) رکوع وسجود کے وقت تکبیر کہنے کا شرعی حکم:

ہر نماز کو اس طرح ادا کیا جائے کہ نمازی گمان کرے یہ نماز میری زندگی کی آخری نماز ہے اور تمام ارکان نہایت تعدیل واطمینان سے ادا کرے۔ رکوع وسجود اور قیام کی طرف جاتے وقت اور قیام کی طرف بلند ہوتے وقت یعنی نماز کے ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر کہی جائے۔ یہ تکبیر امام مقتدی اور منفرد سب لوگ کہیں گے۔ جمہور فقہاء اور احناف کے نزدیک یہ تکبیر کہنا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ اس پر دلیل یہی زیر بحث حدیث ہے۔ یاد رہے تکبیر تحریمہ کہنا فرض ہے' کیونکہ یہ نماز کا ایک اہم رکن ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

الورقة الخامسة: للمؤطين

نوٹ: دونوں حصوں میں سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل: مؤطا امام مالک

سوال نمبر ۱: (الف) مالك عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف على نفسه بالزنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهد على نفسه اربع مرات فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم ۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ محصن اور غیر محصن کے لیے حد زنا کیا ہے؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) ان رسول الله قطع فی مجن ثمنه ثلاثة دراهم ۔

حدیث پر اعراب لگائیں۔ نیز بتائیں کتنی مالیت پر حد سرقہ جاری کی جاتی ہے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر ۲: (الف) ان عبد الله بن عمر لم يكن يساله احد من اهله عقيقة الا اعطاه اياها و كان يعق عن ولده بشاة عن الذكور و الاناث ۔

حدیث کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ عقیقہ کا کیا حکم ہے اور اس کے بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال کی وضاحت کریں؟ ۵+۳+۷=۱۵

(ب) "لبن الفحل" کا معنی اور اس کا حکم بیان کریں؟ ۶+۴=۱۰

سوال نمبر ۳: (الف) کانت له امراتان فارضعت احداهما غلاما و ارضعت الاخرى جارية فقيل له هل يتزوج الغلام الجارية؟ فقال لا اللقاح واحد ۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) "عشر رضعات معلومات" کی وضاحت کریں نیز اس حکم کے منسوخ ہونے پر دلیل تحریر کریں۔ نیز اس مسئلہ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف بیان کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حصہ دوم: مؤطا امام محمد

سوال نمبر۴: (الف) الوضوء ثلثا ثلثا افضل والاثنان یجزئان والواحدة اذا اسبغت تجزی ایضا وھو قول ابی حنیفه رحمه الله

عبارت جوابی کاپی پر لکھنے کے بعد حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) وضو کے واجب ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟ نیز بتائیں وضو کا حکم کس آیت میں ہے؟ آیت مع ترجمہ لکھیں۔ ۲+۵+۸=۱۵

سوال نمبر۵: (الف) کان الرجال والنساء یتوضون جمیعا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اناء واحد۔

مندرجہ بالا حدیث کا ترجمہ وتوضیح کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) ماء مستعمل کی تعریف کریں اور اس کے استعمال کے بارے حکم شرعی تفصیل کے ساتھ قلمبند کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر۶: (الف) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتی احدکم الجمعة فلیغتسل۔

حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟ نیز بتائیں کہ "فلیغتسل" وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) جمعہ کے دن غسل کس وقت کیا جائے؟ اختلاف آئمہ تحریر کریں نیز استحاضہ کی تعریف اور اس کی صورتیں بھی بیان کریں؟ ۶+۹=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۰ء

پانچواں پرچہ: مؤطین

حصہ اوّل: مؤطا امام مالک

سوال نمبر۱: (الف) مالك عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف على نفسه بالزنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهد على نفسه اربع مرات فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ محصن اور غیر محصن کے لیے حد زنا کیا ہے؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) ان رسول الله قطع في مجن ثمنه ثلاثة دراهم ۔

حدیث پر اعراب لگائیں۔ نیز بتائیں کتنی مالیت پر حد سرقہ جاری کی جاتی ہے؟ ۵+۵=۱۰

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں کسی نے بتایا کہ بے شک ایک آدمی نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خود زنا کرنے کا اعتراف کیا اور اس نے چار بار اپنی ذات پر گواہی بھی دی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں حکم دیا تو اسے رجم (سنگسار) کیا گیا۔

محصن اور غیر محصن کی حد زنا:

محصن سے مراد شادی شدہ اور غیر محصن سے مراد غیر شادی شدہ ہونا ہے۔ اگر کوئی محصن یعنی شادی شدہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے، اعتراف و اقرار یا شرعی گواہوں سے زنا ثابت ہو جاتا ہے، تو اس کی حد شرعی رجم (سنگسار) کرنا ہے۔ اگر کوئی غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ زنا کا ارتکاب کرتا ہے، تو اس کی حد شرعی سو کوڑوں کی سزا ہے۔

(ب) اعراب بر حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

نصاب مالیت حد سرقہ:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حد سرقہ کا نصاب کیا ہے؟ یعنی کم از کم کتنی مقدار مال چوری کرنے پر حد

لگے گی۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حد سرقہ کا نصاب درہم یا ایک دینار ہے۔
امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد سرقہ کا نصاب تین درہم ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد سرقہ کا نصاب ربع (چوتھائی) ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع ید رجل فی مجن قیمتہ دینار او عشرۃ دراھم (ابوداؤد و نسائی) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال (چوری کرنے) پر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی۔
حضرت عمرو بن شعیب عن ابی عن جدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: کان فمن المحن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ دراھم (نسائی دار قطنی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی۔ نیز مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، طبرانی اوسط اور مصنف عبدالرزاق کی روایتوں میں بھی یہی (عشرۃ دراھم) کی مقدار ذکر ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطع سارقا فی مجن قیمتہ ثلاثۃ دراھم (بخاری و مسلم) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال (کے چوری کرنے) پر ایک چور کا ہاتھ کاٹا تھا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقطع ید السارق الا فی ربع رینار فصاعدا (بخاری و مسلم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (مال چوری کرنے) پر۔

وجہ ترجیح مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

منشاء اختلاف:

یہ ہے کہ ایک ڈھال کے چوری کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع ید کی حد جاری کی ہے۔ اب اس ڈھال کی قیمت کیا تھی؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی قیمت دس درہم تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں

ہے کہ اس کی قیمت تین درہم تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی قیمت ربع دینار تھی۔ اب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایتوں میں تعارض آ گیا۔ تو ہم نے دو وجہوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو ترجیح دی۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت "ادر للحد" ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر "لاقطع الافی دینار

سوال نمبر۲: (الف) ان عبداللہ بن عمر لم یکن یسالہ احد من اھلہ عقیقۃ الا اعطاہ ایاھا و کان یعق عن ولدہ بشاۃ عن الذکور والاناث۔

حدیث کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ عقیقہ کا کیا حکم ہے اور اس کے بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال کی وضاحت کریں۔

(ب) "لبن الفحل" کا معنی اور اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے کسی بھی بچے کے بارے میں عقیقہ کی بات کی جاتی، تو وہ اپنے ہر بچے خواہ وہ لڑکا ہوتا یا لڑکی کا عقیقہ ایک بکری (ذبح کر کے) کرتے تھے۔

عقیقہ کا حکم شرعی:

عقیقہ کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ اصحاب ظواہر کے نزدیک عقیقہ کرنا فرض ہے۔

☆ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بچے کا عقیقہ کرنا واجب ہے۔ اگر اس کا عقیقہ نہیں کیا جاتا، تو جب وہ عاقل و بالغ ہوگا تو زندگی بھر میں خود اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔

☆ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ تاہم لوگ باقاعدگی سے اس پر عمل کرتے ہیں۔

☆ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ عقیقہ کرنا نفلی عبادت ہے، جو شخص چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔

☆ امام شافعی امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ عقیقہ کرنا سنت ہے اس پر عمل واجب ہے۔

دلیل:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔اس (کی پیدائش) کے ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچے کا عقیقہ کرو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی (سر کے بال) دور کرو۔''

(ب) ''لبن الفحل'' کا معنی اور حکم:

لفظ ''لبن'' کا معنی ہے ''دودھ'' اور لفظ ''الفحل'' کا معنی ہے ''مرد'' دودھ کی نسبت مرد کی طرف مجازی طور پر کی گئی ہے کیونکہ مرد ہی عورت کے دودھ کا سبب بنتا ہے۔

حکم:

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ''لبن الفحل'' کسی حرمت کا سبب نہیں بنتا مگر آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''لبن الفحل'' کے سبب حرمت ثابت ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۳: (الف) كانت له امرأتان فارضعت احداهما غلاما وارضعت الاخرى جارية فقيل له هل يتزوج الغلام الجارية؟ فقال لا اللقاح واحد۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) ''عشر رضعات معلومات'' کی وضاحت کریں نیز اس حکم کے منسوخ ہونے پر دلیل تحریر کریں۔ نیز اس مسئلہ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے نکاح میں دو بیویاں موجود ہوں۔ان میں سے ایک نے ایک غلام کو دودھ پلایا جبکہ دوسری نے ایک لونڈی کو دودھ پلایا تو کیا غلام کا اس لونڈی سے نکاح درست ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا: نہیں۔اس لیے کہ دونوں کا رضاعی باپ ایک ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

لفظ ''اللقاح'' کا معنی ہے ''اصل یعنی باپ'' لفظ ''واحد'' اسم عدد مفرد وصفی ہے۔جس کا معنی ہے: پہلا یعنی ایک۔اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ شریک بہن بھائیوں کا باہم نکاح حرام وممنوع ہے۔

(ب) ''عشر رضعات'' کی وضاحت اور اس پر تنسیخ کی دلیل:

لفظ ''عشر رضعات'' کا مطلب ہے کہ دس بار دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوگی۔روایت کے یہ الفاظ اس آیت سے منسوخ ہیں: اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَکُمْ (تمہاری مائیں وہ ہیں جنہوں نے تمہیں

دودھ پلایا) لفظ "اللتی" کتاب اللہ کا عام جس کی وجہ سے عشر رضعات خمس رضعات اور لاتحرم المعۃ والا المعتان وغیرہ روایات سب منسوخ ہیں۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ ابن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم پانچ رضعات کے قائل ہیں جبکہ اسحاق بن راہویہ، ابوثور اور ابن المنذر تین رضعات کے قائل ہیں۔

احناف کا مؤقف ہے کہ ایک بار دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی، باقی روایات منسوخ ہیں۔

حصہ دوم: موطا امام محمد

سوال نمبر۴: (الف) الوضوء ثلثا ثلثا افضل والاثنان یجزئان والواحدۃ اذا اسبغت تجزئ ایضًا وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ

عبارت جوابی کاپی پر لکھنے کے بعد حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) وضو کے واجب ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟ نیز بتائیں وضو کا حکم کس آیت میں ہے؟ آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: (الف) حرکات وسکنات اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر عبارت وسکنات پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے: تین تین بار وضو افضل، دو بار جائز اور ایک بار بھی کافی ہے، جب بہترین طریقہ سے کیا جائے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

(ب) وجوب وضو کی شرائط آیت وضو مع ترجمہ:

وجوب وضو کی شرائط:

وجوب وضو کی چند مشہور شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) صاحب عقل ہونا:

دیوان یا مجنون (بے ہوش) نہ ہو۔

(۲) بلوغت:

نابالغ بچہ یا بچی جب بالغ ہو جائے۔

(۳) اسلام:

وجوب وضو کے لیے مسلمان ہونا بھی ضروری ہے۔

(۴) پانی کے استعمال پر قدرت ہونا:

پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہونا۔

(۵) حدث لاحق ہونا:

باوضو آدمی کا وضو کرنا، مستحب ہے۔

(۶) انقطاع حیض:

حیض کے اختتام پر غسل وطہارت ضروری ہے۔

(۷) انقطاع دم نفاس:

دم نفاس ختم ہونے پر غسل وطہارت ضروری ہے۔

فرضیت وضو کی آیت:

فرضیت وضو پر یہ ایک آیت دلیل ہے:

یایها الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجکم الی الکعبین

''اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو، تم اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ، تم اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔''

سوال نمبر۵: (الف) کان الرجال والنساء یتوضون جمیعا فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اناء واحد۔

مندرجہ بالا حدیث کا ترجمہ وتوضیح کریں؟

(ب) ماء مستعمل کی تعریف کریں اور اس کے استعمال کے بارے حکم شرعی تفصیل کے ساتھ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب مرد اور سب عورتیں ایک برتن میں وضو کرتے تھے۔

وضاحت:

اس روایت کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(i) مرد اور عورت دونوں بیک وقت ایک برتن میں وضو کرتے تھے، کیونکہ عسرت وتنگی کا دور تھا۔ چونکہ وہ لوگ صحابیت کے منصب پر فائز تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ تھے، لہٰذا مستعمل پانی سے احتراز

کرتے ہوں گے۔

(ii) وہ لوگ ایک بڑے برتن میں مشترکہ پانی لیتے تھے' پھر دونوں اپنے اپنے چھوٹے برتن سے پانی حاصل کرتے اور وضو کرتے تھے۔ اس صورت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) ''ماء مستعمل'' کا شرعی حکم:

''ماء مستعمل'' وہ ہے' جو عبادت مقصودہ کے آلہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہو۔ وضو کرنے کے لیے ''ماء مستعمل'' شرعی نقطہ نظر سے طاہر تو ہوتا ہے مگر مطہر نہیں ہوتا یعنی خود تو پاک ہوتا ہے مگر آگے کسی طہارت کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً وضو کے لیے استعمال شدہ پانی خود تو پاک ہوتا ہے مگر مزید طہارت کے لیے اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر ۶: (الف) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم الجمعۃ فلیغتسل۔

حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟ نیز بتائیں کہ ''فلیغتسل'' وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے؟

(ب) جمعہ کے دن غسل کس وقت کیا جائے؟ اختلاف آئمہ تحریر کریں نیز استحاضہ کی تعریف اور اس کی صورتیں بھی بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔

''فلیغتسل'' کا حکم:

بلاشبہ نماز جمعہ' نماز عیدین' شب برات' شب قدر اور حج یا عمرہ کی غرض سے احرام زیب تن کرتے وقت غسل کرنا مسنون و مستحب ہے۔ جنابت لاحق ہوتے وقت' انقطاع حیض اور انقطاع نفاس کے مواقع پر غسل کرنا' فرض ہے۔ نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا' مسنون و مستحب ہے۔ یہاں لفظ ''فلیغتسل'' امر وجوب کے لیے نہیں ہے' بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

مسئلہ:

امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں غسل جمعہ نماز جمعہ کے لیے ہے۔ امام محمد و بعض سلف کے ہاں یوم جمعہ کے لیے ہے۔ ثمرہ اختلاف اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جس شخص پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔ جمہور کے ہاں اس کے لیے غسل کا حکم بھی نہیں ہے۔ دوسرے فریق کے ہاں اس کے لیے بھی یہ حکم ہے۔ احادیث اور اقوال آئمہ سے تین غسل ثابت ہوتے ہیں: (۱) ہر ہفتہ میں

ایک غسل صفائی کے لیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے حق اللہ علی کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعة ایام (بخاری، مسلم وآخرون) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے علی کل رجل مسلم فی کل سبعة ایام غسل یوم وھو یوم الجمعہ (نسائی) یہ غسل ہر مسلمان مرد وعورت کو شامل ہے۔ (۲) یوم جمعہ کا غسل: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے من اغتسل یوم الجمعة کان فی طھارة الی الجمعة الاخری (ابن خزیمہ وابن حبان حاکم و قال صحیح علی شرط الشیخین) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم (شیخان وآخرون) اس مضمون کی روایات کثرت سے مروی ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد جمعہ کے روز غسل کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، مگر غسل نماز کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ (۳) نماز جمعہ کا غسل جس کے وجوب وسنیت میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے وہ بھی بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ہے: من اتی الجمعة فلیغتسل (صحاح ستہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے: من اتی الجمعة فلیغتسل (مسند بزار) جو شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے متصل غسل کرے اور تینوں غسلوں کی نیت کرے، تو اسے سب غسلوں کا ثواب ملے گا۔

(ب) جمعہ کے دن غسل کرنے کے وقت میں اختلاف آئمہ:

جمعۃ المبارک کے لیے غسل کس وقت کیا جائے؟ اس مسئلہ میں اختلاف موجود ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جمہور کے ہاں فجر کے بعد غسل کرنے سے غسل جمعہ کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ بہتر ہے کہ نماز جمعہ کے لیے جانے کے وقت غسل کرے۔ امام مالک کے ہاں نماز جمعہ کے متصل غسل معتبر ہے اس سے قبل کا اعتبار نہیں ہے۔

جمہور کی دلیل:

(۱) عن عبدالرحمن بن ابزی انه کان یغتسل یوم الجمعة ثم یحدث فیتوضا ولا یعید الغسل (ابن ابی شیبہ) (۲) عن طاؤس قال لابن علاب زعموا ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اغتسلوا یوم الجمعة واغسلوا رؤسکم الا ان تکونوا جنبا (ابن حبان) ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت غسل جمعہ کے لیے کافی ہے۔ (۳) غسل سے مقصد رائحہ کریہہ کا ازالہ ہے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، وہ مقصد شروع دن کے غسل سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کافی ہونا چاہیے۔

امام مالک کی دلیل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ہے **اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل**

استحاضہ کی تعریف:

حیض یا نفاس کے مخصوص ایام کے سوا جو خون عورت کی شرم گاہ سے بیماری یا خرابی کی وجہ سے خارج ہوتا ہے، وہ استحاضہ کہلاتا ہے۔

استحاضہ کی صورتیں:

دم استحاضہ کی کل صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) ایسی کم سن بچی کی شرمگاہ سے خون نکلنا، جو ابھی سال بلوغت کو نہ پہنچی ہو۔

(۲) وہ بالغہ عورت جسے ایام حیض سے پہلے یا ایام حیض کے بعد اس کی شرمگاہ سے خون نکلا ہو۔

(۳) وہ خون جو نفاس کے خون ختم ہونے کے بعد بھی آیا ہو۔

(۴) وہ خون جو حیض کی مدت سے تجاوز کر جائے۔

(۵) وہ خون جو حاملہ عورت کی شرمگاہ سے آئے۔ وہ صرف احناف اور حنابلہ کے نزدیک استحاضہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنۃ) باکستان

الشھادۃ العالمیۃ "السنۃ الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنۃ ۱۴۴۱ھ/2020ء

الورقۃ السادسۃ: لاصول الحدیث

نوٹ: سوال نمبرا لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبرا: مندرجہ ذیل میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(الف) موقوف، مرفوع، صحیح، مشہور، معلل، ضعیف، عزیز ۵×۴=۲۰

(ب) متن اور سند میں احکام کا فرق بیان کریں نیز حدیث موضوع کا حکم بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر۲: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی پانچ خصوصیات بیان کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) اہل کوفہ نے سماع حدیث کے لیے بیس سال کی شرط لگائی ہوئی تھی لہٰذا امام اعظم نے صحابہ سے سماع نہیں کیا، جواب دیں؟ ۱۵

سوال نمبر۳: (الف) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی مختصراً تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) فقہاء احناف میں سے کسی ایک امام کا مختصراً تعارف بیان کریں؟ (امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ) ۱۵

سوال نمبر۴: (الف) شرح معانی الاثار کا اسلوب مفصلاً بیان کریں؟ ۱۵

(ب) صحیح بخاری میں حدیث وارد کرنے کے لیے امام بخاری نے کیا کیا شرائط رکھی تھیں؟ ۱۵

سوال نمبر۵: (الف) صحیح مسلم کا سبب تالیف لکھیں نیز اس کتاب میں مرویات کی تعداد بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) شروحات مسلم میں سے کوئی سی پانچ کے نام لکھیں؟ ۳×۵=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۰ء

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(الف) موقوف، مرفوع، صحیح، مشہور، معلل، ضعیف، عزیز

(ب) متن اور سند میں احکام کا فرق بیان کریں نیز حدیث موضوع کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

موقوف:

جس حدیث میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔

مرفوع:

جس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

صحیح:

جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

مشہور:

جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

معلل:

جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

ضعیف:

جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری نہ ہو۔

عزیز:

جس حدیث کے دو راوی ہوں، پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

(ب) متن اور سند میں احکام کے حوالے سے فرق:

متن اصل حدیث کو کہا جاتا ہے اور سند وہ راویوں کا سلسلہ ہے، جو حدیث تک پہنچتا ہے۔ اگر کسی سند

میں کوئی واضح حدیث ہو اور وہ حدیث کسی دوسرے طریق سے مروی نہ ہو تو وہ حدیث اس راوی کی وجہ سے موضوع کہلائے گی۔ اگر سب راوی عادل وثقہ ہوں، تو اس حدیث کا حکم مختلف ہوگا۔ متن حدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں، مگر متن سے صحت حدیث کے علاوہ کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔

اس طرح محدثین کرام احادیث سے احکام و مسائل شرعی استنباط کرتے ہیں مگر سند سے نہیں۔ تاہم صحت و عدم صحت متن کا مدار سند ہوتی ہے۔ فن اسماء الرجال کے ماہرین سند کے حوالے سے جرح و تعدیل کی بحث کرتے ہیں۔ یاد رہے موضوع حدیث سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی بلکہ متعلمین کو بتائے بغیر اس کا بیان کرنا بھی منع ہے۔

سوال نمبر۲: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی پانچ خصوصیات بیان کریں؟

(ب) اہل کوفہ نے سماع حدیث کے لیے بیس سال کی شرط لگائی ہوئی تھی، لہٰذا امام اعظم نے صحابہ سے سماع نہیں کیا، جواب دیں؟

جواب: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) امام اعظم خیر القرون علی الاطلاق قرن اول میں پیدا ہوئے، جس قرن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قرن کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

(۲) آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے۔

(۳) حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عائشہ بنت عجرد وغیرہم صحابہ کرام سے آپ کو شرف روایت بھی حاصل ہے۔

(۴) آپ کے اساتذہ اور تلامذہ کی تعداد دیگر تمام آئمہ کے اساتذہ و تلامذہ سے زیادہ ہے۔

(۵) آپ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب و کتب کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا۔ چنانچہ ''مؤطا'' میں امام مالک نے آپ کے طرز تدوین کی اتباع کی ہے۔

(۶) آپ کے طریق اجتہاد سے تمام آئمہ اور مجتہدین نے استفادہ کیا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الفقهاء كلهم عيال ابى حنيفة فى الفقه"

(۷) امام اعظم کا مسلک ان ممالک میں پہنچا جہاں آپ کے مسلک کے سوا اور کوئی مسلک نہیں پہنچا، جیسے ہندوستان، پاکستان، روم، ترکی اور ماوراء النہر وغیرہ۔

(ب) صحابہ کرام سے امام اعظم کی سماعت حدیث پر دلائل:

• بعض لوگ حسد وعناد کی بنیاد پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر صحابہ کرام سے عدم سماعت حدیث کا الزام عائد کرتے ہیں۔ جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم اس حوالے سے چند دلائل سطور ذیل میں پیش کرتے ہیں:

امام کردری فرماتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت نے امام اعظم کی صحابہ کرام سے ملاقات کا انکار کیا ہے اور ان کے شاگردوں نے اس بات کو صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے اور ثبوت روایت نفی سے بہتر ہے۔

عبداللہ بن اوفیٰ ان صحابہ سے ہیں، جن کی امام ابوحنیفہ نے زیارت کی اور ان سے روایت کی ہے (قطع نظر کرتے ہوئے منکر متعصب کے قول سے) امام اعظم کی عمر اس وقت سات سال کی تھی، کیونکہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور بعض اقوال کی بناء پر اس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی۔ بہرحال سات سال عمر بھی فہم وشعور کا سن ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک صحابی کسی شہر میں رہتے ہوں اور شہر کے رہنے والوں میں ایسا شخص ہو جس نے اس صحابی کو نہ دیکھا ہو (اس بحث میں امام اعظم کے تلامذہ کی بات ہی معتبر ہے) کیونکہ وہ ان کے احوال سے زیادہ واقف ہیں اور ثقہ بھی ہیں۔

اگر اس گفتگو سے تسلی نہ ہوئی ہو تو مزید دلائل بھی پیش کیے جاسکتے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول طلب العلم فريضة على كل مسلم.

"امام ابو یوسف، امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "علم کا طلب کرنا، ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

(۲) عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الدال على الخير كفاعله.

"امام ابو یوسف، امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: خیر کا راہنما اس کے فاعل کے مثل ہے۔"

(۳) عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يحب اغاثة اللهفان.

"امام ابو یوسف، امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پریشان حال کی مدد کرنے کو پسند کرتا ہے۔"

(۴) عن یحیی بن قاسم عن ابی حنیفة سمعت عبدالله بن ابی اوفی يقول

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من بنى لله مسجدا و لو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا فى الجنة (تبیض الصحیفہ ص۶ ت۹)

''یحییٰ بن قاسم امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی خاطر سنگ خوار کے گڑھے جتنی بھی مسجد بنائی' اللہ تعالیٰ اس کا جنت میں گھر بنائے گا۔''

سوال نمبر۳: (الف) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی مختصراً تحریر کریں۔ ۱۵

(ب) فقہاء احناف میں سے کسی ایک امام کا مختصر اتعارف بیان کریں' (امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ) ۱۵

جواب: (الف) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی:

ولادت باسعادت:

امام الہجرت' حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا جان حضرت ابو عامر بن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی رسول تھے۔ جو اکثر غزوات میں بھی شامل ہوئے تھے۔ امام موصوف کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی۔

حصول علم:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ اعزاز و امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے کثیر صحابہ کرام کی زیارت سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان سے احادیث کی سماعت کی' ان سے آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس لیا۔ ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے احادیث مبارکہ کا سب سے پہلے مجموعہ تیار کیا' جو موطا امام مالک کے ساتھ مشہور ہے۔ آپ نے ایک واسطہ سے یہ فیض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور تا قیامت امت مصطفوی کی تربیت کا اہتمام کیا۔

اساتذہ کرام:

آپ نے کثیر اور تابعین سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے کثیر اساتذہ میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

عامر بن عبداللہ بن العوام' نعیم بن عبداللہ المجمر' زید بن اسلم' نافع مولی ابن عمر' حمید الطویل' سعید المقبری' ابو حازم' سلمہ بن دینار' شریک بن عبداللہ بن ابی نمر' صالح بن کیسان زہری' صفوان بن سلیم' ربیع بن ابی عبدالرحمن' ابو الزناد' ابن المنکدر' عبداللہ بن دینار ابو طوالہ' عبد ربہ' یحییٰ بن سعید' عمرو بن ابی عمر' مولیٰ المطلب علاء بن عبدالرحمن' ہشام بن عروہ' یزید بن مہاجر' یزید بن عبداللہ بن خصیفہ' ابو الزبیر المکی' ابراہیم

موسیٰ بن عقبہ' ایوب السختیانی' اسماعیل بن ابی حکیم' حمید بن عبدالرحمٰن' جعفر بن محمد صادق' حمید بن قیس' داؤد بن الحسن' زیاد بن سعد' زید بن رباح' سالم ابی النضر' سہیل بن ابی صالح' صیفی مولیٰ ابوایوب' ضمرۃ بن سعید' طلحہ بن عبدالمالک الایلی' عبداللہ بن ابی بکر بن حزم' عبداللہ بن المقفل الہاشمی' عبداللہ بن یزید' عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ' عبدالرحمٰن بن القاسم' عبداللہ بن ابی عبداللہ الاغر' عمرو بن مسلم بن عمارۃ بن اکمیہ' عمرو بن یحییٰ بن عمارۃ' قطن بن وہب' ابوالاسود عروۃ' محمد بن عمرو بن حلحلہ' محمد بن یحییٰ بن عمارۃ محمد بن یحییٰ بن حیان' مخرجہ بن بکری وغیرہم۔

تلامذہ کرام:

آپ تاحیات قرآن وسنت کا درس دیتے رہے۔ لاکھوں لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا جن میں سے آپ کے چند تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

مشائخ میں ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن عبداللہ بن الہاد۔ معاصرین میں سے اوزاعی' ثوری' رقاء بن عمر الشعبہ بن الحجاج' ابن جریج' ابراہیم بن طہمان لیث بن سعد اور ابن عیینہ۔ بزرگ حضرات میں سے ابواسحاق فزاری' یحییٰ بن سعید القطان' عبدالرحمٰن بن مہدی' حسین بن ولید نیشاپوری' روح بن عبادہ' زید بن الحباب' امام شافعی' ابن المبارک' ابن وہب' ابن قاسم' قاسم بن یزید' الجرمی' معن بن عیسیٰ' یحییٰ بن ایوب مصری' ابوعلی حنفی' ابونعیم' ابوعاصم ابوالولید طیالسی' احمد بن عبداللہ بن یونس' اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع' بشر بن عمر الزاہدی' جویریہ بن اسماء' خالد بن مخلد' سعید بن منصور' عبداللہ بن رجاء مکی' قعنبی' اسماعیل بن یونس' اویسی یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری' ابومسہر عبداللہ بن یوسف' عبدالعزیز اویسی' مکی بن ابراہیم' یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر' یحییٰ بن قزعہ' قتیبہ بن سعید' ابومصعب زہری' اسماعیل بن موسیٰ فزاری' خلف بن ہشام' عبدالاعلیٰ بن حماد الدرسی' سوید بن سعید' مصعب ابن عبداللہ زبیری' ہشام بن عمار' عتبہ بن عبداللہ مروزی اور ابوحذافہ احمد بن اسماعیل مدنی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

امام الہجرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ عاشق رسول تھے۔ تاحیات مدینہ میں رہے مگر ادباً جوتے استعمال نہ کیے۔ تاحیات قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے رہے۔ دوران تدریس آداب احادیث کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے' ایک بار حج بیت اللہ کے علاوہ آپ مدینہ طیبہ سے باہر نہ گئے کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے اور مدینہ منورہ میں تدفین سے محروم نہ ہو جائیں۔

وصال:

آپ تاحیات درس حدیث دیتے رہے۔ عبادات ومعمولات اپنی مثال آپ تھے اور علم وعرفان اور

عشق ومحبت کا یہ آفتاب ۷۹۱ھ میں غروب ہو گیا۔

(ب) فقہاء احناف میں سے ایک کے حالات زندگی:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

ولادت: فقہاء احناف میں سے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے فقہ حنفی کی اس طرح خدمت کی کہ فقہ حنفی کو بام کمال وعروج تک پہنچا دیا۔ آپ ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

حصول علم واساتذہ:

آپ نے اپنے وقت کے ممتاز ترین فقہاء ومحدثین سے علوم کی تحصیل فرمائی۔ آپ نے کثیر محدثین و شیوخ سے اکتساب علم کیا۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

یونس بن عبدالاعلیٰ، ہارون بن سعید ایلی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، بحر بن نصر، عیسیٰ بن مشرود، ابراہیم بن ابی داؤد النصر لیس، ابو بکر، بکار بن قتیبہ۔

تلامذہ کرام:

آپ تاحیات احادیث اور فقہ کی تدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ آپ سے بے شمار لوگوں نے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ کثیر ہیں جن میں سے چند ایک کے اسماء گرام حسب ذیل ہیں:

ابو محمد عبدالعزیز بن محمد الہیثمی الجوہری، حافظ احمد بن القاسم بن عبداللہ البغدادی المعروف بابن الخشاب، ابو بکر علی بن سعدویہ البروعی، ابو القاسم مسلمۃ ابن القاسم بن ابراہیم القرطبی، ابو القاسم عبداللہ بن علی الداؤدی، حسن بن القاسم بن عبدالرحمٰن المصری، قاضی ابن ابی العوام، ابو الحسن محمد بن احمد الاخمیمی، حافظ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی المقری، ابو الحسن علی بن احمد الطحاوی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی صاحب ''المعجم'' حافظ ابو سعید عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس مصری، حافظ ابو بکر محمد بن جعفر بن الحسین بغدادی، میمون بن حمزہ العبید لی وغیرہ (محی الدین ابو محمد عبدالقادر، محدث، متوفی ۷۷۵ھ الجواہر المضیہ ج ا ص ۱۰۴)

تبدیلی مسلک:

ابتداء آپ فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد وپیروکار تھے۔ آپ نے بعد میں فقہ حنفی کو اختیار کرلیا اور اشاعت فقہ حنفی میں اہم کردار ادا کیا۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبدیلی مسلک کی وجہ یوں لکھی ہے:

امام طحاوی ابتداء شافعی المذہب تھے ایک دن انہوں نے کتب شافعیہ میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو بچہ نکالنے کے لیے اس کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا، برخلاف مذہب ابوحنیفہ کے۔ امام طحاوی کو مذہب حنفی پر پیٹ چیز کر نکالا گیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کو پڑھ کر کہا: میں

اس شخص کے مذہب سے راضی نہیں، جو میری ہلاکت پر راضی ہو، پھر انہوں نے شافعیت کو چھوڑ دیا، اور حنفی مسلک کو اختیار کیا اور اس مسلک کے عظیم مجتہد بن گئے۔

یادگار تصانیف مبارکہ:

آپ نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشغلہ کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، شب و روز میں یہی وظیفہ اعظم تھا، آپ کی تصانیف کی تعداد دو درجن سے زائد ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں: (۱) احکام القرآن (۲) شرح معانی الاثار (۳) مشکل الاثار (۴) اختلاف العلماء (۵) کتاب الشروط (۶) شروط الصغیر (۷) الشروط الاوسط (۸) مختصر الطحاوی فی الفقہ (۹) النوادر الفقہیہ (۱۰) کتاب النوادر والحکایات (۱۱) حکم ارض مکہ (۱۲) حکم الفئی والغنائم (۱۳) نقض کتاب المدلسین (۱۴) کتاب الاشربہ (۱۵) الرد علی عیسیٰ بن ابان (۱۶) الرد علی ابی عبید (۱۷) اختلاف الروایات (۱۸) الرزیہ (۱۹) شرح الجامع الکبیر (۲۰) شرح الجامع الصغیر (۲۱) کتاب المحاضر والجلات (۲۲) کتاب الوصایا والفرائض (۲۳) کتاب التاریخ الکبیر (۲۴) اخبار ابی حنیفہ (۲۵) عقیدۃ الطحاوی (۲۶) تسویہ بین اخبرنا وحدثنا (۲۷) سنن الشافعی (۲۸) صحیح الاثار۔

وصال:

آپ تاحیات فقہ حنفی کی اشاعت و تدریس میں مصروف عمل رہے۔ آخر ۳۲۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

سوال نمبر۴: (الف) شرح معانی الآثار کا اسلوب مفصلاً بیان کریں؟

جواب: اسلوب:

تمام امہات کتب حدیث میں امام طحاوی کا طرز سب سے منفرد اور دلچسپ ہے۔ وہ ایک باب کے تحت پہلے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث وارد کرتے ہیں، پھر ذکر کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے، اس کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ احناف (کثرھم اللہ تعالیٰ) اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ان کی دلیل ایک اور حدیث ہے، جو اس حدیث کے مخالف ہے۔ پھر اس حدیث کے متعدد طرق ذکر کرتے ہیں، اخیر میں مذہب احناف کو تقویت دیتے ہیں، دونوں حدیثوں کا الگ الگ محل بیان کر کے تعارض دور کرتے ہیں، اور کبھی پہلی حدیث کی سند کا ضعف ثابت کر کے دوسری حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض اوقات پہلی حدیث کا منسوخ ہونا واضح کر دیتے ہیں۔ نیز انہوں نے ہر باب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ احناف کی تائید کرنے کے لئے آخر میں ایک عقلی دلیل پیش کی جائے، اور اگر مسلک احناف پر کوئی اشکال وارد ہوتا ہو، تو اس کو بھی دور کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم چند مثالوں سے اس اسلوب کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(ب) صحیح بخاری میں وارد کنے کے لئے امام بخاری نے کیا کیا شرائط رکھی ہیں؟

(ب) صحیح بخاری میں حدیث وارد کرنے کے لیے امام بخاری کی شرائط:

صحیح بخاری وہ بلند مرتبہ کتاب ہے۔ جس نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو تا قیامت زندہ رکھا ہے۔ قرآن کریم کے بعد آسمان کے نیچے اس کتاب سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس تصنیف کی شہرت کا سبب جہاں امام بخاری کا خلوص و جذب خدمت ہے' وہاں اس کتاب میں حدیث وارد کرنے کے لیے شرائط کا التزام بھی ہے۔ چنانچہ کئی شرائط درج ذیل ہیں:

از شیخ تا صحابی تمام راوی متصل ہوں یعنی مسلم' عادل' کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمہ مع الشیخ ہوں اگر کوئی راوی قلیل الملازمہ ہوتا تو آپ اس کی روایت نہیں لیتے تھے۔ ثقہ راوی کے لیے یہ بھی شرط تھی کہ وہ اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت نہ کرتا ہو اور نہ ان میں کوئی علت قادحہ موجود ہو۔ نیز ہر راوی اپنے شیخ سے "سمعت" یا "حدثنا" کے صیغے سے حدیث کو بیان کرتا ہو۔

سوال نمبر۵: (الف) صحیح مسلم کا سبب تالیف لکھیں نیز اس کتاب میں مرویات کی تعداد بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) شروحات مسلم میں سے کوئی سی پانچ کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) صحیح مسلم کا سبب تالیف:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ تا حیات تصنیف و تالیف اور درس حدیث میں معروف رہے۔ آپ کے بعض تلامذہ نے فن حدیث میں صحیح روایات کا مجموعہ تیار کرنے کی سفارش کی تو آپ نے کار خیر اور خدمت دین کے جذبہ سے ان کے مشورے اور سفارش کو منظور کر لیا۔ تین لاکھ احادیث کے ذخیرہ سے انتخاب کر کے اپنی زندہ جاوید کتاب "صحیح مسلم" تالیف کی۔ آپ نے اپنی اس تالیف میں احادیث صحیحہ کو شامل کرنے کا التزام کیا تھا۔ نیز اپنی کتاب میں ان احادیث کو شامل کیا جن پر وقت کے محدثین کا اتفاق تھا' پھر یہ مجموعہ وقت کے امام المحدثین' حافظ عصر امام ابوزعہ کی خدمت میں پیش اور جن احادیث کے بارے میں انہوں نے اخراج کا مشورہ دیا بلا تامل ان کو خارج کر دیا۔ اس طرح پندرہ سال شب و روز کی کوشش سے "صحیح مسلم" مکمل ہوئی۔

مرویات کی تعداد:

صحیح مسلم کی کل مرویات کی تعداد ۷۲۷۸ ہے' جبکہ بلا تکرار احادیث کی تعداد ۳۰۳۳ ہے۔

(ب) شروحات صحیح کے نام:

الصحیح للمسلم کی اہمیت اور مقبولیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات

سے لگایا جاسکتا ہے کہ زمانہ تالیف سے لے کر تا حال ہر زمانہ میں یہ کتاب اہل علم بالخصوص محدثین کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہے اور علوم اسلامیہ کے نصاب میں شامل رہی ہے۔ اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کیے گئے، حواشی لکھے اور شروحات لکھی گئیں۔ ان شروحات میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) المفہم فی شرح غریب مسلم:

یہ امام عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے۔

(۲) شرح مسلم:

یہ امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے۔

(۳) المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج:

یہ امام یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے۔

(۴) شرح مسلم:

یہ ابوالفرج عیسیٰ بن مسعود الزواوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے۔

(۵) اکمال اکمال معلم:

یہ امام عبداللہ محمد بن خلیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆